بسم الله الرحمن الرحيم

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

____

Wednesday, the 17th June, 2026

____

TABLE OF CONTENTS

1. RECITATION FROM THE HOLY QUR`AN 1
2. RECITATION OF HADITH 1
3. RECITATION OF NAAT 2
4. NATIONAL ANTHEM 2
5. LEAVE OF ABSENCE 2
6. FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-2027 – *(CONTINUED)* 3
7. POINT OF PERSONAL EXPLANATION 33
8. FURTHER GENERAL DISCUSSION ON BUDGET FOR THE YEAR 2026-27 – *(CONTINUED)* 33
9. POINT OF ORDER 158

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN
ASSEMBLY DEBATES

———————

Wednesday, the 17th June, 2026

———————

The National Assembly of Pakistan met in the National Assembly Hall (Parliament House) Islamabad, at 11:02 a.m. with the honourable Speaker (Sardar Ayaz Sadiq) in the Chair.

———————

RECITATION FROM THE HOLY QUR`AN

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِى الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِىَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِىْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَمَاۤ
اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰۤى اِلَىَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

(سورۃ الانبیاء، آیات:105تا108)

[ترجمہ: پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی شیطان مردود سے۔ اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

اور ہم نے نصیحت (کی کتاب یعنی تورات) کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ میرے نیکوکار بندے ملک کے وارث ہوں گے، عبادت کرنے والے لوگوں کے لیے اس میں اللہ کے حکموں کی تبلیغ ہے۔ اور (اے محمد ﷺ) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ کہہ دیجئے کہ مجھ پر (اللہ کی طرف سے) یہ وحی آتی ہے کہ تم سب کا معبود خدائے واحد ہے، تو تم کو چاہیئے کہ فرماں بردار ہو جاؤ۔]

RECITATION OF HADITH

عن ابن عباس
٢٢٢٩/١٦ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ
ضِيْقٍ مَّخْرَجًا وَّمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَّرَزَقَهٗ مِنْ
حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔

[ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت مُحمد رَسُولُ اللہ خَاتَمَ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو شخص استغفار کو لازم کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ پیدا فرماتا ہے اور ہر غم سے خلاصی فرماتا ہے جہاں سے اسے گمان ہی نہیں ہوتا روزی دیتا ہے۔]

RECITATION OF NAAT

میرے دل میں ہے یادِ محمد میرے ہونٹوں پہ ذکرِ مدینہ

تاجدارِ حرم کے کرم سے آگیا زندگی کا قرینہ

دل شکستہ ہے میرا تو کیا غم اس میں رہتے ہیں شاہِ دو عالم

جب سے مہماں ہوئے ہیں وہ دل میں دل میرا بن گیا ہے مدینہ

NATIONAL ANTHEM

جناب سپیکر: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Speaker: Leave applications.

Mr. Speaker: Syed Ayaz Ali Shah Sheerazi has requested for the grant of leave from 13th to 15th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Waseem Qadir has requested for the grant of leave from 16th to 19th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Abdul Qadir Khan has requested for the grant of leave from 16th to 19th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Rana Muhammad Hayat Khan has requested for the grant of leave from 13th to 15th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Khawaja Sheraz Mehmood has requested for the grant of leave for 15th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Nazir Ahmed Bhugio has requested for the grant of leave from 13th to 15th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Ghulam Muhammad has requested for the grant of leave for 15th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Ms. Asma Alamgir has requested for the grant of leave for 16th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Ms. Kiran Imran Dar has requested for the grant of leave for 13th and 14th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Ms. Rana Ansar has requested for the grant of leave for 13th 14th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Ms. Aasia Ishaque Siddiqui has requested for the grant of leave for 12th and 13th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-2027

Mr. Speaker: Further General discussion on the Budget.

اس پہ میں پہلے statistics پیش کر دوں پھر ہم discussion کر دیں گے۔ PML(N) کے 36 ممبر بولے ہیں اور انہوں نے 7 hours 42 minutes consume کیے ہیں اور ان کے 8 hours 12 minutes رہتے ہیں، پیپلز پارٹی کے 31 Members 10 hours 5 minutes بولے ہیں، یہ ایک گھنٹہ 10 منٹ excess بولے ہیں۔ ایم کیو ایم (پی) کے 2 hours 51 minutes بولے ہیں، یہ 12 minutes excess بولے ہیں۔ عامر ڈوگر صاحب آپ کے 47 ممبر بولے ہیں۔ آپ کے 12 گھنٹے 12 منٹ ہو گئے ہیں۔ آپ دو گھنٹے excess بولے ہیں۔ JUP excess بولی Leader of the Opposition ایک گھنٹہ 16 منٹ بولے ہیں So, اب اگر پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم بولنا چاہے گی۔ تو رانا تنویر صاحب کو request کر لیں کہ وہ اپنے ٹائم میں سے اگر ان کو دے دیں۔ اچھا یہ بھی بتا دوں کہ 32 hours 4 minutes کی discussion ہو چکی ہے۔ تو آج ان شاءاللہ 40 گھنٹے ہمارے پورے ہو جائیں گے۔ تو ہمارے پاس ابھی دو دن ہیں پھر اس میں بیٹھ کے مشاورت کریں گے کہ ہم نے کس طرح چلانا ہے۔ تو رانا تنویر حسین صاحب۔

(اس موقع پر **ملک محمد عامر ڈوگر** اپنی نشست سے بولنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔)

جناب سپیکر: نہیں ابھی تو آپ کی تو تقریر ہو گئی ہے۔ جی عامر ڈوگر صاحب۔

ملک محمد عامر ڈوگر: شکریہ سپیکر صاحب۔ بجٹ کے اوپر general discussion ہو رہی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ اس میں 90 پرسنٹ جو role ہوتا ہے اس discussion میں وہ اپوزیشن کا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ کس نے کہہ دیا؟

ملک محمد عامر ڈوگر: میں آپ کا۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، سب کو موقع ملتا ہے۔

ملک محمد عامر ڈوگر: سر! تیسری اسمبلی ہے۔ نہیں۔۔۔۔

(مداخلت)

ملک محمد عامر ڈوگر: آپ خود ہوتی تھی تو ایسے ہی ہوتا تھا شازیہ بہن۔

جناب سپیکر: اچھا، please address the chair۔

ملک محمد عامر ڈوگر: یہ تو ریکارڈ کی بات ہے۔ سر! انہوں نے interrupt کیا تو میں ان کو کہہ رہا ہوں ناں کہ اتنا حافظہ تو کمزور نہیں ہوا ابھی میری بہن کا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ میرے سے بات کریں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: میں اس اسمبلی کا part تھا۔ تیسری اسمبلی ہے، میں دیکھ رہا ہوں۔ تو سر! میں آپ کا اس لیے بھی شکر گزار ہوں کہ اس میں سر ممبران کو ایک سال کے بعد موقع ملتا ہے اپنے مسائل پر بات کرنے کا، بجٹ کی چیزوں کو highlight کرنے کا اگر کوئی ان کی suggestions ہیں وہ بیچ میں incorporate کرنے کا۔ تو سر! اسی کا حسن ہے کہ اگر debate ہو گی۔ یہ ظاہر ہے ہاؤس اسی لیے ہے۔ تو اس میں آپ ذرا تھوڑا سا کشادہ دلی کریں ہمیشہ کی طرح اور ہمیں بولنے دیں۔ گورنمنٹ تو کبھی بھی نہیں بولتی۔ سر میں۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں جتنا مرضی ٹائم دوں گا۔ مجھے یاد ہے شفقت محمود، شیریں مزاری جتنا مرضی ٹائم دو، ایک ہی بات کہتی تھی ہمیں بولنے نہیں دیتے۔ تو آپ بھی یہی کہتے ہیں۔ جتنا مرضی بولیں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: سر! میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ بولنے دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: 60 گھنٹے پچھلی دفعہ discussion کرائی تھی۔ آپ کو ڈبل ٹائم دیا تھا تب بھی سننے کو یہ ملا کہ جی آپ بولنے نہیں دیتے۔

ملک محمد عامر ڈوگر: سر پچھلے سال ہم 70 گھنٹے بولے۔

جناب سپیکر: چلیں یہ دیکھتے ہیں. but let me concentrate on agenda. جی، رانا تنویر حسین صاحب۔

وزیر برائے صنعت وپیداوار و قومی غذائی تحفظ و تحقیق (رانا تنویر حسین): شکریہ سپیکر صاحب۔ ویسے ابھی ہاؤس میں زیادہ ممبران نہیں ہیں۔ لیکن سب سے پہلے تو میں بریگیڈیئر صاحب آپ کو تو نظر ہی کچھ نہیں آتا۔ مجھے پتہ ہے، آپ کی ٹریننگ بھی ایسے ہی ہے کہ آپ ایک direction میں ہی دیکھتے ہیں۔ میں شکر گزار ہوں آپ کا کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ دو تین باتیں میں کرنا چاہتا ہوں دو تین ایشوز پہ۔

سب سے پہلے تو میں جو آج کل اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو کامیابی دی ہے ابھی ایران امریکہ اور اسرائیل کی جو جنگ ہوئی ہے۔ اس میں جس طرح پاکستان کا کردار رہا ہے، جس طرح انہوں نے mediation کی ہے کہ جب سے پاکستان بنا ہے اس کے بعد پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ جو super power ہے اور نمبر ون پاور ہے دنیا میں امریکہ۔ اس نے پاکستان کی طرف دیکھا کہ آپ mediation کریں اور اس میں اپنا رول ادا کریں۔ اور اسی mediation سے جو ہمارے فیلڈ مارشل صاحب نے، پرائم منسٹر صاحب نے، ڈپٹی پرائم صاحب نے جس کا پرائم منسٹر صاحب نے ذکر اپنی تقریر میں بھی کیا، فرداً فرداً اور اجتماعی طور پر بھی کیا۔ سارے ہاؤس کا بھی کیا چاہے جو اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کا بھی کیا۔

جس طرح اس ایشو پہ ساری قوم اور جتنی بھی political parties تھیں انہوں نے جس طرح یکجہتی کا اتحاد کا مظاہرہ کیا۔ اسی وجہ سے ہم چیزوں کو آگے لے کے احسن طریقے سے بڑھے اور وہ سیز فائر کرائی گئی۔ تو آگے یہ چیزیں جو آج نظر آ رہی ہیں وہ سامنے ہمارے آئیں اور جس طرح پرائم منسٹر صاحب نے کہا کہ ہمارے فیلڈ مارشل عاصم منیر صاحب جتنی محنت انہوں نے کی ہے، راتوں کو جاگے ہیں۔ انہوں نے اس کی گواہی بھی دی کہ مجھے ذاتی طور پہ پتہ ہے کہ ساری ساری رات اس مسئلہ پہ وہ جاگتے رہے اور پھر shuttling between Tehran and Islamabad اور وہ جاتے رہے personally اور بات چیت کرتے رہے وہ draft جو آتا تھا امریکہ سے اور اس draft کو لے کے جاتے رہے جو MoU کا draft ہے اس وقت جو فائنل ہوا ہے۔ اس میں جتنے بھی مہینے لگے۔ لیکن اس پہ پوری commitment کے ساتھ اور ایک passion کے ساتھ کہ یہ ہمیں ایک اعزاز ملا ہے تو ہم نے اس پہ سرخرو ہونا ہے اور اللہ تعالیٰ جب نیت اچھی ہو۔ تو میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ اگر نیت اچھی ہو تو اللہ تعالیٰ ضرور کامیابیاں دیتا ہے۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ نیت آپ کی اچھی ہونی چاہیئے۔

اگر آپ کی نیت ہے کہ پاکستان کو ہم نے مضبوط کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد کرے گا، اس حکمران کی بھی مدد کرے گا۔ اور آج جو حکمران ہیں یہاں پہ، پاکستان میں آپ نے دیکھا کہ پاکستان بننے کے بعد پچھلے سال مئی میں انڈیا کے ساتھ ہمارا conflict ہوا وہ پاکستان کی تاریخ میں یہ نہیں کہ پہلی دفعہ انڈیا کے ساتھ ہمارا کوئی conflict یا جنگیں ہوئی ہیں۔ لیکن ہر جنگ میں ہماری افواج پاکستان نے اپنا professionalism دکھایا، چاہے کشمیر میں ایک ہمارا episode تھا، چاہے ہماری 1965 کی war تھی۔ تو ہماری افواج پاکستان نے اپنی جو پیشہ ورانہ صلاحیتیں تھیں وہ دکھائیں۔

لیکن جو پچھلے سال ہندوستان کے ساتھ ہمارا conflict آیا تو اس میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ہمیں کامیابی دی ہے؟ اور مجھے یاد ہے کہ جب ہندوستان نے یہ چھیڑ چھاڑ کی تو اس وقت جب انہوں نے نور خان بیس پہ حملہ کیا۔ تو اس وقت ہمارے فیلڈ مارشل نے پرائم منسٹر صاحب کو رات فون کیا۔ نماز پڑھنے کے بعد انہوں نے کہا کہ پرائم منسٹر صاحب آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کو befitting response دوں اپنا۔ تو پرائم منسٹر صاحب نے بالکل ان کو کہا جی go ahead اور پھر جو ہوا آپ کے سامنے ہے۔ چار گھنٹے میں وہ جو پانچ گنا بڑی طاقت ہے ہندوستان کی فوج کی وہ گھٹنے ٹیک گئی اور انہوں نے امریکہ کو کہا کہ آپ mediation کرائیں اور اس میں ceasefire کروائیں۔

تو بھئی آپ کو پتہ ہے جس طرح ہوا۔ ہمارا تو ویسے ہی امن پسند ملک ہے۔ پاکستان پہ جو الزام دہشت گردی کا تھا۔ آج وہ ہندوستان پہ دہشت گردی کا الزام ساری دنیا میں ایک acknowledged ہے کہ پاکستان نہیں بلکہ دہشت گردی کی سرپرستی ہندوستان کر رہا ہے، اور مودی کا بیانیہ یا سیاست اُسی basis پر ہے کہ وہ minorities پر، specially مسلمانوں پر، جس طرح اس کا رویہ ہے، اسی پر اپنی سیاست چلا رہا ہے۔

آج اس شکست کے بعد، وقار اور جس طرح ہمارا ایک مقام دنیا میں بلند ہوا، وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک طاقت ہے کہ وہ حکمران جو اس وقت ہیں، آپ کے وزیر اعظم شہباز شریف صاحب اور Field Marshal، ان کو اتنی کامیابی دی کہ یہ سہرا ان کے سر پر سجا۔

آج پاکستان کا دنیا میں جو role نظر آ رہا ہے، ہندوستان کے ساتھ جو ہماری جنگ ہوئی، اُسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم دنیا میں ابھر کر کھڑے ہیں۔ آج دنیا میں جتنے بھی regions ہیں، چاہے وہ Middle East ہے، Far East ہے، ASEAN کے ممالک ہیں، چاہے Europe ہے، چاہے America ہے، Russia یا China ہے، یہ سارے کے سارے پاکستان کی طرف ایک اور انداز سے دیکھتے ہیں، ایک احترام سے، ایک وقار کے ساتھ ہم ان کے ساتھ بات کرتے ہیں۔

ابھی جو mediation ہوئی، اللہ تعالیٰ نے پھر پاکستان کو ایک اور another feather in the cap دیا۔ آج آپ نے دیکھا ہے کہ جس طرح اس مسئلے میں اسلام آباد میں meeting ہوئی، پھر آج جو Switzerland میں ہو رہی ہے، وہ بھی پاکستان کی میزبانی میں ہو رہی ہے، اور اُسی MoU کا نام بھی اسلام آباد کا ہی ہے اُسے Islamabad Declaration یا Islamabad Peace Deal کا نام دیا جا رہا ہے۔ یہ تاریخ رقم کی ہے۔

آج میں دیکھ رہا تھا، جو دنیا کے سب سے بڑے 190 channels ہیں، جس دن Prime Minister صاحب نے یہاں speech کی، وہ 190 channels پر بار بار چلتی رہی۔ ساری دنیا کے 190 channels پر reported ہوا ہے اور Prime Minister صاحب کی تقریر چلی جب انہوں نے یہاں announce کیا کہ یہ agreement final ہو گیا ہے اور جمعہ 19 تاریخ کو sign کرنے جا رہے ہیں، تو یہ سارا کچھ 190 channels پر چلتا رہا۔

اب UK کی Parliament ہے۔ جو بڑی democracy ہے House of Commons، جس کو ہم mother of democracy کہتے ہیں، جس کو ہم Westminster democracy کہتے ہیں، آج سارے Commonwealth countries میں وہی parliamentary system ہے یا model ہے democracy کا۔ وہاں پر speeches بھی ہوئی ہیں جنہوں نے Prime Minister صاحب اور Field Marshal صاحب کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح پوری قوم اور House نے اس دوران، سارے issues پر یکجہتی کا مظاہرہ کیا ہے، تو آئیے ہم پھر بیٹھ کر اسی یکجہتی کے ساتھ آگے بڑھیں۔ جس طرح بھی چیزیں سامنے آ رہی ہیں، ابھی Barrister گوہر صاحب نے بھی بات کی کہ Prime

Ministerصاحب بات تو کرتے ہیں، لیکن ہم خلوصِ نیت سے بات کرتے ہیں۔ ہم جو offer دیتے ہیں کہ آئیں، بیٹھیں ہمارے ساتھ بات کریں،اور ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان میں political stability آئے۔

آج جو معاشی challenges ہیں،ان کا بھی اسی طرح مقابلہ کریں جس طرح ہم نے آج سفارتی سطح پر ہندوستان کا مقابلہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کا فرض ہے،اور آج اگر پاکستان آگے بڑھ رہا ہے تو اس کو acknowledge کرنا چاہئیے۔ میں نے دیکھا ہے کہ یہاں جس طرح کی تقریریں ہوئی ہیں، بہت سارا criticism آیا۔ یہاں ایک ہمارے honourable Member جنید اکبر صاحب تھے،اس دن کہہ رہے تھے کہ میں تو جیت کے آیا ہوں۔ بھئی آپ جیت کے آئے ہیں تو باقی کون سے جیت کے نہیں آئے؟

میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں، بریگیڈئر صاحب ایسی بات نہیں ہے۔ میں حلفاً کہتا ہوں، اگر مجھے ایک ووٹ بھی غلط پڑا ہو، میرے خلاف غلط ووٹ کیسے پڑ سکتے ہیں، میں آپ کو بتادوں گا وہاں پر جو Returning Officer تھے اور کیا ہوتا رہا، یہ مجھے پتہ ہے، یا کسی طرح آپ جانتے ہیں ساری باتیں۔

میں آپ کو یہ بھی بتادوں کہ میرے حلقے میں ایک MPA کی سیٹ خالی ہوئی، تو وہاں پر اس وقت پرویز الٰہی صاحب کی حکومت تھی،اور وہاں by-election ہوا۔ وہاں شرقپور شریف میں عمران خان صاحب نے جلسہ کیا، میں آپ کو بتا رہا ہوں،اور میں نے بھی جلسہ کیا۔ ہماری قیادت نے جلسہ نہیں کیا۔ وہاں پر آپ کی ساری قیادت، administrationتو ہے ہی تھی، DPO, DCOجو جو بھی لگے ہوئے تھے۔ اسد عمر صاحب، یہاں سے شفقت محمود صاحب، اظہر محمود کا بیٹا حماد اظہر، یاسمین راشد، جو جو بھی leader تھے، وہاں ڈیرے ڈیرے پر گھومے، جہاں میں آج تک زندگی میں نہیں گیا۔ لیکن الحمدللہ ہم شرقپور شریف میں ان سے by-election جیتے، جب ان کی government تھی۔ یہ بات ایسے کرتے ہیں۔ میں challenge دیتا رہا ہوں کہ عمران خان کو میرے حلقے میں کھڑا کریں، اب بھی challengeدیتا ہوں۔

(مداخلت)

رانا تنویر حسین: ایسے ہی میں آپ کو بھی جانتا ہوں، میں جلسوں میں کہتا رہا ہوں، وہ آپ کا باپ ہوگا، میں کہتا ہوں، میں چیلنج کر رہا ہوں۔ میں نے 2018ء میں کہا تھا کہ عمران خان میرے حلقے میں الیکشن لڑے۔ سیاسی تقریر نہیں ہے، تم آکر لڑلو۔ مجھ سے بات کرتے ہیں، خدا کی قسم میں کہتا تھا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب میری طرف دیکھیے۔

رانا تنویر حسین: منسٹر صاحب یہ ایسے کرے گا، میں اس کو جانتا ہوں اور اس کے والد صاحب کو بھی جانتا ہوں۔

جناب سپیکر: No cross talk, میری طرف دیکھیں۔

رانا تنویر حسین: یہ ایسے بات کرتے ہیں، ان کا باپ ہوگا، میری بات سنیں، میرے ساتھ مت ایسی بات کریں۔

جناب سپیکر: راناصاحب میری طرف دیکھیں، آپ تو بڑے ٹھنڈے ہیں، اِدھر دیکھیں۔

راناتنویر حسین: وہ ہے کون ؟آپ کالیڈر ہو گا، آپ نے اپنے لیڈر کی عزت کرانی ہے، میں آپ کے لیڈر کو جانتا ہوں۔ میرے حلقے میں اس نے زمین فراڈ سے لی۔

جناب سپیکر: راناصاحب آپ اِدھر دیکھیں۔

راناتنویر حسین: یہ ایسے بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی نہیں آپ کا بھتیجا ہے۔

راناتنویر حسین: آپ سارے لوٹوں کا ٹولہ ہیں۔ ہم لوٹے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب آپ کا بھتیجا ہے۔

راناتنویر حسین: میری بات سنیں، یہ عامر لوٹا نہیں ہے ؟ وہ لوٹا نہیں ہے ؟

جناب سپیکر: راناصاحب، ڈوگرصاحب آپ کے بھتیجے ہیں۔

(مداخلت)

راناتنویر حسین: بات کرتے ہیں، تیرا باپ چور ہو گا۔

جناب سپیکر: بلال روکیں، عاطف صاحب بیٹھیں، please تشریف رکھیں۔ عاطف نہیں، please واپس جائیں۔ راناصاحب چھوڑیں please۔ راناصاحب وہ آپ کا بھتیجا ہے، آپ کا ایک بڑا پرانا رشتہ ہے، ہم سیاست ضرور کریں۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: Please آپ تشریف رکھیں۔ عاطف صاحب please تشریف رکھیں، کرتے ہیں۔ رانا صاحب ادھر دیکھیں، عتیق یہاں بیٹھ جائیں please۔ راناصاحب کا مائیک کھولیں۔

راناتنویر حسین: کہ۔۔۔۔

پی ٹی آئی لاکھ براچاہے تو کیا ہوتا ہے

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

یہ جو مرضی چاہتے ہیں، یہ حسد کرتے رہیں، یہ جلتے رہیں، یہی مکافات عمل ہے۔ یہ principle ہے، یہ ایک پڑھی لکھی بات ہے کہ مکافات عمل ہوتا ہے۔ میں اب پھر سیاسی بات کروں گا کہ جب ہماری عورتوں کے دروازے توڑے گئے، جب ہم جیلوں میں پھرتے رہے، اُس وقت ہم نے کہا تھا، ہم نے یہاں کھڑے ہو کر، پتہ نہیں یہ ممبر تھے یا نہیں، شہباز صاحب نے کہا تھا، بلاول صاحب نے کہا تھا، زرداری صاحب نے کہا تھا کہ عمران

خان آپ آگئے ہیں، عمران خان یہاں بیٹھے ہوئے تھے، آپ آگئے ہیں اور جس طرح بھی آئے ہیں، جس طرح بھی بٹھائے گئے ہیں اس سے ہمیں ایشو نہیں ہے لیکن ہمیں کہا گیا کہ اس اسمبلی میں حلف نہ لیں، فضل الرحمٰن صاحب نے کہا، سب نے کہا لیکن ہم نے فیصلہ کیا کہ نہیں ہم سسٹم کا حصہ بنیں گے اور ہم یہاں آئے، وہاں پر بلاول صاحب نے کہا تھا کہ عمران خان قدم بڑھاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اس سے زیادہ کوئی اور کچھ نہیں کر سکتا۔ آپ قدم بڑھائیں، چلیں، ہم یہاں کہتے رہے کہ عمران خان صاحب آپ جو کر رہے ہیں مت کریں۔ کل کو جو ٹائم آنا ہے پھر وہی ہو گا، آیئے ہم مل کر آگے بڑھیں لیکن کسی نے ہماری نہیں سنی، آج چلیں تاریخ دہرا رہی ہے، تاریخ آگے بھی ہو گی، لیکن آج میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان نے جو کام کیا ہے، Prime Ministerصاحب کو اور ، Field Marshal صاحب کو جو اعزاز ملا ہے۔ حسد کرنے سے کیا ہوتا ہے؟ یہ تاریخ رقم ہوئی ہے۔ 19جون کو تاریخ رقم ہونے جا رہی ہے۔ یہ تاریخ میں یاد رہے گا، پاکستان کا رول، کہ یہ حکومت تھی جس نے یہ کام کیا تھا۔

اب میں سپیکر صاحب، Budgetپہ بات کروں گا کہ Budget جس طرح، جو حالات ہیں، اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیرِ خزانہ صاحب نے، وہ ایک ہے تاریخ ہے کہ سوت کی اٹی سے یوسف کو خریدنے جانا۔ یہ جتنے ہمارے limited resources ہیں، جس طرح ہم IMFکے programme میں ہیں، اس میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو best ہے ناں، یہ best ever best میں کہوں گا، یہ Budgetہے۔ کیونکہ یہ پہلی دفعہ ہے جب speech Prime Minister صاحب نے کی، Finance Ministerصاحب نے کی، تو اگلے دن میں نے دیکھا اخبارات میں، TVپہ میں نے رات دیکھا کہ کوئی ایسا across the board ، کوئی ایسا شعبہ نہیں تھا، کوئی Chamberنہیں تھا، کوئی business community نہیں تھی، کوئی جو ہماری society کے لوگ ہیں جنہوں نے اس کو appreciateنہ کیا ہو۔ آج بھی اخبارات کی زینت ہے، سب کےcomments ، TVپہ، یہ پہلی دفعہ ہے کہ یہ اس طرح کی appreciationملی ہے، کہ جو positive feedback جتنے بھی تھے، انہوں نے یہ کہا۔ اور اس میں کوئی نیا tax آیا ہے؟ جہاں جہاں سے ہم cut کر سکتے تھے، وہ بھی cut کیا۔ جہاں جہاں ہم incentive دے سکتے تھے، exportsکو incentive دیے۔ بہت سارے areas میں ہم نے، میرے خیال میں کوئی تقریباً 1500 billionکا ہم نے جو reduce کیا، جو ہمارے revenue میں تھا، taxesاور dutiesہٹانے سے، لیکن اس کو ہم نے کس طرح cover کیا ہے؟ Compliance، اور اس کی enforcement سے۔ کیونکہ ہماری کوشش ہے کہ جو enforcement ہے، اس کا system بہتر ہو۔

یہاںFinance Ministerصاحب نے کہا کہ faceless ایک programme ہم نے دیا ہے، اس سال October میں faceless ایک system introduce کر رہے ہیں۔ almost وہ ہو گیا ہے مکمل October میں ہو گا۔ اور کسی کو نہیں پتا ہو گا کہ اس کی جو return ہے یا اس کے declarations ہیں، کس کے پاس ہیں۔ 3حصوں میں یہ ہے، پہلے assessmentہو گا، پھر اس کا audit کرے گا، وہ کوئی اور بندہ ہو گا۔ کسی کو نہیں پتا کہ میری return جو ہے، وہ کس کے پاس جانی ہے۔ وہ ایک pool ہو گا جہاں پہ وہ

ساری اکٹھی ہوں گی۔ وہاں سے وہ mark کرے گا ان کو computer ۔میں Lahore کا ہوں، maybe کے Faisalabad چلی جائے۔ کسی کو نہیں پتا ہوگا کس کے پاس گئی ہے۔اور جب وہ آئے گی تو audit کون کرے گا، وہ بھی کسی کو نہیں پتا ہوگا۔ اور پھر اس کی enforcement جو notice دے گا یا نہیں دے گا، یا اس کا جو بھی طریقۂ کار ہے۔اس میں کوئی human interaction نہیں ہوگا۔ یہ بہت بڑی ایک transformation ہے، جو change ہم لا رہے ہیں FBR میں۔

میرے خیال سے شکایت نہیں ہوگی کہ کوئی corruption کر رہا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم ایسے programme میں جا رہے ہیں کہ جس میں لوگوں کو کبھی بھی شکایت نہیں ہوگی کہ جی وہاں پہ ہم سے پیسے لیے جا رہے ہیں، وہاں پہ ہمارے خلاف raid ہو رہے ہیں۔ یہ سارا ایک automatic system ہوگا، ساری digitalization ہوگی۔

تو ابھی NFC Award کی یہاں پر بات ہوئی۔ دیکھئیے، NFC Award کوئی ایسا صحیفہ نہیں کہ جس کو review نہیں کیا جا سکتا۔ جس طرح 18th Amendment ہے، اس میں بھی وقت کے ساتھ improvement آنی چاہیئے، جہاں پہ کوئی weakness پتہ لگتی ہیں، جہاں پہ gaps آتی ہیں، اس کو بھی improve کرنا چاہیئے۔ لیکن جو NFC Award ہے، اس پر بھی بیٹھ کے اگر کوئی بات ہو جائے۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے جو allies ہیں یا ہمارے provinces تھے، ان کو اگر کوئی issue تھا تو اس کو touch ہی نہیں کیا۔ ہم نے کوئی اور طریقے سے amicably اس کو settle کیا۔ اس سے جو Federal Government کی ضرورت تھی، وہ ہم نے ان سے پیسے کی request کی۔ وہاں پہ سارے Chief Ministers تھے، ان کو on board ہم نے پیسے کی arrangement کی۔

تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسی چیزیں ہیں، جو اچھے طریقے سے آگے بڑھ رہی ہیں۔ اور ان شاءاللہ جس طرح ہمیں diplomatic سطح پہ کامیابیاں اللہ تعالیٰ نے دی ہیں، اسی طرح economy پر سب سے زیادہ impact پاکستان پر آیا تھا جو Gulf war ، Iran ، Israel اور America کی جو تھی، تو پاکستان شاید ایک 2 ملکوں میں سے ہو، اس region میں جہاں کوئی pressure نہیں آیا۔ جو ہمارے petroleum products تھے، جس طرح petrol اور diesel تھا، کوئی لائنیں نہیں لگیں۔ اور جو motorcycles والے تھے، ان کو بھی subsidy دی۔ کوئی تقریباً 250 ارب ہم نے ان کو subsidize کیا تا کہ ان پر بوجھ نہ آئے۔ لیکن اس کے باوجود نہ فوج گئی، نہ Police گئی، نہ Rangers گئی۔ میں نے TV پہ دیکھا کہ India ، Bangladesh اور بہت سارے ملکوں میں جس طرح لائنیں تھیں petrol pumps میں، جس طرح law and order situation تھی، پاکستان میں الحمدللہ نہ supply میں کوئی problem آیا اور نہ یہ کوئی ایسی چیز ہوئی۔ لیکن اس کو بہتر طریقے سے manage کیا۔

تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں positive contribute کرنا چاہیئے۔ suggestions بالکل ہونی چاہئیں۔ ہماری Standing Committee Financeمیں، Senateاور National Assembly کی،وہ ایک ایک شق کو، کو دیکھ رہے ہیں۔ اور وہ definitely کوئی recommendation دیں گے۔جس طرح review ہوتا ہے،وہ recommendations آتی ہیں،اور جہاں بھی مناسب ہوا amend کیاجائے گا۔ Money Bill میں amendment لائی جائے گی۔اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔لیکن یہاں سب سے زیادہ بات ہوئیagricultureپر کیونکہ agriculture ہماری economy کاbackboneاور stressمیں ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ farmer کی جس طرح positionہے،اس طرح پہلے نہیں تھی۔اور اس کی بڑی وجوہات ہیں۔

لیکن میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ Governmentاس سے aware ہے۔ Prime Minister صاحب کا یہ priority areaہے،اور ان کا یہ belief ہے،اور100فیصد اس میں focused ہے۔وہ مجھے بھی کہتے ہیں کہ یہ ایسا sector ہے جس کے dividend six monthsمیں آسکتے ہیں۔اس کو turn around ہونا چاہیئے۔دنیا میں جتنے بھی experts ہیں، especially Chinaان کے ساتھ contact میں ہے۔اور ان کی جو progress ہے،یاان کا agriculture sector جس طرح کا ہے،انہوں نے جس طرح research کیاہے،جس طرح آگے بڑھے ہیں،ان کے ساتھ ہماری collaboration ہے۔اور وہاں سے ہم facilitationاور support لے رہے ہیں۔لیکن میں بتانا چاہتا ہوں جتنے بھی میرے یہاں دوست بیٹھے ہوئے ہیں،یہ سارے مختلف صوبوں سے represent کررہے ہیں،اپنے اپنے area سے،اپنے اپنے صوبے سے۔یہ agriculture devolved subject ہے۔یہ سارے صوبوں کے پاس ہے۔ Federal Government کے پاس بالکل نہیں ہے۔اس کاrole، بڑا limited ساہے۔

اس میں Federal Government, Prime Ministerجس طرح بھی ہوسکے، agriculture sectorمیں ہمارے جو farmer کی profitability ہے ہماری yield اور جو productivityہے،اس پہ ہم کوشش کررہے ہیں۔یہ دوچیزوں پہ focus کیاہواہے۔اور اس کے لیے جتنے بھی ہم program دے سکتے تھے دیے ہیں۔اس سال Budgetمیں جو ہے،اس میں میں روشنی ڈالوں گا۔اس پر Standing Committee on National Food Security کے جو تھے، Tariq Shahصاحب،انہوں نے بھی روشنی ڈالی تھی کہ کس طرح Standing Committee میں discussion ہوئی ہے اور کس طرح ہم آگے لے کے جارہے ہیں۔تو میں سب سے پہلے تو کہوں گا کہ کوئی بھی نیا tax ہم نے agriculture کی کسی product پہ، کسی جگہ پہ بھی نہیں عائد کیا،اس sectorپر،اس Budget میں۔اور Gulf سے جو fertilizer ہے، urea،وہ کیونکہ mostly وہیں سے raw material بھی وہیں سے آتا تھا۔ Gas کا raw material ہے urea کا،اور اسی طرح جہاں یہ بنتا بھی تھا،جس طرح Central Asia میں

Turkmenistan میں ہے یا کچھ اور ملکوں میں بنتا ہے urea، اس طرح Middle East میں، وہاں سے بھی آ نہیں سکتی تھی۔ تو ہمارے neighbour میں بھی 15000 سے 20000 کا ایک urea کا bag تھا، لیکن ہم نے جس دن سے یہ Government آئی ہے، آج تک price نہیں بڑھنے دی۔ ہم نے supply یوریا کی رکنے نہیں دی۔ Import ہوتی تھی۔ شازیہ صاحبہ آپ بھی agriculture کا سن لیں کہ ہم کس طرح agriculture sector کو transform کر رہے ہیں۔ یوریا کا نہ supply میں کوئی فرق پڑا 2024ء سے، پہلے import ہوتی تھی اور 7600 کا بیگ تھا اور Import Landed Price تھی، پھر ہم mix کرتے تھے اپنی production میں اور اس کو کوئی 5600 پہ یا 5800 پہ لاتے تھے۔ تو ہم نے کسانوں کو 4500 پہ Gulf کا crisis ہونے کے باوجود مہیا کی ہے۔ اس پہ ہم نے بالکل کام کیا ہوا ہے اور ہم ان شاءاللہ اسی طرح ہی دیتے رہیں گے۔

Finance Minister صاحب نے بھی press conference میں بات کی، یہاں تو بات نہیں ہوئی۔ Agriculture machinery پر جتنی بھی duties ہیں، چاہے وہ custom duty ہے یا دوسری duties ہیں، وہ zero کر دی ہیں۔ Prime Minister صاحب نے خود اس پر intervene کر کے کی ہے۔ انہوں نے کہا بالکل، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس کا جتنا بھی revenue پہ impact آتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ mechanization basic چیز ہے، جس سے ہم اپنی productivity بڑھا سکتے ہیں۔ تو ہم نے transform کرنے کے لیے اس کو mechanization, transfer technology اور ساتھ ہی ساتھ اس کے جو seed ہیں۔ ہمارے پاس 1100 کے قریب seed company تھیں جب ہم 2024 میں آئے تھے۔ تو اس میں سے 450 cancel کی ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ جو دو نمبر سیڈز بیچتی تھیں اور 450 companies کا license cancel کیا اور پھر ہم نے اس پہ ایک authority بنائی، جس کو National Seed Regulatory Authority کہتے ہیں۔ یہ authority independent ہے، اس کا ایک Board of Governors ہے، اس کے سارے system ہیں کہ وہ اس کو regulate کریں اور آئندہ certified بیج استعمال ہو، تاکہ کسان کی جو production ہے yield کی، اس پر فرق نہ پڑے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس پہ ہم نے بہت کام کیا اور کر رہے ہیں۔ Research پہ ہم بہت زیادہ focused ہیں۔ PARC کو ہم transform کر رہے ہیں۔ جو China Agriculture Sciences Academy ہے، اس کے ساتھ ہم نے collaboration کیا ہے۔ ان کو ہم نے کہا ہے کہ اپنے technical لوگ بھیجیں، اور انہوں نے recommendation دی کہ کس طرح اس PARC کو transform کیا جا سکتا ہے اور وہ اس research میں focused ہیں اور یہاں پہ اپنے technical expert لوگ بھیجے ہیں، جو یہاں base کریں گے، تاکہ ہم ایک دو سال میں اپنے بیج کو لے آئیں، جو climate resilient بھی ہو۔ کیونکہ climate change کا سب سے زیادہ impact agriculture پہ آیا ہے پاکستان میں۔ یہاں زیادہ تر زمیندار بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو بھی

پتا ہے کہ فصلوں پہ کس طرح اس کا impact آیا ہے، جیسے ہماری yield پہ فرق پڑا ہے، جیسے production پہ فرق پڑا ہے۔ تو Climate Resilient Seed پہ ہم work کر رہے ہیں اور اس کا pattern بھی change کرنے کے لیے ہم advisory دے رہے ہیں farmer کو کہ کس طرح اپنی crop کو manage کریں، تاکہ climate change کا اثر کم سے کم crop پہ ہو۔

ہم نے زرخیزی کے نام سے ایک programme introduce کیا ہے، جس میں جو چھوٹے farmer ہیں 25 ایکڑ سے کم والے، ان کو collateral free loan ملے گا۔ پہلے جس طرح tenant ہے، بہت سارے لوگ یہاں ہیں جن کے tenant ہیں، ان کے پاس تو زمین ہوتی نہیں ہے، passbook تو ان کے پاس ہوتی نہیں ہے، تو ان کو زرعی بنک یا دوسرے بنکوں سے loan ہی نہیں ملتا۔ وہاں پہ وہ collateral free, personal guarantee پہ اس کو loan آئندہ ملے گا اور soft loan ہوگا۔

ہم نے State Bank کو کہا ہے کہ آپ commercial bank کو پابند کریں۔ پہلے پابند تھے، لیکن وہ industry کو، جو agriculture سے related تھے، ان کو بڑے پیسے دے کر کہتے تھے ہم نے وہ percentage پوری کر دی ہے، لیکن ہم اس کو ensure کر رہے ہیں کہ چھوٹے farmer کو یہ ضرور جائے۔

Prime Minister صاحب نے ایک ہزار ہمارے special graduates بھیجے China میں، ان کو تین مہینے اور چھ مہینے کی مختلف subject میں training دلوائی، practical اور lab میں بھی دلوائی، تاکہ یہاں آکر contribute کریں کہ اپنے agriculture sector کو کس طرح ہم uplift کر سکتے ہیں۔ وہ بچے واپس آگئے ہیں، کیونکہ وہ ہم نے batches میں بھیجے تھے، ان کا کورس complete ہو گیا۔ Prime Minister صاحب جب چائنہ گئے تھے تو وہاں پہ announce کیا کہ ہم ایک ہزار student اور بھیجیں گے CAS میں، جو ان کی academy ہے، جو ان کی Apex Body ہے research میں۔ اس کے بعد ہم نے تین policies بنائی ہیں جو آج تک چالیس سال میں نہیں ہوئیں، National Seed Policy Cabinet سے منظور کرائی ہے اور پھر biotechnology policy بھی چالیس سال بعد ہم لائے ہیں اور تیسری olive policy ہے۔ Olive sector میں بہت potential ہے۔ الحمدللہ ہمارے olives کو، جو یہاں packing کر رہے ہیں یا produce کر رہے ہیں، New York میں ان کو second award ملا ہے quality کا۔ Olive بلوچستان، لورالائی کا ہے۔ اسی طرح London اور Berlin میں، تین جگہ ہمیں silver medal ملے ہیں quality کے۔ پاکستان اس sector میں اتنا آگے جا رہا ہے۔ انشاءاللہ اس وقت بھی ہم نے اس کے لیے PSDP میں scheme رکھی ہے۔ ابھی ہم نے 80 million کے قریب olive oil export کیا ہے۔ ہماری اپنی بھی consumption ہے، لیکن میرا target ہے کہ ایک دو سال میں اس کو one billion تک لے کے جائیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے، one billion us dollar تک ہم اس کو export کریں گے۔

سپیکر صاحب! میں Spain گیا تو وہاں پہ Agriculture Minister نے بتایا کہ وہ olives کی 11 billion us dollar کی export کرتے ہیں اور ہماری سارے agriculture sector کی 8 billion کے قریب ہے۔ جس میں 4 billion کے قریب rice ہے صرف۔ مطلب value addition نہیں ہم کر رہے، اس میں ہم آگے نہیں بڑھ رہے اور اب ہم value addition پہ کام کر رہے ہیں۔

ابھی ایک District Development Programme جس میں تقریباً 17 billion کی ہمارے پاس PSDP کی scheme ہے، اور ایک Farmer Producer Organization ہے، جو producer ہیں ہمارے farmer ہیں۔ ان کی یہ دو بڑی زبردست سکیمیں ہیں، جو سب سے underdeveloped district ہیں پاکستان میں۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ لوگ گفتگو باہر جا کے کر لیں۔ بڑی اہم بات ہو رہی ہے۔ فوڈ سکیورٹی کی سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین نوٹس بھی لے رہے ہیں۔ یہ آپ کو تجویز بھی دیں گے کہ جب آپ چائنہ سے experts کو بلائیں new technology پر تو ہم یہاں presentation بھی رکھیں گے۔

رانا تنویر حسین: شکریہ، سپیکر صاحب! میں یہ بات کر رہا تھا کہ جو District Development Programme ہے، یہ اس سال بجٹ میں لائے ہیں۔ جو دس underdeveloped district ہیں پورے پاکستان میں، notified ہیں، جو بلوچستان میں ہیں، KP میں ہیں، سندھ میں بھی ہیں، پنجاب میں تو شاید ایک یا دو ہیں، یا نہیں ہیں۔ جو دس districts ہیں، ان میں جو چھوٹے farmers ہیں، ان کو ہم فری پیسے دیں گے۔ جو پانچ acre تک ہیں ان کو livestock پہ ہم مدد کریں گے، ان کی produce پہ ہم مدد کریں گے، پھر ان کی produce کو ہم نے guarantee کی ہے کہ آپ لگائیں اور پندرہ ہزار روپے فی acre ہم آپ کو دیں گے، ہر سال Government دے گی، جو پانچ سے نیچے ہیں، اور ان district میں ہم مدد کریں گے، تاکہ جو چھوٹے farmer ہیں ان کو ہم پاؤں پہ کھڑا کریں اور جو mechanization نہیں کرا سکتے، جو بہت اچھا seed نہیں لے سکتے، input نہیں دے سکتے، تاکہ وہ اپنے input دے سکیں یا صحیح اس کو کر سکیں۔

جو دوسرا farmer organization ہے، وہ cooperative farming پہ ہم نے بڑا کام کیا لیکن کامیاب نہیں ہوا، مختلف دور میں کیا۔ جب Chief Minister تھے تو پنجاب میں بھی کرتے رہے۔ تو ابھی اس پروگرام کے ذریعے ہم نے یہ کیا ہے کہ جو 100 acre کے چھوٹے farmer مل کے ایک سو acre میں register کرائیں گے، ان کو ہم فری ہر چیز دے دیں گے کہ آپ کو ہم بیج مفت دیتے ہیں، آپ کو ہم machinery مفت دیتے ہیں، آپ کو ہم harvester دیتے ہیں، تاکہ ان کو incentive اور cooperative پہ چلے جائیں، کیونکہ 95% چھوٹے farmer ہیں اور وہ نہیں کر سکتے وہ technology، وہ mechanization، وہ seed، وہ input جو ایک بڑا farmer یا ایک بڑا land owner کر سکتا ہے۔

جس طرح progressive ہمارے farmers ہیں،ان کی production دیکھیں،ان کی yield دیکھیں،ان کی yield، ابھی بھی 71 من آ رہی ہے wheat کی،اور ہماری ابھی وہاں پہ 32,33 average پہ ہم رکھے ہوئے ہیں۔انڈیا کی یہاں بات ہوتی ہے لیکن انڈیا ہم سے ایک من آگے ہے صرف،جو wheat کی production ہے ان کی۔ لیکن وہ بہت زیادہ subsidize کرتے ہیں۔انڈیا بہت زیادہ agriculture sector کو subsidize کرتا ہے۔تو یہ ایک ایسی scheme جیسے ہم اگر پانچ سو acre کو اکٹھے کرتے ہیں، پانچ acre والے، چار acre والے، تو پھر پانچ acre پہ ہمارا پروگرام،ان کو ہم وہاں پہ ان کی production کو، جو product ہیں value addition کے لیے، ہم ان کو کریں گے کہ اگر آپ یہاں ایک value addition کے لیے اپنا processing plant لگا لیں تو وہ بھی ان کو ہم soft loan دیں گے، جو لمبا loan ہو گا تا کہ اس پہ وہ کام کر سکے۔

اس کے لیے ہم نے 17 billion رکھے ہیں۔ تو اس پہ میں کہنا چاہتا تھا کہ یہ جو ہمارا National Oil Seed enhancing command ہے، اس کے لیے ہم نے 4 billion رکھے ہیں۔ یہ ساری Development Programme area rain بارانی، اس کے لیے بھی ہم نے خاصا پیسہ رکھا ہے۔ یہ Federal level پہ ہے لیکن China اور Saudi Arabia کے ساتھ ہم foreign investment کے لیے ان کو ہم نے کہا ہے اور وہ یہاں پہ contract farming کے لیے آ رہے ہیں، slaughter houses لگا رہے۔

ہمارے agriculture sector میں بہت سارے کام ہو رہے ہیں۔ تو میں اس کے ساتھ ساتھ صوبوں کی بات کروں گا کہ صوبوں نے intervention میں اس طرح کیا ہے۔ یہ نہیں کہ صوبے اگر devolved subject ہے تو وہ focused نہیں ہیں۔

یہ پنجاب سے میں شروع کروں گا۔ تو انہوں نے interest free کسان کارڈ introduce کیا ہے اس بجٹ میں بھی انہوں نے، اور اس کی جو enhancement کی ہے وہ آٹھ لاکھ کے قریب registered ہو گئے ہیں، اور وہ چھوٹے farmer کے لیے ہے۔ اور اس بجٹ میں چار ارب روپے رکھے ہیں۔ پنجاب میں کچھ free tractors دے رہے ہیں۔ دس لاکھ per tractor subsidy دے رہے ہیں۔ چھوٹے farmer جو apply کرتے ہیں transparent طریقے سے۔

ہمارے PML-N کا ایک MNA بتا رہا تھا، کہتا ہے جی وہ تو سارے چلے جاتے ہیں PTI کے لوگوں کو۔ ان کو balloting میں لے کر آتے ہیں، میرے district میں بھی، یہاں میں بتا رہا ہوں، اور انہوں نے PTI کے اوپر جھنڈے لگائے ہوتے ہیں۔ تو میں نے کہا بھئی transparent طریقے سے جس کو بھی جائے، چاہے PTI کو جائے، People’s Party کو جائے، PML-N کو جائے، تو یہ transparent طریقے سے سارا کچھ ہو رہا ہے۔

تو پنجاب نے آٹھ ہزار tube wells کو solarization پر convert کیا ہے۔ دوسرا بلوچستان میں Prime Minister Sahib نے tube well کو solarization پر منتقل کرنے کے لیے پچھلے سال پچاس ارب روپے وہاں transfer کیے، پنجاب اور بلوچستان Government کو۔

جناب سپیکر: جی رانا صاحب kindly wind up کیجیے۔

رانا تنویر حسین: بس میں ختم کرنے لگا ہوں۔ ابھی صوبوں کا بھی بتا دوں کیا کر رہے ہیں۔ یہ agriculture farm mechanization پہ جو پنجاب کر رہا ہے وہ 60% subsidy on farm machinery۔ جو بھی harvester لینا چاہے، وہ tractor کی علیحدہ scheme ہے۔ وہ super seeder لینا چاہے implements، اس پر وہ subsidize کر رہے ہیں۔

اب farmer کو چاہیئے کہ وہ اپنی agriculture practice کو traditional سے mechanization پہ لے آئے، اچھے seed پہ جائے، inputs جو ہے وہ balance ڈالے، تو ان شاءاللہ ہمارے turn around ہو گی۔

ہم نے super seeders پانچ ہزار free پنجاب میں دے رہے ہیں۔ اسی طرح سندھ میں targeted subsidy 52 billion ہے۔ پچھلے سال سندھ نے 52 billion سندھ Government نے پچیس acre تک ان کو fertilizers 100% free دی ہے۔

اسی طرح wheat کا میں بتاؤں، انہوں نے agricultural irrigation and rural development under the annual development programme میں بہت زیادہ پیسہ ڈالا ہے۔ Targeted subsidy انہوں نے under the provincial agriculture program۔ یہ انہوں نے شروع کیا ہے۔ تو یہ مل جل کے آپ دیکھیں گے تو کتنے پیسے ہو جاتے ہیں۔

KP میں انہوں نے 26 billion allocated for agriculture sector development کے لیئے اور سندھ نے ہاری کارڈ بھی introduce کیا ہے۔ ہاری کارڈ ن soft loan کے لیے ہے ان کو interest free loan وہ دے رہے ہیں۔ جس طرح پنجاب میں کسان کارڈ ہے۔ KP میں انہوں نے 26 billion اس کو agriculture development sector کے لیے مختص کیا ہے۔ Multiple on going and new agriculture development project under ADB جو پرانے ہیں ان کو بھی پیسے دیئے ہیں۔ بلوچستان میں PSDP کی جو allocation ہے، agro market development, cold storage, facilities processing and value addition. بڑے کام ہو رہے ہیں۔

اور صوبوں کی almost 200 billion کے قریب contribution ہے agriculture sector میں۔

یہ بلوچستان کا ہے۔ support for seed production Multiplication and certification programme, development funding for agriculture, livestock and rural infrastructure project.

اسی طرح livestock کی development کے لیے Federal Government نے بھی بہت زیادہ programme introduce کیے ہیں تاکہ ہمارے پاس registered livestock farms ہوں تو ان کو support کریں گے۔ Feed پہ ہم ان کو پیسے دیں گے۔ اور یہ پنجاب نے بھی کی ہے کہ بیس بھینسوں کے لیے وہ free بھینسے دے رہے ہیں چھوٹے چھوٹے لوگوں کو تاکہ ان کو پالیں اور اسے وہ market میں بیچیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب kindly wind up کیجئے گا۔

راناتنویر حسین: میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ agriculture important sector ہے۔ بہت زیادہ لوگوں کے ذہنوں میں ہے کہ بھائی اس sector میں کوئی زیادہ کام ہونا چاہیئے۔ کیونکہ پچھلے دو سال میں کچھ ایسا سلسلہ ہو گیا ہے climate change کی وجہ سے یا کچھ لوگوں کو price صحیح نہیں ملی تھی۔ جب پچھلے سال گندم کی deregulation ہوئی price کی، تو اس میں کسانوں کو وہ rate نہیں ملا، ان کی cost بھی نہیں ملی جو wheat کی تھی۔ تو ہم نے پینتیس سو روپے per من مقرر کی price اور بتیس سو میں جتنی association ہے کسانوں کی یا جتنے farmer کی بنی ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں جی اگر بتیس سو کر دیں نا، کیونکہ جو ہم ٹھیکہ ڈال کے یہ چھبیس سو کے قریب cost آتی تھی، تو کہتے ہیں بتیس سو بھی کر دیں تو ہم خوش ہیں۔

ہم نے Prime Minister Sahib کی ہدایت کے مطابق پینتیس سو روپے فی من کی، اور آج farmer کو بہت اچھی price wheat کی مل رہی ہے، بلکہ آج market میں میرا خیال ہے پینتالیس سو روپے من گندم کی قیمت ہے۔ پینتیس سو روپے سے بھی بڑھ گئی ہے۔

دیکھیں دوسرے issue ہیں، سندھ میں اور کچھ پنجاب میں بھی issue ہیں۔ کوئی procure کرنے سے strategic reserve، اس کو ہمیں intervention کرنی چاہیئے کہ Federal Government بھی procure کرے گی پینتیس سو روپے، اور اسی طرح صوبے کریں گے۔ پنجاب 3 million کے قریب کرے گا، اور سندھ 1 million کرے گا، جو KP ہے وہ 0.7 million کرے گا، اور اس طرح 0.5 بلوچستان کرے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی، agriculture policy complete آ گئی۔

رانا تنویر حسین: لیکن ان کو اس طرح نہیں ملے گا کہ جس طرح farmer سمجھتے ہیں مجھے زیادہ price مل جائے گی۔ تو value addition پہ بھی Prime Minister Sahib کام کر رہے ہیں، ہمارے processing plant لگے، اور ہم اس کو آگے لے کے بڑھیں تاکہ لوگوں کی جو waste ہوتی ہے، silos پر ہم کام کر رہے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں یہ بہت ساری سمتیں ہیں، جس کا انشاءاللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے، آنے والے ایک دو سال میں اس کے نتائج سامنے آجائیں گے۔ بہت مہربانی، بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: آپ سے بہت امیدیں وابستہ ہیں agriculture پہ، آپ سے اور Chairman Standing Committee سے۔ شکریہ جی۔ شازیہ مری صاحبہ۔

شازیہ مری: بہت شکریہ، سپیکر صاحب! آپ نے موقع دیا ہے آج پھر بجٹ پہ بات کرنے کا۔ یقینی طور پر آپ جانتے ہیں کہ برسوں سے بجٹ کے اوپر تقریباً ہر سال اسی وقت بات ہوتی ہے اور بہت سارے موضوعات پر بھی بات ہوتی ہے، کیونکہ بجٹ ایک ایسا موقع ہوتا ہے کہ جب آپ کی نوازش ہوتی ہے، ٹائم بھی ملتا ہے اور ممبران بات کر سکتے ہیں۔

سر! میں اپنی تقریر کے آغاز میں سب سے پہلے تو پوری پاکستانی قوم کو مبارکباد پیش کروں گی، کیونکہ اس وقت جو ایران امریکہ کے درمیان امن کا معاہدہ ہونے جا رہا ہے۔ امن کے ہم سب خواہاں ہیں اور اس موقع پر I would like to appreciate the sincere efforts of President Asif Ali Zardari, CDF General Asim Munir Sahib, honourable Prime Minister Shehbaz Sharif Sahib and Deputy Prime Minister Ishaq Dar Sahib, کیونکہ جس طرح سے ہم کامیاب ہوئے ہیں، یہ ان کی اور پاکستانی قوم کی unwavering commitment ہے to peace and stability.

ہم وہ قوم ہیں جس نے بہت ساری قربانیاں دی ہیں، امن کے لیے، ہم پر اگر خدانخواستہ کوئی ایسا الزام لگتا ہے، جو امن کے منافی ہو یا دہشت کے حوالے سے ہو، تو ہم اس کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں، کیونکہ ہم نے ہزاروں جانیں قربان کی ہیں۔ ہمارا بچہ اعتزاز حسن ہو یا APS کے وہ بہادر بچے ہوں، جنہوں نے دشمنوں کا، دہشت گردوں کا مقابلہ کرتے ہوئے جانیں دیں، لیکن ہارے نہیں۔ پاکستانی قوم ہارنے والی قوم نہیں ہے، جناب سپیکر!۔

اور اسی پاکستانی قوم کی جو سربراہی کر رہے ہیں، ان کے جذبے اور حوصلے بلند ہیں، اور یہ ایک طویل عرصے کی کوشش ہے۔ یہ کوئی آج کی کوشش نہیں ہے پاکستان کی۔ پاکستان نے ہمیشہ dialogue, diplomacy and de-escalation پر زور دیا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ امن کی بات کی ہے اور آج دنیا کو پتہ چل گیا ہے کہ پاکستان امن کا خواہاں ہے، امن چاہتا ہے اور امن کے لیے اپنی contribution بھی دے سکتا ہے۔ So, I am a proud Pakistani today, when I see that the peace deal is going to go through with the constant efforts of Pakistan and its leadership.

سپیکر صاحب! پھر میں بات کروں گی، گلگت بلتستان کے حوالے سے۔ تقریباً ایک ہفتہ مجھے بھی موقع ملا کہ میں وہاں رہی ہوں اور elections کا ماحول تھا۔ Elections کے ماحول میں لوگوں سے بات کرنے کا موقع بھی ملا اور مجھے بہت خوشی ہوئی اور مجھے بہت فخر ہے یہ بتاتے ہوئے کہ گلگت بلتستان کے لوگوں کے دلوں میں شہید ذوالفقار علی بھٹو دھڑکتا ہے۔ وہ اس لیے نہیں کہ آج پیپلز پارٹی ایک political party کے طور پر بات کرے۔ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے گلگت بلتستان کے لوگوں کے لیے وہ کیا ہے، جو آج بھی ان کے بچوں کو یاد ہے، کیونکہ ان کے بڑوں نے ان کو وہ کہانیاں سنائی ہیں۔ لگان سسٹم ہوا کرتا تھا گلگت بلتستان میں۔ وہ لگان سسٹم، جو آپ نے فلموں میں بھی دیکھا ہوگا، وہ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے ختم کیا۔ گلگت بلتستان کے لوگوں کو آواز دی شہید ذوالفقار علی بھٹو نے۔

شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے انہیں سیاسی حقوق دیئے، politically empower کیا اور پھر 2009ء میں صدر آصف علی زرداری نے گلگت بلتستان کو ان کی وہ شناخت دی جو آج ان کے پاس ہے۔ آج چیف منسٹر کی دوڑ، گورنر کی دوڑ، یہ آپ اس لیے کر سکتے ہیں کیونکہ 2009ء میں ان کو یہ مقام ملا، یہ status ملا، ورنہ تو وہ جڑے ہوئے تھے آزاد کشمیر کے ساتھ۔ وہاں سے چلایا جاتا تھا گلگت اور بلتستان کو۔

ہم وہ لوگ ہیں جو deliver کرتے ہیں، اور اب بھی انشاءاللہ جب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت گلگت بلتستان میں قائم ہوگی تو ہم ان کے وہ خواب پورے کریں گے جن کا mandate انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کو دیا ہے، جس کے لیے انہوں نے اعتماد کیا ہے پاکستان پیپلز پارٹی پر اور یہی بات پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین جناب بلاول بھٹو زرداری صاحب بار بار کہتے ہیں کہ حق ملکیت، حق روزگار، یہ حق ہے GB کے لوگوں کا اور ان کو ملنا چاہیئے۔

جناب سپیکر! میں صرف اس موقع پر یہ کہوں گی، تمام سیاسی پارٹیز یہاں ہیں، ہم سب کو ایک دوسرے کے political mandate کا احترام کرنا چاہیئے۔ اگر پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت شہید ذوالفقار علی بھٹو، شہید محترمہ بینظیر بھٹو اور صدر آصف علی زرداری صاحب سے لے کر آج چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب اور first lady محترمہ آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کے اوپر وہاں کی عوام نے اعتماد کیا ہے، تو ان کے اس اعتماد کے اندر روڑے نہ اٹکائیں۔ آپ لوگوں کی آواز سنیں، ان کی will ان کی خواہش، ان کے فیصلے کا احترام کریں۔

میں یہ بھی کہوں گی کہ ہم سب بجٹ کے اندر، بہت مشکل مراحل سے گزرے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ شاید اس موجودہ حکومت کے اندر جو political party ہے، اس کے لیے آسانیاں ہوں گی۔ یقیناً دشواریاں ہوں گی، بہت سارے مسائل کا سامنا ہے پاکستان کو۔ ہمیں اس بات کا ادراک ہے۔ نہ ہوتا تو ہم شاید یہاں بیٹھ کر آپ کو support بھی نہ کر رہے ہوتے۔ ہم بھی سمجھتے ہیں آپ کی مشکلات کو، آپ کے جو مسائل ہیں، خطے کے جو مسائل ہیں، دنیا میں جو ہو رہا ہے، ہم اس سے لاتعلق نہیں ہیں، جناب سپیکر! اور یہی وجہ ہے کہ ہم جب سے پارلیمنٹ میں آئے ہیں، ہم نے میثاق جمہوریت کی spirit پر کام کیا ہے، اس کی روشنی میں کام کیا ہے اور تہہ دل سے کوشش کی ہے کہ پارلیمنٹ کو مضبوط کریں۔

بہت سی چیزیں، بہت adventures ذہن میں لاتے ہیں۔ ہمارے بھی workers بہت ساری باتیں کرتے ہیں، لیکن leadership وہ ہوتی ہے جو vision کے ساتھ چلے، اور vision وہ ہوتا ہے جو پاکستان کے حق میں ہو، جو پاکستان کی ترقی اور سالمیت کے لیے ہو۔ اور اسی لیے کڑوے گھونٹ بھی پینے پڑتے ہیں ہمیں۔ ہمیں بہت بڑا کڑوا گھونٹ پینا پڑا، اس مرتبہ بھی، لیکن ہم نے ایک بہت بڑی زیادتی ہونے سے بچایا۔ اور وہ زیادتی جس کا عندیہ دیا جا رہا تھا کہ کوئی ترمیم آ رہی ہے، اس ترمیم میں NFC Award کے ذریعے ردوبدل کی جائے گی اور صوبوں کے اختیارات اور صوبوں کے share کو کاٹا جائے گا۔ ستائیسویں ترمیم کے وقت بھی یہ باتیں گردش کر رہی تھیں، اور اس وقت بھی جب یہ چیز سامنے آئی تو سب سے پہلے جناب بلاول بھٹو زرداری صاحب نے قوم کو، عوام کو اعتماد میں لیا۔ اپنے X account پر وہ سارے نکات رکھے، جس کے اوپر Prime Minister Sahib نے انہیں اعتماد میں لیا اور support حاصل کرنے کی بات کی۔ اور پھر ہم نے بہت طویل discussions کے بعد، اپنی stated position تھی وہ واضح کی کہ There will be no compromises on provincial autonomy, there will be no compromises on the share of the allocated constitutional share of the provinces.

جو ہم نے حاصل کیا ہے وہ طویل جدوجہد کے بعد کیا ہے۔ کمروں میں چنے کھا کے نہیں ہم نے حاصل کیا، سڑکوں پر جدوجہد کر کے حاصل کیا ہے۔ تو اتنی آسانی سے یہ چیزیں آپ صوبوں سے یا ہم سے واپس نہیں لے سکتے۔

I always say this and I will say it again, Sir. A strong federating unit makes a strong federation; it is not the other way round. Please try to understand and that is the real spirit of democracy, we need to understand that honourable Speaker. اور آپ کو بھی میں سراہوں گی that you have always tried to maintain order in this House. You have always tried to accommodate every Member regardless of their conduct; how unparliamentary becomes at times; you have always tried to maintain that order, that is required to run this House. اور یہ بہت اچھی بات ہے، آپ کا نام یاد رہے گا، تاریخ میں یاد رہے گا۔ سپیکر صاحب! چند نکات ہیں جو میں repeat نہیں کرنا چاہتی۔ جو میرے آنریبل کولیگز نے باتیں کی ہیں، وہ ہو چکی ہیں۔ میں NFC کے اوپر ضرور بات کروں گی۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب جو کہتے تھے کہ ہم نہیں ہونے دیں گے یہ، کیونکہ یہ کہا جاتا تھا اور بڑے بڑے influencers کی ویڈیوز چلائی جاتی تھیں کہ جی اب یہ ہو جائے گا۔ سب کو غلط ثابت کر دیا، because Bilawal Bhutto Zardari said that I will not let this happen. I will not let this happen. ایک پریس کانفرنس ہوئی، اس میں بھی انہوں نے صوبائی خودمختاری کی بات کی اور کہا کہ پھر اس پریس کانفرنس کو twist کر دیا گیا، اس میں سے کوئی ایک کلپ نکال دیا گیا، اور یہاں ایوان میں کچھ لوگ جنہوں نے وہ کلپ وائرل کرنے میں بہت مدد کی۔ کوئی بات نہیں (عربی) اللہ تعالیٰ کرم کرتا ہے اگر آپ کی نیت صحیح ہو۔ اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے اگر آپ کے ارادے نیک ہوں۔ ارادے نیک تھے،

نیت صحیح تھی، صاف تھی، اور صوبوں کے حق میں یہ فیصلہ protectedرہا۔ that NFC share that the Constitution has allowed for the provinces to receive will not be changed. Yes, صوبے وفاق کی بالکل سپورٹ کر رہے ہیں اس موقع پر، کیونکہ ہمیں یہ بتایا گیا کہ Defence اور Security کے جو معاملات ہیں، اس میں صرف وفاق کی حکومت نہیں بلکہ Federating Units کا بھی تعاون درکار ہے۔ تو اسی لیے Constitutional Provision کے تحت ہم نے اس بات پر agree کیا، اور سندھ حکومت ہو، بلوچستان حکومت ہو، جہاں پیپلز پارٹی کی حکومتیں ہیں، انہوں نے بھی agree کیا۔ And I think this was a positive development.

سر! اب میں بات کروں گی تھوڑے سے اعداد و شمار کی۔ ایک جو نمبر آیا ہمارے سامنے مہنگائی کے تناظر میں، یا چلیے میں کہہ دوں غربت کو describe کیا گیا۔ اب غربت کو redefine کیا گیا ہے۔ غربت کو دوبارہ سے بتایا گیا ہے کہ غربت کیا ہے؟ جو شخص آٹھ ہزار چار سو 83 روپے کمائے گا، وہ غریب ہے۔ اب یہ کیسی منطق ہے؟ How are you redefining and giving us this? I'm sorry to say but this is quite, you know, quite a weird number. میں کہتی ہوں، میں ایک لاکھ روپے آپ کو دیتی ہوں، آپ دس دس ہزار بانٹ دیں، غربت کی لکیر سے اوپر ہی ہو گا ناں دس ہزار، آپ ان دس ہزار جن میں بانٹیں گے ان سے کہیں کہ مہینے کا صرف چولہا جلا کر دکھاؤ اس دس ہزار روپے کے اندر، وہ آپ کی غربت estimate اوپر ہو گا۔ So I don't know how do you bring these numbers? You bring these numbers to just show کہ غربت کم ہے۔

بھائی، غربت کم نہیں ہے۔ غربت بڑھ چکی ہے۔ اور اگر آپ نے اس reality کو face نہیں کیا تو یہ بڑھے گی۔ اپنے حلقوں میں آپ جاتے ہیں، آپ جانتے ہیں وہاں کیا ہو رہا ہے۔ لیکن یہاں آ کر اگر سب اچھا ہے کی رٹ لگانی ہے تو پھر ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ہم بہتر نہیں کر سکتے اپنے حالات کو۔ مجھے اس پر ایک اور بات ذہن میں آتی ہے۔ وہ یہ تھی کہ مجھے کسی نے کہا کہ اگر یہ آٹھ ہزار چار سو 83 روپے ہیں تو پھر جو Benazir Income Support Programme کے چودہ ہزار ملتے ہیں، جن کو ملتے ہیں تو پھر آپ ان کو غربت سے نکال دیں۔ So I mean this is سوچنے کی بات ہے۔ So, when you put these numbers and I know I am not blaming the political leadership here. But, the people at the back end who are giving you these numbers, they don't do any homework. They just do what suits their mood. This is very sad.

آپ IMF کی negotiations میں جاتے ہیں، سارا ملبہ IMF پر ڈال دیتے ہیں۔ لیکن آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر شرائط پر بات کرتے ہیں، آپ اپنے لوگوں کی priorities پر بات کرتے ہیں، IMF آپ کو priorities نہیں دے رہا، ہاں آپ ایک plan دیتے ہیں۔ اگر نہیں acceptable ہوتا ہے، نہیں ہوتا ہے، negotiations ہوتی ہے۔ But, whenever you sit there, your

priority should be the people of this country.اور جب وہ آپ شرائط منواتے ہیں اور واپس آتے ہیں تو اس کا بوجھ لوگوں پر ڈال دیتے ہیں، indirect taxes کی شکل میں petroleum levy کی شکل میں جو divisible pool کا حصہ بھی نہیں ہے اور اس کو اتنی ڈھٹائی سے بڑھاتے ہیں، there is no accountability on that. There used to be at one point and time, but now, there is no accountability on petroleum levy, Sir.

سر! میں تو ان مظالم پر بھی بات کرنا چاہتی ہوں جو ہمارے معصوم فلسطینی بھائیوں، بہنوں، بچوں، بزرگوں پر ڈھائے جا رہے ہیں۔ یہاں پر مہنگائی کو بھی دیکھتے ہیں لیکن ان کی تکلیف کبھی ہم نہیں بھول سکتے، جو بھی ہمارے ملک میں حالات ہوں، معیشت ہو۔ ہم ہر موقع پر اس Zionist regime کے مظالم کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! Benazir Income Support Programme پر یہاں بات کی جا رہی تھی۔

میں صرف یہ کہوں گی کہ نہ کریں۔ اس کو بھیک سے equate نہ کریں۔ For God sake, this is the biggest disservice to this country and the people of Pakistan. Please do not do this. آپ کو پتہ نہیں یا آپ کہنا نہیں چاہتے یا آپ تسلیم نہیں کرنا چاہتے کہ Benazir Income Support Programme is a complete game changer. It has not only supported financially, the poorest of the poor households, it has empowered the women of Pakistan. It has allowed people to buy. وہ راشن خریدتے ہیں، وہ کپڑے خریدتے ہیں، آپ کی economic activity میں اضافہ کرتے ہیں۔ It has encouraged the women of Pakistan to make their identity cards. میں اگر غلط ہوں تو آپ بتا دیں۔ آپ ہر حلقے میں جا کر یہ سب اپنے حلقے میں Benazir Income Support Programme کے زیادہ سے زیادہ centers کھلوانا چاہتے ہیں۔ لیکن یہاں آ کے بس ایک غلط narrative کو promote کر کے اس programme کو جو ہے وہ shame کرنا چاہتے ہیں and it is a shame. It has empowered the women of Pakistan, it has encouraged the financial activity in Pakistan, financial inclusion in Pakistan's economy. It has allowed the women of Pakistan to participate in all activities happening in the country. Once, an identity card is made, they know they exist. And it has allowed the women to be head of the family.

جو ایک کونے میں پڑی ہوتی تھی ناں عورت، جس کو کوئی پوچھنے والا نہیں تھا، اس کو اس programme نے شناخت دی ہے۔ اور یہ بحث بھی بند ہو جانی چاہیئے کہ یہ صوبوں کو جائے، وفاقی حکومت عوام کو نہ نچوڑے اور سنبھالیں صرف صوبے۔ آپ روز petroleum levy بڑھائیں، مہنگائی کریں، طرح طرح کی policies نافذ کریں، لیکن اپنے لوگوں کو سنبھالیں نہیں۔ So this is the responsibility

of the Federal Government and this is the only state-run most successful social protection programme in Pakistan جس کو UN بھی مانتا ہے، جس کو پوری دنیا تسلیم کرتی ہے۔ لیکن آپ اس کو undermine کرتے ہیں۔ Undermine آپ کرتے ہیں کیونکہ آپ کو اس کا Benazir ہونا پسند نہیں ہے۔ لیکن Benazir تو Benazir ہی ہے اور وہ Benazir ہی رہے گی۔

جناب سپیکر! میں agriculture پر بات کروں۔ میں بہت احترام کرتی ہوں رانا تنویر صاحب کا he is a very dear colleague of mine and I think وہ بھی ہمیشہ کوشش یہ کرتے ہیں کہ ماحول نہ خراب ہو، لیکن وہ ایک seasoned politician ہیں۔ کسی بھی seasoned politician کو اگر، you know، بعض اوقات interruption سے ہو جاتی ہیں چیزیں، that is why it is important to follow the rules of the Assembly. Do not disturb the decorum of the House. اس کے پیچھے بھی ایک منطق ہے۔

خیر I was upset to see what all happened. بس Sir، ان کی کچھ باتوں پر میں ضرور بات کروں گی۔ زرخیزی Scheme کا ذکر کیا۔ Agriculture Sector transform؟

سر! پانی کے بغیر کون سا Agriculture Sector transform ہوتا ہے؟ وہ تو destroy ہوتا ہے، وہ تو برباد ہوتا ہے۔ اور اس وقت from 48% to 50% تک سندھ اور بلوچستان پانی کی قلت محسوس نہیں کر رہا ہے، وہ face کر رہے ہیں۔ آپ پانی کی بات کرتے ہیں اور پھر یہاں اعداد و شمار۔

With all due respect to the Minister for Water Resources, he gave all wrong facts and figures because those wrong facts and figures were given to him by IRSA. IRSA that is responsible to distribute water as per Para 2 of 1991 Water Accord. But guess what Mr. Speaker?

جناب سپیکر! IRSA جو بنا ہی Accord کی implementation کے لیے تھا، وہی implement نہیں کر رہا۔ خود کہہ رہے ہیں ہم violate کر رہے ہیں۔ تو میرے نزدیک تو IRSA کے Chairman کو جیل میں ہونا چاہیئے for doing what he is doing to the people of Sindh and Balochistan. That is half of Pakistan. اور اگر half پاکستان dry ہوگا تو دوسرا حصہ پھلے پھولے گا نہیں، سب کو مل کر پھلنا پھولنا ہے، سب کو مل کر ترقی کرنی ہے۔

سپیکر صاحب! میں جہاں تنخواہوں کی بات کر رہی تھی وہاں میں honorarium کی بات آپ سے ضرور کروں گی کہ خدا کے لیے آپ فنانس منسٹری سے کہیئے کہ جو honorarium پچھلے Budget میں بھی ان کو کہا گیا تھا وہ نہیں ملا۔ اس بجٹ میں honorarium ضرور ملے۔

ہر اس شخص کو ملے جو یہاں دن رات کھڑا ہے، محنت کر رہا ہے۔ میں باہر جاتی ہوں ،مجھے سیکیورٹی والے پکڑ لیتے ہیں، مجھے کہتے ہیں ہمیں honorarium نہیں ملا تو میں انہیں کہتی ہوں جی ہم آپ کے لیے آواز اٹھائیں گے۔ سر! ان کے بھی چولھوں پہ بوجھ پڑتا ہے۔ تو خدا کے لیے سپیکر صاحب! میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ آپ ان کی طرف دیکھیں اور honorarium کے لیے فنانس ڈیپارٹمنٹ اور منسٹری سے ہم request کریں۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

شازیہ مری: سر! میں تھوڑی بات کروں گی بلوچستان پہ ہمارے بھائی بھی بیٹھے تھے۔ سر! بلوچستان میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے بہت اچھا headway بنایا ہے۔ وہاں hospitals بنا رہے ہیں BHUs revive کیے ہیں۔ ہم وہاں air ambulance لے آئے ہیں، mobile units چل رہے ہیں۔ ایک ہزار سٹوڈنٹس کو پڑھنے کے لیے باہر بھیجا ہے۔ تو سر! یہ ایک اچھا headway ہے۔ آغاز حقوق بلوچستان بھی پیپلز پارٹی نے شروع کیا تھا۔ لیکن سر! یہ ہم چاہیں گے کہ وفاقی حکومت سے کہ جن resources پہ بلوچستان کی عوام بیٹھی ہے ان resources پر تھوڑا بہت تو بلوچستان کی عوام کو بھی right دیں۔ یہ processing units جو Reko Diq سے ہیں وہ پاکستان سے باہر کیوں بنائے جاتے ہیں۔ کچھ processing units ہم بلوچستان میں بنا کے دیکھیں، روزگار دے کے دیکھیں۔ تو پھر ان کے Minds and hearts پہ آپ کام کریں گے بلوچستان میں، بہت بہتری آسکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! میں بات کرنا چاہتی ہوں ایک بہت اہم ایشو ہے۔ کل میں نے ایک اینکر کو سنا اور اس اینکر نے کہا کہ جی ایک صوبے میں Engineering & Technology کا انسٹیٹیوٹ کسی شخصیت کے نام پہ بن رہا ہے Cancer hospital نام پہ بن رہے ہیں، میڈیکل سٹی بن رہا ہے، سپورٹس کمپلیکس بن رہا ہے، سپورٹس گراؤنڈ، روڈز ایک فیملی مارکیٹنگ منصوبوں کی داستان، یہ میں نہیں کہہ رہی یہ ہمیں منصور علی خان صاحب نے کل بتایا۔

لیکن سر! مجھے افسوس اس بات پر ہوا کہ وہ جو پاکستان کی پہلی اور Muslim world کی پہلی خاتون وزیر اعظم شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے نام پر جو اسلام آباد میں ایئرپورٹ تھا۔ جب وہ ایئرپورٹ کی location بدلتی ہے تو شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کا اس سے نام ہٹا دیا جاتا ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ اس لیڈر نے اس ملک کے لیے قربانی دی، اس ملک کے نظام کے لیے، جمہوریت کے لیے، آپ کے power میں آنے کے لیے بھی قربانیاں دیں۔ آپ تیسری دفعہ وزیر اعظم اس شہید قائد کی وجہ سے بنے۔ میں احسان نہیں جتلا رہی، میں یاد دلا رہی ہوں۔

حضرت علی کے قول کو بھی یاد رکھو اور یہ صلہ ملا کہ شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کا نام ہٹا دیا گیا، نیا ایئرپورٹ نہیں ہے پرانا ایئرپورٹ shift ہوا ہے۔ آپ کا گھر اگر ایک جگہ سے دوسری جگہ شفٹ ہوتا ہے تو آپ کے نام کی تختی بدل جاتی ہے؟ آپ نے تختی کیسے بدل دی and

this is not what Shaheed Mohtarma Benazir Bhutto Sahiba wants or needs, but she deserves this. We owe it to her.

تو میں یہ request کروں گی آپ کو ایک بار پھر اس House سے Resolution pass ہوا ہے۔ میرا خیال ہے یہاں پہ وہ ممبر نوابزادہ صاحب نہیں بیٹھے انہوں نے move کیا تھا۔ یہاں سے Resolution unanimously بھی pass ہوا۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے First Lady نے یہاں کھڑے ہو کر اس بات پر protest کیا اور آج دن تک آپ اس شہید عظیم لیڈر کے نام سے وہی ایئرپورٹ دوبارہ اسے revive نہیں کر سکے۔ It's a shame, nothing but shame اس کو میں کہوں گی this is being insensitive and I don't think اس طرح کے behaviour کو کوئی بھی ذی شعور پاکستانی appreciate کرے گا؟

سر! میں آخر میں I want to now come down to one thing Sir مجھے بڑا افسوس ہوا بار بار کہتے ہیں کہ جی کراچی میں اتنے problems ہو گئے، کہ کراچی وفاق کو دے دو، کراچی میں یہ ہو گیا۔ دیکھیں problems ہوتے ہیں شہروں میں۔ مجھے افسوس ہے جو لاہور میں، میں نے ایک بچی کے ساتھ ہوتے دیکھا ہے، نو سالہ بچی کو جو trigger-happy جس طریقے سے وہاں ایک Force نے مارا ہے، شہید کیا ہے، وہ بچی آسٹریلیا سے vacation کے لیے آئی تھی اپنے ملک۔ اس کی آج بھی میرے دماغ میں تصویر جس میں وہ victory دکھا رہی ہے اپنے باپ کے ساتھ جہاز کے اندر، وہ ابھی بھی دماغ میں چل رہی ہے۔

تو ہم کیا کہیں لاہور وفاق کو دے دیں؟ No سدھارو اپنے آپ کو، ازالہ کرو۔ بار بار دفاع نہ ڈھونڈو اپنی بری کارروائی کا، face کرو اور سدھارو trigger-happy لوگوں کو نہ بھرتی کرواسے فورسز میں۔ پہلے بھی پنجاب میں بہت سارے واقعات ہوئے ہیں جن کی ہم نے یہاں مل کر نشاندہی کی ہے۔ لیکن آج ایک معصوم بچی کی جان گئی we can't forget this, that blood is on the hands of those people, and it's not it's everybody has at least a child one child to look at it at home. اس طریقے سے سوچیں، جس طرح سے اس کے ساتھ ہوا اللہ کسی بھی بچے کے ساتھ اس طرح نہ کرے۔

سر! میں نوجوانوں پہ بات کروں گی کیونکہ وہاں سے بھی ایک لیڈر تھے جو ہر وقت نوجوانوں کہتے تھے۔ لیکن کسی نے نوجوانوں کے لیے کچھ نہیں کیا۔ سر! The young people of Pakistan are very important. It is very important to appreciate them, it is very important to recognize them. Social media پہ feeds چلتی ہیں negativity کے ساتھ۔ ہر روز ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں یہ برا ہے، پاکستان آگے نہیں بڑھ سکتا، پاکستان کا future limited ہے۔ But Sir, nations are not built on despair nations are built on hope, ambition and confidence in their people. پاکستان کی جو external debt or liability اور Sir, that stands at approximately 138 billion dollars and that is the burden of old economy, a legacy of decades of borrowing infrastructure, financing and traditional models of growth.

We Sir, are living through the rise of a new economy, and what is the new economy? I would like to talk about it. The new economy is powered by human talent. It is driven by technology, entrepreneurship, innovation and the ability to create value from ideas.ہے۔

یہ آپ سنیں this is important سر! میں صرف ایک مثال دوں گی ایک پاکستانی بچے صالح آصف کی، وہ پاکستانی بچہ جس کا تعلق کراچی سے ہے، جس نے Nixor College سے گریجویٹ کیا، یہاں اگر کراچی کے کچھ لوگ ہیں ان کے بھی بچے گئے ہوں گے I know Nixor college is a good college in Karachi ڈپٹی سپیکر صاحب! آپ کے بھی جوان بچے ہیں He graduated from Nixor. He became the co-founder of Cursor at just the age of 26. ڈپٹی سپیکر صاحب آپ کے بھی جوان بیٹے ہیں۔ His estimated net worth is approximately 1.3 billion dollars. Now, think about this for a moment. Honestly, think about it, don't think پیپلز پارٹی کہہ رہی ہے we will not listen. No, please listen. Just listen because میں پاکستانی ہونے کی حیثیت سے کہہ رہی ہوں۔ پاکستان کی جو external debt liability roughly میں نے بتایا 138 billion dollars، صالح آصف کی net worth approximately1.3 billion US dollars. We don’t need 1000 of Saleh Asif. We just need how many? 106 Saleh Asif. Your debt is cleared, your liabilities are cleared. Important بات سر یہ ہے کہ ہمارے پاس وہ لوگ ہیں، 106 بھی نہیں اور ہزار بھی نہیں۔ ہزاروں ہیں، We have hundreds of thousands of talented young Pakistani boys and girls in Karachi, in Umerkot, in Tharparkar, in Jacobabad, in Lahore, in Sialkot, in Faisalabad, in Islamabad, in Peshawar, in Swabi and other areas, Quetta Lasbela Gilgit-Baltistan, Azad Kashmir every corner of the country, future founders, future scientists, future engineers, future creators what they need is opportunity what they need is encouragement what they need is the audacity of hope یہ سنیں اسلام میں ناامیدی کفر ہے تو یہ ہمارا faith بھی کہتا ہے اور یہ کسی ایک leader نے کہا and I am quoting that. “Hope is not wishful thinking; hope is a strategy. Hope is the belief that talent when given the right environment can compete with anyone in the world. Hope is what inspires a student to learn, an entrepreneur to build, an investor to take a chance, and a nation to dream bigger than its circumstances.

The old economy accumulated debt, the new economy can create wealth. The old economy depended on what we could borrow. The new economy depends on what we can build.”

I'll end with this, Sir. So, let us stop telling our young people what they cannot do and why they cannot succeed. We need to tell them, and this is important, and we need to realize this, that the old economy accumulated debt, the new economy can create wealth, the old economy depended on what we could borrow, the new economy depends on what we can build.

The audacity of hope is not the belief that Pakistan has no problems. See, this is not the thing. It is the belief that Pakistan's problems, they are not bigger than Pakistan's people.

and this is the hope that we need to give the ہمارے مسائل ہمارے لوگوں سے بڑے نہیں ہیں

people and work towards. میں آخر میں یہ کہوں گی۔

نہیں ہے نا امید اقبال اپنے کشت ویراں سے

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ بیرسٹر گوہر صاحب۔

جناب گوہر علی خان: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ Thank you جناب سپیکر! میں بڑی مختصر بات کروں گا، مجھے بتایا گیا کہ اب شاید ہمارا time almost complete ہو گیا ہے۔ جناب سپیکر! آج اس ایوان کی ابتدا حکومت اور Opposition Benches کے اچھے الفاظ سے نہیں ہوئی۔ اور ہم بارہا اس بات کا ذکر کرتے رہتے ہیں کہ اپنی زبان پر اور اپنے غصے پر قابو کرنا چاہیئے۔ جب ہم ایوان میں ہوتے ہیں، ساری دنیا اور ہمارے family Members اس کو دیکھتے ہیں تو ایک impression create ہو جاتا ہے کہ یہاں عوامی مسائل پر بات ہو گی۔ ہمیں۔ ایک red line یہاں کھینچنی ہو گی جو ہم cross نہیں کریں گے، چاہے Leader of the Opposition، چاہے Leader of the House ہو یا اس کے Member صاحبان ہوں۔ اِس سے نہ صرف تلخی اور تناؤ بڑھتا ہے بلکہ اِس سے نفرت بڑھتی ہے۔ اس House کو ہمیشہ اپنی ایک ذمہ داری نبھانی ہو گی۔ اچکزئی صاحب نے اگلے دن بھی یہی کہا کہ اس ایوان کو مضبوط کرو۔

میں اِس بات کا برملا اعتراف کروں گا کہ آج حکومت کے ساتھ ہاتھ ملانا ایک گھاٹے کا سودا ہے، لیکن ہم نے فیصلہ کیا اور اچکزئی صاحب نے اعلان کیا ہے کہ اس ایوان کی مضبوطی ،جمہوریت ،عوام کے بنیادی حقوق کے تحفظ اور آزاد عدلیہ کے لیے ہم تعاون کریں گے، اور unconditional تعاون کریں گے۔

جناب سپیکر! ہم وزیر اعظم کی statement کا welcome کرتے ہیں۔ بڑے عرصے سے یہ matter pending ہے۔ آج مذاکرات ہو رہے ہیں، آج بات ہو رہی ہے، کل ہو رہی ہے۔ اس میں دیر کس بات کی ہے؟ ہمارے مطالبات تو بڑے simple ہیں۔ ہم نے کبھی ذاتی ایجنڈا تو put نہیں کیا۔ ہم نے تو فقط اتنا کہا ہے کہ آئین اور قانون کے مطابق ہمارے جو حقوق ہیں ہمیں دیں۔ ہم نے اپنے leader تک access مانگی ہے، ڈاکٹر تک رسائی مانگی ہے، اس کا علاج مانگا ہے، اس کی بیوی کا access مانگا ہے۔ اگر آپ نے اِس کی ابتدا کرنی ہے تو میں یہ بھی کہوں گا آپ نے ہمارے ایک نمائندے، اقبال آفریدی، کو یہاں سے suspend کر کے بھیجا، اور وہ participate نہیں کر رہا ہے۔ میں آپ سے request کروں گا کہ as a goodwill gesture ان کو باقی period میں آنے دیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ مبذول کرا رہا ہوں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اقبال آفریدی صاحب کو آپ نے suspend کر کے یہاں سے بھیجا ہے۔ پھر آپ نے یہ respectful طریقے سے نہیں کیا کہ نکل جائیں ورنہ میں نکلوا دوں گا۔ نکلوانے کے طریقے سب کو آتے ہیں، نکلوانے کا طریقہ ہمیشہ کے لیے ختم ہونا چاہئیے۔ میں request کروں گا کہ باقی ماندہ period کے لیے ان کو آنے دیں تاکہ وہ اپنا role play کر سکیں، اپنی عوام کا اور اپنا point of view یہاں بتا سکیں۔ اس کا علاقہ خیبر زیادہ effect ہوا ہے، tribal لوگ زیادہ effect ہوتے ہیں۔ میں جن سے توقع نہیں کر رہا تھا، رانا تنویر صاحب سے کہ وہ یہ بات کریں گے، کیونکہ کوئی کہتا ہے۔

وہ فرشتے بھی برا لکھتے رہے

جنہیں کندھوں پہ بٹھائے رکھا

ہماری توقع تھی کہ رانا تنویر صاحب کی approach بالکل different ہو گی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں تو remorse show نہیں کیا ہماری طرف آئے اور ہمارے شیر ملتان سے انہوں نے معذرت کی ہے اور عاطف خان صاحب سے کی ہے، ہم اس کو accept کرتے ہیں، ہم goodwill gesture پیش کرتے ہیں اور اس کو spare کرتے ہیں لیکن میں ایک بات برملا کہوں گا کہ شیخوپورہ عمران خان کا ہے، عمران خان شیخوپورہ میں کسی کا مقابلہ نہیں کریں گے، ہمارا village councillor آپ سب کیلئے کافی ہے، کوئی بھی جگہ select کرو، ہمارا village councillor مقابلے میں آگیا اور اگر آپ جیت گئے تو ہم چلے جائیں گے۔

جناب سپیکر! دو تین چیزیں ایسی ہیں جس طرح جمعہ والے دن MOU sign ہونے جا رہا ہے، امریکہ اور ایران کے درمیان الحمدللہ پاکستان نے اچھا role play کیا ہے اور ہم اُس role کو سراہتے ہیں۔ پاکستان کو Middle East میں peace لانے میں ایک موقع ملا کہ

ہم اپنا roleادا کریں، اور شاید یہ step آگے بڑھ کر آزاد فلسطین کی ایک بنیاد بھی بن جائے۔ لیکن اگر اپنے گھر کی لڑائی ہو تو کبھی آپ international levelپر اپنا role ادا نہیں کر سکتے۔ یہ وقت ہے کہ ہم صرف MOU نہ sign کریں۔ باقی دنیا کے ساتھ بلکہ آپس میں اس ملک، جمہوریت اور اپنے حقوق کیلئے ایک memorandum of commitment sign کریں۔

جناب سپیکر! اس وقت بجٹ پر بات ہو رہی ہے۔ میں کہوں گا یہ وقت ہے کہ ہم memorandum of commitment sign کریں، کہ یہ ہماری deadlines ہوں گی اس ایوان اور عوام کے نمائندوں کے درمیان۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Order in the House اِدھر جو ممبران کھڑے ہوئے ہیں وہ kindly lobbies میں چلے جائیں۔ Honourable ممبران سے گزارش ہے کہ lobbies میں چلے جائیں۔ یہاں کھڑے ہو کر باتیں کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب گوہر علی خان: جناب سپیکر! میں 3 چیزوں کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ memorandum of commitment اس وقت کی ضرورت ہے، ہمیں memorandum of commitment sign کرنا ہوگا، اگر ہم نے یہ ایمان مضبوط کرنا ہے، جمہوریت کو دوام بخشنا ہے، عدلیہ کو آزاد کرنا ہے اور عوام کو بنیادی حقوق دینے ہیں۔ اس وقت عوام ہم سے یہ شکوہ نہیں کر رہی کہ غربت بہت ہے لیکن اس بات پر ضرور شکوہ کر رہی ہے کہ اس وقت امیر اور غریب میں تفاوت بہت بڑھ گیا ہے۔

جناب سپیکر! جو بجٹ پیش ہوا ہے، ہم سب Opposition والے unanimously اس بجٹ کو reject کرتے ہیں۔ میں اس کے بارے میں زیادہ detail میں نہیں جاؤں گا، ہمارے جتنے بھی ساتھی ہیں انہوں نے one by one اس کے اعداد و شمار دیئے ہیں۔ اس میں کتنی مہنگائی ہے، کتنے قرض لئے ہیں اور کتنے واپس ہوئے ہیں، کیا policy ہے، سب کچھ ذکر ہوا ہے لیکن میں یہ کہوں گا جس طریقے سے آج آپ نے 3 مرتبہ کہا ہے Order in the House آئین کے صرف Article 2 emergency کے بارے میں ہیں، Article 2 آئین میں ترمیم کے بارے میں ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: Honourable ممبران سے گزارش ہے کہ یہاں جلسہ نہ کریں، میں اجلاس روک لیتا ہوں تب تک آپ اپنی meeting ختم کر لیں۔ تشریف رکھیں یا lobbies میں چلے جائیں، Chief Whip صاحب آپ kindly lobby میں چلے جائیں یا تشریف رکھیں۔ طارق فضل چوہدری صاحب مہربانی کریں، اس طرح نہ کریں، honourable Member بول رہے ہیں۔ درشن صاحب آپ بھی تشریف رکھیں، please ذرا House میں decorum رکھیں۔ گوہر صاحب please بولیں۔

جناب گوہر علی خان: جناب سپیکر! Thank you ۔ میں یہ بات ضرور عرض کروں گا کہ آئین نے سب سے بڑی ذمہ داری اس ایوان اور نمائندگان پر ڈالی گئی ہے۔ آئین کا Article 2 کہتا ہے ف کہ اگر آئین میں ترمیم کرنی ہو تو کیا طریقہ adopt کرنا ہے اور آئین کا Article

6 کہتا ہے باقی چیزوں کے بارے میں، لیکن آئین کا Article 11 ہے اس کے بارے میں کہ بجٹ کیسے پاس ہوگا۔ یہ اتنی بڑی ذمہ داری ہے، کیونکہ آپ کے پاس جو پیسہ ہوتا ہے وہ قوم کی امانت ہے اور ان پیسوں کو کیسے ہم استعمال کریں، اس کے لئے سب کے wisdom کی ضرورت ہوتی ہے۔ جناب سپیکر ہمیں یہ adopt کرنا ہوگا forever کہ ہمارا پیسہ استعمال ایسے ہو کہ جس میں ہم ایک غریب آدمی کی زندگی میں change لیکر آئیں۔ اس بجٹ کو unanimously اپوزیشن کی طرف سے reject کرتے ہیں کیونکہ اس میں غریب کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ اس بجٹ کو اس لئے reject کرتے ہیں کہ میں اس کے اعداد و شمار میں نہیں جاتا۔ میں اپنے ممبران صاحبان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بہترین طریقے سے اس کے اعداد و شمار ان کے سامنے رکھے ہیں۔ مہنگائی کتنی ہے، Budget کتنا ہے، کتنا قرضہ لیا گیا ہے۔ لیکن یہ ضرور کہوں گا جناب سپیکر! یکم جولائی کو عام آدمی جائے گا market میں تو اس کو آٹا مہنگا ملے گا۔ اس کو گیس کا cylinder مہنگا ملے گا۔ اس کو دوائی مہنگی ملے گی۔ جناب سپیکر! جب اس کو ہر چیز مہنگی ملے گی تو یہ Budget عوام اور غریب کا Budget کیسے کہلائے گا۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ عوام کے نمائندے کی حیثیت سے وہ کچھ ان کے لیے کریں تاکہ ان کو زندگی میں relief ملے۔

جناب سپیکر! ایران کی جنگ سے ساری دنیا affect ہوئی ہے۔ جنگ تو ہم control نہیں کر سکتے لیکن اس کو کیسے respond کرنا ہے یہ تو ہم کر سکتے ہیں۔ جنگ کے بعد Australia سب سے پہلے change لے کر آیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس جنگ سے ہمیں shock ملا ہے کہ ہمارے پاس petroleum کے reserve کتنے ہیں۔ اس کو change کر کے 90 دن کا کیا ہے۔ میں حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ 2000ء سے لے کر آج تک آپ کا قانون یہی کہتا ہے کہ 20 دن کا آپ کے پاس petrol موجود ہو۔ وہ 20 دن کا petrol بھی آپ نے نہیں رکھا ہوا ہے۔ اس سے فائدہ لیں اور آپ law کو change کریں۔ آپ بھی 90 دن کا stock رکھیں تاکہ عوام کو کوئی relief مل سکے۔

جناب سپیکر! باقی اعداد و شمار پر میں نہیں جاتا لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ آپ کی آبادی بڑھ رہی ہے production نہیں رہی ہو۔ آمدن سے زیادہ خرچہ ہو تو پھر غربت ہی ہوگی۔ جناب سپیکر! اس کو properly address کرنا ہے۔ حکومت کے Budget میں کوئی plan نہیں ہے، کوئی strategy نہیں ہے اس سے نکلنے کے لیے۔ جناب سپیکر! اس وقت ملک کا جو youth ہے 65 فیصد آبادی below the 30 years پر مشتمل ہے۔ جناب سپیکر! ان کو job opportunity آپ نے نہیں دی۔ Job opportunity ملے گی تو private sector سے ملے گی۔

حکومت نے claim کیا کہ ہم privatize کریں گے۔ SNGPL کو SSGC کو PSO کو اور Railway کو لیکن آج تک وہ ایک کو ہی نہیں کر سکے صرف PIA کو کر سکے ہیں۔ PIA پر بھی گھاٹے کا سودا کیا۔ صرف 10 ارب روپے خزانے میں آئے باقی پیسے کہاں چلے گئے۔ 10 ارب سے زیادہ تو آپ نے ایک Gulf stream جہاز خریدا ہے۔ تو آپ نے اس میں بھی عوام کا asset بیچا لیکن اس parliament میں نہیں بتایا کہ وہ کس طرح transparent تھا۔ کس طرح آپ نے اس کی market value کی ہے۔

جناب سپیکر! Energy sector میں بھی آپ کچھ نہیں کر سکے۔ میں دو چیزوں کا صرف ذکر کروں گا۔ Healthاور educationپوری دنیا کی backboneہوتی ہے۔ آپ اس وقت 1 فیصد سے کم اور 1 فیصد کے قریب آپ GDPکا پیسہ لگا رہے ہیں جناب سپیکر! پوری دنیا 6 فیصد education پر لگا رہی ہے تو یہاں ترقی کیسے آئے گی۔

جناب سپیکر! Benazir Income Support کا تذکرہ ہوا ہے اور اس سال آپ نے 838 billionروپے Budget میں رکھے ہیں۔ Benazir Income Support Programme پر آپ نے 5300 ارب روپے لگائے ہیں یہ جب آپ allocation کروں گے۔ گزشتہ سال میں آپ نے 5300 ارب روپے لگائے ہیں لیکن غربت کی شرح مزید نیچے ہوتی جا رہی ہے۔ آج کی reportیہی ہے۔ 41 فیصد سے زیادہ لوگ below poverty line سے زندگی گزار رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اگر آپ اس کے through change نہیں لے کر آسکے تو آپ کو reformsکی اشد ضرورت ہے۔

میرے خیال میں جو Bill پیش ہوا ہے اس کی تین چیزیں آئینی اور قانونی ہیں، میں اس طرف توجہ مبذول کراؤں گا۔ آپ Custom Act میں کچھ چیزیں لے کر آرہے ہیں۔ میں اس میں مزید requestکروں گا اور اس میں ترمیم کے لیے درخواست بھی دیں گے لیکن یہ حکومت کا فرض ہے کہ اگر غیر آئینی confusionکی بنیاد ڈال رہے ہیں تو Law Ministry اور اس کی متعلقہ Ministry اس کو ختم کردے۔

جناب سپیکر! Custom Lawمیں ایک section لے کر آرہے ہیں اور freezing powerدے رہے ہیں کہ during trialآپ کا پورا asset freezeہو۔ Section 185(a) introduceکر رہے ہیں for the first time۔ جناب سپیکر! During trialکسی کا پورا asset freezeکرنا آپ کے business میں liquidityکا بہت بڑا problem آجائے گا اور اس سے لوگ blackmailہوں گے۔ برائے مہربانی اپنا trial structure changeکریں بجائے اس کے کہ آپ اس کی freezingکریں۔

جناب سپیکر! آپ Customsاور Sales Taxمیں ایک نیا concept لے کر آرہے ہیں۔ Independent Scrutiny Committeeآپ لا رہے ہیں کہ وہ Independence Scrutiny Committee decideکرے گی کہ کون سا case آپ file کریں گے۔ جناب سپیکر! کچھ powerایسی ہوتی ہیں law کے اندر، وہ آپ delegateنہیں کر سکتے اور یہ powerآپ delegateنہیں کر سکتے۔ مہربانی کرکے اس کو یہاں سے نکال دیں۔

تیسری چیز جو بہت اہم ہے۔ Faceless audit system یہ لے کر آرہے ہیں، income taxمیں بھی لے کر آرہے ہیں، sales taxمیں لے کر آرہے ہیں، customsمیں لے کر آرہے ہیں۔ Law Minister صاحب موجود ہیں، Information Ministerصاحب موجود ہیں، جس کا law background ہے کوئی بھی قانون ایسا پاس نہیں ہو سکتا جس میں auditوالا person identifyبندہ ہو۔ یہ آپ کا rightہے کہ conflict of interest involvedہے۔ bias involveہے۔

India میں اس قسم کے 2016 میں قوانین آئے اور Supreme Court میں challenge ہوئے اور انہوں نے ان کو uphold کر دیا لیکن انہوں نے identifiable کر دیا کہ کون identifiable ہوگا۔ آپ faceless audit نہیں کر سکتے۔ For instance اگر آپ کہتے ہیں Speaker کرے گا تو باوجود آپ نام نہیں رکھتے ہیں، آپ کہیں کہ Chief Justice of Pakistan رکھے گا۔ اس سے اس کی پہچان ہے اور وہ person designate ہے۔ جناب سپیکر! Faceless audit اس audit کا کوئی concept نہیں ہے، یہ غیر آئینی ہے۔ میں مطالبہ کروں گا کہ اس کو ختم کیا جائے۔

آخر میں چار چیزوں پر آؤں گا جو میری Constituency related ہیں لیکن میں عرض کروں کہ ایک دل سوز واقعہ ہوا ہے۔ Interior Minister صاحب بیٹھے ہیں اور میں نے request کی ہے PPP کے نوید قمر صاحب سے اور مجھے امید ہے کہ وہ اس سلسلے میں کچھ کریں گے اور وفاقی حکومت بھی کرے گی۔

جناب سپیکر! بونیر ایک پسماندہ علاقہ ہے۔ ہماری families کراچی میں رہ رہی ہیں اور ہماری ایک روایت ہے کہ جب بچی کی death ہو جائے تو parents اس بچی کو لے کر اپنے گھر آتے ہیں۔ اس کی death ہو گئی ہے کراچی میں اور وہ میت کے لیے شاید سندھ Government کی طرف سے ان کو ambulance نہیں ملی۔ وہ 96000 روپے میں ambulance کر کے آئے اور جب وہ میر پور خاص آئے تو وہاں پر شاید کچے کے ڈاکو ہیں تو جناب سپیکر! اس میت سمیت اس family کو لوٹا گیا۔ ان سے پیسے لیے گئے ہیں۔ ان کی تمام اشیاء لے لی گئیں، پیسے لیے گئے، mobile لیے گئے۔ سب سے دکھ کی بات ہے کہ اس میت کے زیورات بھی انہوں نے لیے ہیں۔ یہ انتہائی دل سوز واقعہ ہے۔

جناب سپیکر! یہ میں نوید قمر صاحب کے notice میں لے کر آ چکا ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ بھی اس پر action لیں گے۔ میں نے request کی ہے PPP والوں سے کہ بلاول صاحب کو request کریں کہ ان کو ضرور compensate کریں۔ انہوں نے وہاں FIR درج کرایا ہے، ان کے ریکارڈ میں لائیں۔

میں وفاقی حکومت سے ایک اور request کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! جب اگست میں flood آیا تو بونیر کے 200 سے زیادہ لوگ شہید ہوئے۔ وفاقی حکومت نے ہمیں صرف 20 cheque دیے تھے۔ جناب سپیکر! 20 cheques کے بارے میں میں اتنی عرض کرتا ہوں کہ میرے پاس بونیر کا ظہور خان اس بچے کا نام ہے، وہ بہت اچھا عوام کے لیے کام کرتا ہے۔ ظہور خان نے مجھے phone کر کے بتایا ہے جناب سپیکر! تین cheques twenty, twenty لاکھ کے اس family کے ہیں اور 60 لاکھ ابھی بھی pending ہیں اور میں وفاقی حکومت سے request کروں گا کہ آپ اپنے cheques برائے مہربانی، وہ اگست سے pending ہیں اور آپ نے 20 cheques دیے ہیں 200 کے مقابلے میں، ابھی بھی وہ pending ہیں۔ مہربانی وہ cheques clear کروا کر دے دیں۔

دوسرا جناب سپیکر! ہمارے ساتھ وفاقی حکومت نے وعدہ کیا تھا اور لغاری صاحب بیٹھے ہیں، میں ان کے notice میں لے کر آ چکا ہوں۔ flood میں ہمارا infrastructure تباہ ہوا تھا اور یہ climate change میں بھی آتا ہے اور جناب سپیکر! وہ آج تک ہمارا share بونیر کے لیے بجلی کی مد میں، roads کی مد میں ہے، communication والا ہے۔ میں ان سے اپیل کروں گا کہ وہ ہمارا share بھی عنایت فرما دیں۔

دوسرا جناب سپیکر! میں remind کرواتا ہوں اور میرے ساتھ احسن اقبال صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ ECNEC میں ہماری Buner Expressway pending ہے اور اس کے لیے وہ کہہ رہے تھے کہ میں expedite کروں گا۔ میں ان سے request کروں گا کہ وہ پیسے ضرور ڈال دیجیے گا۔ شکریہ۔

(اذان ظہر)

POINT OF PERSONAL EXPLANATION

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اسد قیصر صاحب۔

جناب اسد قیصر: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ کل خواجہ آصف صاحب نے میرے حوالے سے ایک بات کی تھی۔ میں خواجہ آصف صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اگر آپ کے ضمیر پر اتنا بوجھ تھا تو آپ صرف یہ بتائیں جو 8 فروری کا الیکشن تھا، اس کی وجہ سے آپ کے ضمیر پر بوجھ نہیں ہے، کیا یہ الیکشن آپ جیت چکے تھے؟ جس طرح اس الیکشن کو rig کیا گیا، جس طرح اس الیکشن کو لوٹا گیا، جس طرح ان تمام لوگوں کو بٹھا کے، یعنی ہمارے اسمبلی میں 100 لوگ تھے، تو ہمارے لوگوں کو disqualify کر کے دوسرے لوگوں کو لایا گیا اور ہمارے لوگوں کو اس House سے نکالا اور جعلی لوگوں کو لایا گیا۔ کیا اس وقت آپ کے ضمیر پر بوجھ نہیں تھا؟ آپ کے اپنے ضلع کی ریحانہ ڈار کو جس طرح پولیس نے روڈوں پر گھسیٹا تو اس وقت آپ کے ضمیر پر بوجھ نہیں تھا؟ اب جو ہو رہا ہے، جو گلگت بلتستان میں ہو رہا ہے، اس کی وجہ سے تمہارے ضمیر پر بوجھ نہیں ہے؟ اگر ضمیر کا بوجھ ہلکا کرنا ہے تو آپ resign دے دیں اور الیکشن کروا دیں اور پتہ چل جائے گا کہ تمہاری کیا حیثیت ہے۔

FURTHER GENERAL DISCUSSION ON BUDGET FOR THE YEAR 2026-27

جناب ڈپٹی سپیکر: رعنا انصار صاحبہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبی وسائل (محترمہ رعنا انصار): بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سب سے پہلے تو میں پاکستان کی سلامتی، دفاع اور استحکام کے لیے خدمات انجام دینے والے تمام اداروں، ہماری افواجِ پاکستان اور حکومتِ پاکستان کو خراجِ تحسین پیش کرتی ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے وطن کو امن، ترقی اور خوشحالی عطا فرمائے۔

وطن کی مٹی کی خوشبو سے ہماری پہچان

سلام ان محافظوں کو جن سے قائم شان ہماری

محترم ڈپٹی سپیکر! امن معاہدہ بھی ہوا اور یہاں پر میں دیکھ رہی ہوں کہ اچھا معاہدہ آپس میں طے کر رہے ہیں۔ جناب! House کو in order کیجئے۔ میری بھی کوئی سن لے۔ ایران، امریکہ معاہدہ، یہ وہ معاہدہ ہے جس کی طرف پوری دنیا دیکھ رہی ہے اور ہمارے برابر والا ملک دیکھ رہا تھا۔ آج پاکستان بہت سرخرو ہوا ہے۔ میں خراجِ تحسین پیش کرتی ہوں Prime Minister صاحب کو۔ میں خراجِ تحسین پیش کرتی ہوں Field Marshal عاصم منیر صاحب کو اور ہمارے وزیرِ داخلہ محسن نقوی صاحب کو اور جو بھی اس میں Foreign Office کے لوگ کام کر رہے تھے، ان سب کو خراجِ تحسین پیش کرتی ہوں۔

سر! میں بجٹ کو دیکھتی رہی کہ کہیں خواتین کا ذکر آجائے۔ اس پورے بجٹ میں کہیں بھی خواتین کا کوئی role نظر نہیں آیا۔ تو کیا وجہ ہے۔ حالانکہ خواتین ہماری آبادی کا 52 فیصد حصہ ہیں، لیکن خواتین نہ تو کسی development میں ہیں، نہ کوئی فلاحی سکیم میں ہیں، نہ women کے لیے کوئی scheme رکھی گئی ہے۔ آپ آئے دن اخبارات اور ٹی وی میں دیکھتے ہیں، کاروکاری ہے، خواتین کا استحصال کس طریقے سے ہو رہا ہے۔ اس کی مثال ابھی میں دیکھ رہی تھی، چاہے گوجرہ ہو، چاہے کراچی ہو، چاہے کوئٹہ ہو یا KP ہو۔ وہاں خواتین کے ساتھ جس طرح سے کاروکاری کی جا رہی ہے، بچوں پر جس طرح سے تشدد کیا جا رہا ہے، ہم نے ابھی تک کوئی پالیسی نہیں بنائی۔ ان کے لیے کوئی fund قائم نہیں کیا جا رہا کہ اس طرح اگر خواتین کے ساتھ کاروکاری یا تشدد کے واقعات ہوتے ہیں، ہم ان کے لیے کوئی national policy نہیں بنا رہے ہیں۔

سر! وفاقی ترقیاتی PSDP میں ملک بھر کے ترقیاتی کاموں کے لیے ایک کھرب روپے رکھے گئے ہیں، جس میں حیدرآباد Motorway بھی شامل ہے۔ اس سے پہلے جو وفاقی بجٹ 26-2025 دیا گیا تھا، اس میں خواتین کے لیے Gender Budget Statement بھی رکھی گئی تھی، لیکن اس وقت بجٹ کو دیکھ رہی ہوں تو کچھ نظر نہیں آرہا۔ میں یہی کہوں گی کہ جو خواتین کاروکاری کی نظر ہو جاتی ہیں، ان کے لیے ایک Special Courts بنائی جائیں اور ان کے لیے خصوصی fund قائم کیا جائے۔ جب بجٹ کی تقریر کو دیکھا، تو سر، وہی دال کا بھاؤ ہے، وہی مرغی کا ہے، وہی عوام آج آلو کی ٹکیاں بنا رہی ہے اور وہی دال بنا کر کھا رہی ہے۔ کوئی اس کا پرسانِ حال نہیں ہے۔ سر! 7 فیصد تنخواہ کا اضافہ کیا گیا ہے، حالانکہ 7 فیصد میں تو آج کل ایک جوڑا بھی نہیں آرہا ہے، تو سات فیصد سے کیا ہوتا ہے؟ اس پر بھی نظرِ ثانی کی جائے اور اس میں بھی اضافہ کیا جائے۔

بچوں کی غذائیت پر سمجھوتہ کسی قوم کے مستقبل پر سمجھوتہ ہے۔ بچوں کے formula milk، جس پر ٹیکس لگا دیا گیا ہے، میری ایک گزارش ہو گی کہ بچے قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں، ان کو دودھ کی ضرورت ہے، ان کو تعلیم کی ضرورت ہے، وہ اس ملک کے معمار ہیں۔ ان کے formula milk پر جو 18 فیصد ٹیکس لگایا گیا ہے اور اس پر نظرِ ثانی کی جائے۔

سر! پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ یہ نہیں ہے کہ بجٹ میں مالی خسارہ موجود ہے۔ ہم کوئی policy نہیں بناتے، ہم اپنی ترجیحات طے نہیں کرتے کہ ہمیں پہلے نمبر پر کیا رکھنا چاہیئے، دوسرے نمبر پر کیا رکھنا چاہیئے۔ ہم صرف ایک سوچ کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں کہ ہم بجٹ لے کر آرہے ہیں اور بس بجٹ پیش کر دینا ہے اور بجٹ پیش کرنے کے بعد یہ نہیں سوچنا کہ عوام کا کیا فائدہ ہے۔ سر! کبھی یہ ہوتا تھا کہ جب بجٹ پیش ہوتا تھا تو ہمارے ماں باپ اور ہم لوگ TV کے آگے بیٹھ جاتے تھے، یا radio کے آگے بیٹھ جاتے تھے کہ بجٹ آرہا ہے۔ اب تو petrol، gas کی قیمت ہر ہفتے بڑھا دی جاتی ہے۔

سر! ہمیں ایک paper دیا گیا تھا کہ حیدر آباد میں کچھ علاقے ایسے ہیں جن کے اندر load shedding نہیں ہو گی، ان علاقوں کو load shedding سے استثناء قرار دیا جائے گا۔ لیکن افسوس کا مقام یہ ہے کہ میرے شہر حیدر آباد میں عید کے دن بھی load shedding ہو رہی تھی۔ جب فون کر کے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ لوگ بل نہیں بھرتے۔ سر! یہ کوئی طریقہ ہے؟ جو بل بھرتا ہے، وہ بھی load shedding کے زمرے میں آتا ہے۔ ابھی ہم gas، پانی، ہوا، سب کے لیے ترس رہے ہیں کہ ہمیں یہ کب ملے گا کب اس سے ہماری عوام فائدہ اٹھائے گی۔ آپ کراچی کو دیکھ لیں، کراچی کے اندر اگر ہم dams کے لیے پانی رکھتے ہیں تو اگر سندھ کا پانی کم ہو رہا ہے تو سندھ کے پانی کے ساتھ، اس میں اضافے کے ساتھ ساتھ اس K-IV کو بھی دیکھا جائے جو کئی سال سے pending کا شکار ہے۔ دس ارب روپے رکھے گئے ہیں، دس ارب روپے میں تو وہ لائن کینجھر جھیل پیپری تک بھی نہیں آپا رہی ہے تو اس پر نظر ثانی کی جائے دس ارب روپے جو رکھے گئے K-IV کے لیے، اس کو بھی دیکھیں اور جو اس کے وہ کام جتنی جلدی سے جتنی تیزی سے کرائیں تاکہ کراچی کی جو عوام ہے بوند بوند کو ترس رہی ہے، وہ تو رہ جائے گی اور tanker mafia اس کے اندر آرہا ہے۔ میں کہوں گی ہر monsoon کے اندر کراچی اور حیدر آباد ڈوب جاتے ہیں۔

جو میرا علاقہ ہے لطیف آباد نمبر دو۔ سر! میں خود اس میں کشتی میں سفر کرتی ہوں، ایک علاقے سے دوسرے علاقے تک جانے کے لیے کشتیاں چل رہی ہوتی ہیں۔ ہمارا جب sewerage system صحیح نہیں ہو گا، ہماری نہروں کے اندر جب جانور نہا رہے ہوں گے تو بیماریاں بھی تیزی سے بڑھ رہی ہوں گی۔ اس کے لیے یہی ہے کہ جدید sewerage system لگایا جائے، بارش کے پانی کی نکاسی کے منصوبے بنائے جائیں۔ یہ سن کر ہم چپ ہو جاتے ہیں کہ بھئی 18th Amendment آگئی ہے اب صوبوں کو چلا گیا ہے۔ اب ہم 18th Amendment دیکھیں صوبے دیکھیں، وفاق دیکھیں، کیا دیکھیں۔ ہم 140-A کی جب بات کرتے ہیں، جب 2001 میں Local Bodies کا الیکشن لڑ کر آئی تو میں سمجھتی تھی کہ بہت وہاں power تھی۔ لیکن جب میں آج ایک MNA کی seat پر بیٹھی ہوں تو میں اپنے علاقے کے لیے بھی کچھ نہیں کر پا رہی۔ Sir! Local Bodies کو strengthen کیا جائے 140-A جو ہے جو Local Bodies جس کے اندر انصاف یا ترقیاتی کام یا آپ NFC Award یا PFC Award یا آپ District Award تک نہیں جائیں گے یہ ہمارے جو Public Safety Commission بنے ہوئے تھے اگر یہ وہاں موجود ہوں تو جو چوری چکاری یا وہ منشیات جیسی چیزیں جو گھروں کے اندر، سکولوں کے اندر،

collegesاور universities میں پنپ رہی ہیں اور ہمارا بچہ جو تعلیم کے لیے جارہا ہے، اس کے لیے بھی ہمیں بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے، ہمیں policies بنانے کی ضرورت ہے، ہم صرف Budget کے لیے بیٹھنے کے لیے نہیں ہیں۔ ہمیں نظر آرہا ہے کہ سر Budget بڑی محنت سے بنایا گیا ہے اور جو محنت کی گئی ہے یقین کریں کہ ایک دریا کو ایک کوزے میں بند کیا گیا ہے۔ جیسا بھی ہے Budget جو آپ نے Budgetپیش کیا یقین کریں کہ Budget کو تو ہم نے پاس کرنا ہے۔ لیکن صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ اگر اس Budget کے اندر اب بھی وقت ہے کہ اگر دودھ پر ٹیکس، آپ خواتین کے لیے اور 140-A وہ پڑھیں تو سہی، وہ سب parties کے لیے اچھا ہے، اس میں، جب تک نچلی سطح پر آپ چیزیں لے کے نہیں جائیں گے تو عوام کو کیا فائدہ ہو گا۔

سر! میں صرف اسی کے ساتھ یہ کہوں گی کہ بچوں کے formula milk کے اوپر غذائیت کے اوپر آپ پلیز ضرور اس پر نظر ثانی کریں اور یہ جو monsoon میں نالوں کی صفائی ہے یہ بھی آپ صوبے کو کہیں یا وفاق اپنے طور پر National Disaster Managementموجود ہے، وہ کریں، کراچی میں جو پانی کا بحران ہے وہ سنگین سے سنگین تر ہوتا جارہا ہے۔ پانی پر جنگ ہوتے ہوتے بچی ہے ہماری تیسری عالمی جنگ ہمارے پاکستان میں اس وقت جو ہے حکومت پاکستان، Prime Ministerاور سب نے جو مل کر Ishaq Dar Sahib نے اور دیگر ہماری پوری ٹیم نے جو عالمی جنگ کو بچایا ہے۔ سر! اس پانی کو بھی بچالیں ورنہ ہمارے ملک کے اندر پانی پر بھی جنگ ہو گی۔ تو پانی کا جو مسئلہ ہے اگر ہم بیٹھ کے سوچیں گے نہیں تو ہم بہت کچھ کھو دیں گے۔ ہمیں کراچی کو بچانا ہے تو پاکستان کو بچانا پڑے گا۔ سر! میں صرف ایک شعر کے ساتھ اس کو ختم کروں گی، کراچی کے لیے ہو گا۔

یہ شہر روشنیوں کا ہے مگر محرومی کیوں ہے
جو حق تھا سب کا وہ تقسیم ادھوری کیوں ہے
اگر انصاف ملے تو ہر شہر کو برابر ملے
تو سندھ بھی بنے گا پاکستان کا روشن محور

اس کے ساتھ اجازت چاہوں گی، پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ خرم شہزاد صاحب۔

راجہ خرم شہزاد نواز: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس بجٹ کے موقع پہ speechکا ٹائم دیا، سب سے پہلے جناب سپیکر! آج میں وزیر اعظم پاکستان محمد شہباز شریف صاحب اور فیلڈ مارشل عاصم منیر صاحب کو نہ صرف مبارکباد دوں گا بلکہ پوری پاکستانی قوم کی طرف سے ان کو خراج تحسین بھی پیش کروں گا کہ آج وہ پاکستان جس کی ہر وقت یہی بات ہوتی تھی کہ یہاں پہ دہشتگردی اور اس طرح کی

چیزیں انٹرنیشنل طور پہ کی جاتی تھیں۔ لیکن آج تیسری عالمی جنگ کو روک کر جو کردار فیلڈ مارشل عاصم منیر صاحب اور وزیر اعظم پاکستان نے ادا کیا، تو آج پاکستان دنیا کے اندر ایک امن کے سفیر کے طور پہ ابھرا ہے اور اس پہ ہم سب پاکستانیوں کو فخر ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں وفاقی بجٹ کے اوپر بات کروں گا کیونکہ یہ بجٹ وفاق کی طرف سے پیش کیا گیا تو میں کیونکہ وفاقی دارالحکومت سے elect ہو کے تو اس اسمبلی کے اندر پہنچا ہوں۔ جناب سپیکر! آج اگر ہم وفاقی دارالحکومت کو دیکھیں تو یہاں پہ اگر ہم ایجوکیشن کی طرف جائیں تو آج یہاں پہ دو طرح کا نظام نافذ ہے، ایک elite class کے لئے وہ sectoral area جہاں کے سکول بڑے اچھے بڑے خوبصورت اور جہاں پہ لوگ سفارش سے اپنے بچوں کو admissions دلواتے ہیں اور دوسری طرف 65 percent وہ آبادی ہے جو ان sectoral area کے surrounding کے اندر رہتی ہے اور وہاں کے سکول کی جتنی بھی زمینیں ہیں ان دیہات کے لوگوں نے عطیہ کی تھی، جہاں پہ بیس بیس، تیس تیس، چالیس چالیس کنال کے اوپر سکول بنے ہوئے ہیں اور آج یہ پوزیشن ہے کہ وہ سکول خالی ہونے پہ آ گئے ہیں۔ وہ صرف اس وجہ سے کہ وہاں پہ اس غریب کے بچے کو معیاری تعلیم دینے کے لئے teachers موجود نہیں ہیں۔

میری یہ تجویز ہو گی جناب سپیکر! کہ آج ہم جو نئے سکول اگر بنا رہے ہیں اگر نئی ہم construction کر رہے ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے ان پرانے سکولوں کو آباد کریں، ان پرانے سکولوں کے اندر جتنی بھی سہولیات ہیں وہ ہم ان غریب کے بچوں کو فراہم کریں، ہم ان غریب کے بچوں کو اچھی اور معیاری تعلیم دینے کے لئے teachers کی جو کمی ہے اس کو پورا کریں اور آج جس طریقے سے نوجوانوں کو جو آج artificial intelligence کا دور ہے تو اس تعلیم کو ہمیں لازمی کرنا چاہیئے اور ان تمام سرکاری سکولوں کے اندر اس کے لئے ہمیں اچھی تعلیم یافتہ teachers کی ضرورت ہے۔ آج ہم نے ایک الگ سے ادارہ بنایا ہوا ہے NAVTTC اس کو تو ہم funding کر رہے ہیں۔ لیکن وہ ایک دم سے وہ بچے سیکھ نہیں سکیں گے، ہمیں ضرورت ہے کہ ہمیں اس تعلیم کو لازمی کریں اور ان سکولوں کے اندر ایسے معیاری teachers دیں جو بچے اپنی چھوٹی سی nursery کی class سے لے کر graduation تک اس مضمون کو لازمی کیا جائے۔ تاکہ ہمارے بچے یہ سیکھ سکیں اور دنیا کے ساتھ compete کر سکیں۔

اس کے علاوہ جناب سپیکر! اسلام آباد ایک 40 کلو میٹر radius کا شہر ہے۔ ابھی میری ایک بہن کراچی کے اوپر بات کر رہی تھی اور کراچی کے اندر ظاہری بات ہے کہ وہ ہم سنتے ہیں کہ پانی کا بہت بڑا ایشو ہے۔ جناب سپیکر! کچھ عرصے کے بعد شاید ہم یہاں پہ نہ ہوں کیونکہ زندگی اور موت کا کوئی پتہ نہیں۔ لیکن میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ کچھ عرصے کے بعد اسلام آباد کے اندر پانی کے لیے جو آواز بلند ہو گی وہ کراچی سے زیادہ ہو گی وہ اس لئے کہ آج اگر ہم ایسے منصوبے نہیں بنائیں گے کہ جس سے اس شہر کے اندر پانی کی وافر مقدار موجود ہو۔ تو میرے خیال میں یہ اس شہر کے لیے، اس کیپیٹل کے لیے، یہاں کے رہنے والے لوگوں کے لیے ایک بہت بڑی زیادتی ہو گی۔

تو میری یہ تجویز ہے اور میں نے پچھلے بجٹ کی اپنی speech میں بھی کہا تھا کہ یہاں پہ فوری طور پر پینے کے پانی کے لیے کوئی چھوٹے dams بننے چاہئیں تاکہ یہاں پہ پانی کی جو فراہمی ہے وہ آسان ہو سکے۔

جناب سپیکر! اسی طریقے سے اسلام آباد کے اندر آج اس elite class کو جو سہولتیں دی جارہی ہیں۔ اس کے علاوہ اگر آپ باہر چلے جائیں 65 پرسنٹ آبادی جو دیہاتوں کے اندر ہے، جو نئی آبادیوں کے اندر ہے وہاں پہ آج بھی جو garbage collection کا کوئی سسٹم نہیں ہے۔ آج کسی بھی نالے کے اوپر جائیں تو آپ کو کچرے کے ڈھیر نظر آئیں گے۔ آپ ان علاقوں کے اندر جائیں تو آپ کو سڑکیں ٹوٹی پھوٹی ہوئی نظر آئیں گی۔ تو اس کے لیے بھی اس بجٹ کے اندر پیسہ رکھنا چاہیئے اور وہاں پہ کوئی ایسا سسٹم بنانا چاہیئے تاکہ وہ لوگ جن کے پاس یہ سہولتیں موجود نہیں ہیں، ان کے پاس بھی یہ سہولتیں پہنچیں۔

اور ہم اسلام آباد شہر کو ایک ماڈل شہر کے طور پہ دنیا کے سامنے پیش کر سکیں کیونکہ اسلام آباد میں آپ کو پتہ ہے کہ green areas ہمارے جو ہیں، وہ یہاں پہ ایک خوبصورتی ہے اور اس خوبصورتی کو ہم اسی طور پر قائم رکھ سکتے ہیں کہ یہاں کے جو infrastructure development ہے، وہ بہت اچھی ہو، یہاں پہ پانی کا سسٹم جو ہے وہ بہت اچھا ہو۔ یہاں پہ garbage collection کا سسٹم بہت اچھا ہو اور ہمارے لوگوں کو وہ تمام سہولتیں میسر ہوں جو ایک عام پاکستانی کو ہونی چاہیئے۔

جناب سپیکر! اب میں صحت کے اوپر آؤں گا۔ جب اسلام آباد بنا تو جناب سپیکر! یہاں پہ ایک دو hospitals بنائے گئے، ایک پولی کلینک ہاسپٹل اور ایک پمز ہاسپٹل۔ جناب سپیکر! آج یہ کشمیر سے لے کے پشاور تک، جہلم سے لے کے پنڈی تک، یہ دو hospitals ان تمام علاقوں سے آئے ہوئے لوگوں کو facilitate کرتے ہیں۔ آج اگر آپ پمز کی ایمرجنسی میں جائیں تو روزانہ کی بنیاد کے اوپر وہاں پہ سات سے آٹھ ہزار مریض آتے ہیں۔ لیکن جو مقامی لوگ ہیں ان کو اب وہ سہولتیں ان دونوں ہاسپٹلز میں نہیں ملتی۔

میں یہاں پر ضرور تعریف کروں گا منسٹر ہیلتھ کی کہ ہمارے وہ Basic Health Units جو بہت عرصے سے خالی پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے پچھلے سال کوشش کی ان کو آباد کیا۔ وہاں پہ ایک tele-medicine کا انہوں نے افتتاح کیا، بہت سے BHUs کے لیے۔ لیکن ہمیں نئے ہاسپٹلز کی ضرورت ہے۔

یہاں پہ اگر ہم نے نئے hospitals نہ بنائے اور ایک ہاسپٹل ایسا ہے جس کا نام ترلائی ہاسپٹل تھا، محمد بن حماد کے نام سے 2013 میں وہ اس کی چار دیواری لگی تھی، اس نے شروع ہونا تھا۔ لیکن آج دن تک وہ شروع نہیں ہو سکا وہ اسلام آباد کی ایک اہم ضرورت ہے جناب سپیکر، محمد بن سلمان کے نام سے۔

جناب سپیکر! اسی طریقے سے جو اسلام آباد کے نوجوان ہیں۔ سر! اسلام آباد کے نوجوانوں کو روزگار کے لیے کیونکہ from scale 1 to 4 کی job یہاں پہ وہ مل جاتی ہے ان کو۔ لیکن جوان کا اصل حق ہے from scale 5 to 15 وہ یہاں کے نوجوانوں کو نہیں ملتی اور اس میں

ہمارا quota 100% بنتا ہے۔ جو میری request ہوگی وزیراعظم پاکستان سے بھی، محسن نقوی صاحب سے بھی کہ ہمارے نوجوانوں کو وہ کوٹہ دیا جائے۔

اور آج ایک آخری بات کرنا چاہوں گا جناب سپیکر، جناب سپیکر! اسلام آباد کے لوگوں کے لیے، یہاں کے نوجوانوں کے لیے، یہاں کی خواتین کے لیے یا یہاں کے سسٹم کو بہتر کرنے کے لیے ہمیں جب بھی کوئی قانون سازی کرنی پڑتی ہے۔ تو ہمیں نیشنل اسمبلی کے اندر آنا پڑتا ہے۔ لیکن میں وزیراعظم پاکستان کا شکریہ بھی ادا کروں گا کہ انہوں نے اسلام آباد کی علیٰحدہ سے ایک اسمبلی بنانے کے لیے کمیٹی بنائی تھی احسن اقبال صاحب کی سربراہی میں جس کا میں بھی حصہ تھا، طارق فضل چوہدری صاحب بھی تھے۔ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کمیٹی نے اپنا کام پورا کر لیا ہے اور یہ اسلام آباد کے لوگوں کی آواز ہے کہ ہماری صوبائی اسمبلی یہاں پہ بنی چاہیئے تاکہ ہمارے لوگوں کی جو ان کی ضروریات ہیں یا ان کے لیے ہم نے کوئی قانون سازی کرنی ہے۔ تو ہم اس اسمبلی میں کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ جو تجاویز میں نے پیش کی ہیں ان کے اوپر ضرور غور ہوگا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شکریہ۔ جناب خواجہ شیراز محمود صاحب۔ ڈاکٹر امجد صاحب۔

جناب امجد علی خان: شکریہ جناب سپیکر صاحب کہ آپ نے 2026-27 کے بجٹ پہ بحث کا موقع دیا۔ جناب سپیکر صاحب! 1947 سے لے کے آج تک ہم اپنی معیشت کو اس وجہ سے نہیں سنبھال سکے کیونکہ 1947ء میں جب ہمارا بٹوارا ہوا تھا، پاکستان بنا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے آج تک ہمیں حقیقی آزادی نہیں مل سکی کیونکہ ہم نے اپنی معیشت کو 1947، 1948 میں ہی مقروض معیشت بنایا۔

جناب سپیکر صاحب! یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب تک ایک ملک معاشی طور پہ آزاد نہیں ہوتا، تو وہ سماجی اور سیاسی طور پہ آزاد نہیں ہو سکتا۔ اور اسی حقیقت کو منطق بنا کے عالمی سامراج نے غلامی کا ایک نیا نظام جس کو colonialism کہتے ہیں اسی نظام کو رائج کیا۔ اور اسی نظام کا یہ اصول ہے کہ ایک ملک کی معیشت پہ آپ قبضہ کرو، اسی ملک پہ آپ کا قبضہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر صاحب! اسی نظام کو سمجھنے کے لیے سب سے بہترین کتابیں جو ہیں، جس میں انہوں نے خود یہ اعترافات کیے ہیں Confessions of an Economic Hit Man John Perkins کی لکھی ہوئی کتاب ہے جو اس نظام کا کارندہ تھا اور پھر آخر میں انہوں نے یہ اعترافات کیے کہ ہر ملک میں انہوں نے کیسے اس نظام کو لاگو کیا؟ اور ایک intellectual flavour کے لیے اگر کوئی کتاب پڑھنی ہے تو ایک بڑے معتبر مصنف کے Noam Chomsky کی کتاب ہے Profit over People جس میں بڑی تفصیل سے انہوں نے اس نظام کے متعلق لکھا ہے۔

جناب سپیکر صاحب! اس نظام میں طاقت کا سرچشمہ عوام نہیں بلکہ قرض دہندگان اور ان کے سرپہ جن کی سرپرستی ہوتی ہے، عالمی سامراج، اس نظام میں طاقت کا سرچشمہ وہی لوگ ہوتے ہیں۔ اس نظام میں فیصلے نیچے سے نہیں بلکہ فیصلے اوپر سے مسلط ہوتے ہیں اس نظام میں ایک ملک کے

حکمران اُسی عالمی سامراج کے تابع، فرمانبردار اور کارندے ہوتے ہیں۔ اگر ہم اِس بجٹ کو غور سے پڑھیں تو یہ اصل میں اُس نظام کا عکس، اُس نظام کی شکل اور اس نظام کا عملی مظہر ہے۔

جب ہم بجٹ شروع کرتے ہیں، نئے مالی سال کی شروعات کیلئے تو ہم نے اپنے ملک کو اتنا مقروض بنایا ہے، اور وہ بھی ایک عالمی سامراج کے ان کارندوں کی وجہ سے، کہ نئے مالی سال کی شروعات کے لیے ہمیں 8 کھرب روپے کا قرض لینا پڑتا ہے۔ اگر آپ دیکھیں تو 18 کھرب روپے کے بجٹ میں 90 فیصد، یعنی 16 کھرب، ہم صرف قرض دینے پر، دفاع پر، پنشن پر، بے نظیر انکم سپورٹ پر اور subsidies پر، جو سارے غیر ترقیاتی کام ہیں، اُن پر لگاتے ہیں۔ انسانی ترقی، نشوونما اور ترقیاتی کاموں کے لیے ہم نے بجٹ کا صرف 10 فیصد رکھا ہے۔ یہ اس کا مظہر ہے کہ ہمارا ملک خود فیصلے نہیں کرسکتا۔ ہمارے فیصلے اوپر سے آکر ہم پر مسلط ہوتے ہیں۔ یہ عوام کا بجٹ نہیں، یہ اصل میں عالمی سامراج کا بجٹ ہے۔ اور بجائے اس کے کہ ہم اس بجٹ کا دفاع کریں، ہم اس پر شرم کریں۔ یہ ان کے لیے شرم کا مقام ہے۔ ہماری ان preferences کی وجہ سے نتیجتاً اگر آپ پاکستان میں دیکھیں تو ہماری 11 کروڑ عوام غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہے۔ 7 فیصد لوگ بے روزگار ہیں۔ ہم اگر اسی GDP growth کو base بنا کر ہر سال 10 لاکھ جوان مارکیٹ میں بے روزگار چھوڑ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر ہم صحت کی بات کریں تو تقریباً ایک ارب روپے پاکستان کی عوام صحت کی مد میں اپنی جیب سے دیتی ہے۔ اگر تعلیم کی بات کریں تو ہمارے سکول جانیوالے 28 فیصد بچے سکول نہیں جاسکتے اور جو 50 فیصد سکول جاتے ہیں وہ نجی سکول میں صرف اسی وجہ سے پڑھتے ہیں کہ ہماری پبلک سکولز کی quality of education بدترین quality of education ہے۔۔ جب کوئی ملک ترقی کرتا ہے تو ترقی سے پہلے وہاں پر اچھی اچھی یونیورسٹیاں بنتی ہیں۔ انگلینڈ میں صنعتی انقلاب 1500ء میں آیا تھا، لیکن Oxford University برسوں پہلے 1200ء میں بن گئی تھی۔ امریکہ میں انقلاب 1776ء میں آیا تھا، لیکن Harvard University 1634 میں بن گئی تھی۔ اسی طرح روس کا انقلاب 1917ء میں آیا تھا، لیکن Imperial Moscow University 1755ء میں بنی تھی۔ ابھی اگر آپ چین کو دیکھیں China کی Tsinghua University 1911 میں بنی، اور اب چین ترقی کی اس نہج پر ہے کہ وہ دنیا کو آنکھیں دکھا سکتا ہے۔ آپ مجھے سارے پاکستان میں ایک ایسی یونیورسٹی دکھائیں جو عالمی معیار کے مطابق ہو یا عالمی لیول پر مقابلہ کرسکے؟ پاکستان میں ایسی کوئی یونیورسٹی نہیں ہے۔ یہاں rule of law اور law and order situation کا یہ حال ہے کہ ہر روز ہمارے 15 سے 20 بندے صرف اِسی وجہ سے مر رہے ہیں، وہ دہشت گردی یا conflict کی وجہ سے مر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ سوچنے کی باتیں ہیں اور یہ صرف اسی وجہ سے کہ ہماری معاشی preferences عوام کے لیے نہیں بلکہ خواص کے لیے ہیں۔ بات یہ نہیں ہے کہ ہم اس معیشت کو turn around نہیں کرسکتے۔ ہم turn around کرسکتے ہیں، لیکن اس کے لیے ہمیں ایسے فیصلے لینے ہوں گے جن سے ہم اپنے آقاؤں کو ناراض کریں اور اپنی عوام کو خوش کریں۔ ہم بین الاقوامی قرض دہندگان کی خواہشات کے برعکس اپنے

پاکستان کے لیے سوچیں۔ اگر آپ اس political landscape کو پرکھیں تو میرے خیال میں صرف ایک وہی بندہ ہے جو آج قید میں ہے، جو پاکستان کے لیے فیصلے کر سکتا ہے اور پاکستان کی معیشت کو بدل بھی سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنی کچھ تجاویز دوں گا جس سے ہماری معیشت بہتر ہو سکتی ہے، اور میں یہ امید رکھتا ہوں ہو سکتا ہے کہ یہاں پر سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمارے حکومتی ارکان یا حکومتی لوگ اس کو نوٹ بھی کریں گے۔ Lee Kuan Yew نے، جو ہماری حکمران پارٹی کے بڑوں کو سب سے زیادہ پسند ہیں، انہوں نے اُن کو 1992 میں دعوت دی تھی کہ آ کر ہمیں پاکستان کو بدلنے کا نسخہ بتا دیں۔ جب وہ آئے تو انہوں نے یہاں کا ڈیٹا پڑھا، figures دیکھیں، یہاں کے لوگوں کا سنا تو آخر میں انہوں نے سوال کیا کہ پاکستان کے ان حالات میں، بحیثیت حکمران، آپ کو نیند کیسے آتی ہے؟ میں بھی exactly وہی سوال اُن سے کر رہا ہوں۔ ان بدترین حالات میں، بحیثیت حکمران، آپ کیسے ہنس سکتے ہیں؟ آپ کو نیند کیسے آتی ہے؟ آپ یہ ذمہ داری کیوں نہیں لیتے جو آپ کو form 47 کی وجہ سے ملی ہے؟

جناب سپیکر صاحب! معیشت کو مضبوط کرنے کے لیے Lee Kuan Yew اپنی کتاب From Third World to First میں لکھتے ہیں کہ تین چیزیں بہت اہم ہیں، ایک امن، ایک سیاسی استحکام اور ایک rule of law۔ اب اگر ہم امن کی بات کریں تو Global Peace Index کے مطابق 143 ممالک میں سے پاکستان کا نمبر 130 ہے۔ اگر ہم political stability کی بات کریں تو World Bank کے political stability and absence of violence index میں سب سے نچلا اسکور 2.5- ہے، جس میں پاکستان 2.06- پر ہے، یعنی 190 مالک میں وہ بالکل آخر میں ہے۔ اگر ہم rule of law کی بات کریں تو 163 ممالک میں پاکستان کا نمبر 152 ہے۔ تو آپ کس طرح expect کر سکتے ہیں کہ لوگ یہاں invest کریں گے؟ آپ کیسے expect کر سکتے ہیں کہ International investors پاکستان میں آ کر کاروبار کریں گے؟ ان indexes کو دیکھ کر کوئی بھی بندہ پاکستان میں اپنے پیسے ضائع نہیں کرے گا، اور اوپر سے اگر آپ کاروباری بندوں پر 60 فیصد ٹیکس بھی لگائیں industrialist کے اوپر تو پھر کون آئے گا؟

اگر ہم rule of law کی بات کریں تو پاکستان کی سب سے بڑی پارٹی پاکستان تحریک انصاف کے قائد عمران خان صرف اسی وجہ سے جیل میں ہیں اور ناحق جیل میں ہیں اور اُن پر political motivated cases بنے ہوئے ہیں۔ اسی ایوان کے علی وزیر کی اگر ہم بات نہ کریں تو میرے خیال میں یہ زیادتی ہوگی، اگر ہم ماہ رنگ بلوچ اور منظور پشتین کی بات نہ کریں تو یہ بھی زیادتی ہوگی۔

اس کے ساتھ ہمارے سوات کے مراد سعید، جو پاکستانی شہری ہوتے ہوئے بھی پاکستان میں اپنا چہرہ نہیں دکھا سکتے۔ جب تک ہم rule of law، یعنی قانون کی حکمرانی کو یقینی نہیں بناتے، پاکستان اور پاکستان کی معیشت کا حال اسی طرح رہے گا۔

جناب سپیکر! ایک اور بہت ضروری بات ہے۔ ہم نے اگر معیشت کو ٹھیک کرنا ہے تو ہمیں regional economy پر focus کرنا ہوگا۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ اگر ہم صحیح طریقے سے اپنے potential کو tap کریں تو ایران، چین، انڈیا اور افغانستان کے ساتھ تجارت میں ہم

ایک سال میں27000ارب ڈالر کی تجارت کر سکتے ہیں۔یہ figure میں خود سے نہیں بتا رہا،یہ World Bank کی رپورٹ ہے۔پاکستان کے اندر اگر ہم دیکھیں تو یہاں لوگوں نے اجارہ داریاں بنا رکھی ہیںsugar cartels, fertilizer cartels جناب سپیکر! اگر ہم نے اپنی معیشت کو ٹھیک کرنا ہے تو ہمیں یہ اجارہ داری ختم کرنی ہو گی ۔ جناب سپیکر! ایک اور بہت ضروری بات جس طرح میں نے پہلے بجٹ کے overviewمیں کہا کہ جب تک ہم ترقیاتی بجٹ کو بڑھاتے نہیں ہیں اور جب تک ہم اس پر focus نہیں کریں گے تب تک ہم معیشت کو بڑھاوا نہیں دے سکتے۔انہوں نے عجیب قسم کا ایک شوشا چھوڑا ہے کہ cooperative federalism جس میں صوبوں کے پیسے وفاق میں لگیں گے۔ اگرcooperative federalism کے متعلق آپ نے فیصلہ کرنا ہے تو ہونا یہ چاہیئے کہ وفاق سے پیسے لے کر صوبوں کو دیں۔ خیبر پختونخوا کے لوگوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ 5000ارب کا قرض آپ پر رہتا ہے جب تک وہ قرض آپ نہیں دیں گے تو ہماری طرف سے آپ کے ساتھ کوئی cooperation نہیں ہو گی ۔ جناب سپیکر! آخر میں میں مالاکنڈ ڈویژن اور اپنے حلقے کی بات کروں گا اور اس سے پہلے very importantکی اگر ہم بات نہ کریں تو میرے خیال میں زیادتی ہو گی۔ corruption

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب جب آپ ادھر چل کر آئے آپ نے مجھے ایک حکم فرمایا ہے اس پر میں نے عمل کیا ہے اور اب آپ بھی عمل کریں جو آپ نے وعدہ کیا ہے۔اس طرح نہ کریں۔اس وعدے پر قائم رہیں۔Wind up کریں۔

جناب امجد علی خان: کرپشن پر اگر ہم بات نہ کریں تو میرے خیال میں زیادتی ہے۔IMFکی reportکے مطابق5300ارب روپے کی پاکستان میں کرپشن ہوئی ہے۔ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین صاحب یہاں پر بیٹھے ہیں ہم ایک collective able money ہیں صرف Public Accounts Committee کے پاس تقریباً5400ارب بنتے ہیں اور کل ملا کر10ہزار سے اوپر یہ figureبنتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ،آپ نے ہمارے ساتھ کیا وعدہ کیا تھا۔نہیں اس طرح نہیں ہو گا۔ناز بلوچ صاحبہ۔ڈاکٹر صاحب جو آپ نے کہا تھا اس سے بھی زیادہ ٹائم دیا۔اس طرح نہ کریں۔ادھر خود آ کر کہہ کر گئے ہیں کہ مجھے اتنا ٹائم دیں اور میں نے uninterruptedآپ کو وہ ٹائم دیا ہے اس سے بھی ڈیڑھ منٹ زیادہ بول گئے ہیں۔ناز بلوچ صاحبہ ایک سیکنڈ تشریف رکھیں۔30 سیکنڈ ڈاکٹر صاحب۔

جناب امجد علی خان: جناب سپیکر صاحب! مالاکنڈ ڈویژن پر ٹیکس لاگو کرنے کی بات ہو رہی ہے۔Tax exemptionہمیں اسی وجہ سے ملا تھا اور ہمیںspecial statusدیا گیا تھا۔تو ہم کسی صورت اس ٹیکس کو نہیں مانیں گے اور ہم بھرپور مخالفت کریں اور ساتھ میں کلام روڈ2 سال کی محنت کے بعد آخر حکومت نے یہ حامی بھری ہے کہ وہ کلام کی وہ سڑک بنائیں گے جس پر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ بھی میں ان کو کہوں گا کہ گیس کے بہت سے نامکمل منصوبے ہیں جو یہ مکمل کر سکتے ہیں۔آخر میں ایک شعر ہے۔(پشتو)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ،ناز بلوچ صاحبہ۔

محترمہ ناز بلوچ: شکریہ جناب سپیکر، سب سے پہلے تو میں مبارک باد پیش کرتی ہوں Field Marshal Asim Munir صاحب کو، صدرِ مملکت، Asif Ali Zardari صاحب کو اور Prime Minister صاحب کو کہ ایک مشکل دور میں، ایک ایسے وقت میں جب دنیا عالمی جنگ کی لپیٹ میں جا رہی تھی، ایسے میں امن معاہدے اور ثالثی کا جو کردار ادا کیا، اور اس میں جو فتح پاکستان کو ہوئی ہے، اس کے اوپر بالکل مبارک باد پیش کرتی ہوں۔

سپیکر صاحب! بجٹ پر تقریر ہم کریں گے، اس کے اوپر مجھے موقع definitely تھوڑا زیادہ ہی دیجیئے گا۔ میں کل جو یہاں پر گفتگو ہوئی، ہمارے کچھ اراکین ہیں کراچی سے، کچھ MQM کے ممبران ہیں، جنہوں نے کل یہاں پر کچھ باتیں کیں، ان کا میں جواب دینا چاہتی ہوں۔ سپیکر صاحب! ہونا تو یہ چاہیئے کہ یہ بجٹ کا جو Session ہوتا ہے، اس میں ہم بجٹ کے اوپر زیادہ تبصرہ کرتے ہیں۔ اس میں ہم کوئی اور ایسے issues پر تبصرہ کرتے ہیں جو یہ ایوان address کر سکتا ہے۔ اگر سندھ کا اتنا ہی درد ہے اور کراچی کا اتنا ہی دکھ ہے، تو پھر ہونا یہ چاہیئے تھا کہ پہلے دن جو بجٹ کی تقریر میں Pakistan People's Party کے اراکین 1991 کے Accord کے مطابق پانی کا حق demand کر رہے تھے، تو اس میں ہمارے ساتھ آ کے احتجاج کرتے، protest کرتے، کہتے سندھ کو پانی دیں، لیکن وہ تو نہیں کرنا۔

تو اگر صرف سیاست کرنی ہے، point scoring کرنی ہے، تو چلیں آیئے۔ آپ کو اگر ایسا ہی منظور ہے تو ٹھیک ہے۔ تو پھر مجھے یہ بتا دیجیئے، میں زیادہ تو نہیں کروں گی کیونکہ آگے خود ہی الجھے ہوئے ہیں، اپنی الجھنوں کو خود ہی سلجھا دیں تو اچھا ہو گا۔ وہ کہتے ہیں نا کہ:

آپ اپنی اداؤں پر ذرا غور کیجیئے
ہم عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

آج کل تو خود ہی لگے ہوئے ہیں ایک دوسرے کے اوپر تنقید کرنے میں۔ تو میں یہ سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔ میں ایک Karachiite ہو کے، سپیکر صاحب آپ کی توجہ چاہتی ہوں، کیا میں ایک کراچی کی ہو کے، born and raised Karachiite ہو کے، ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے کراچی میں جنم لیا، تعلیم حاصل کی، ہمارے والدین کراچی میں ہیں، ہماری families، آباؤ اجداد کراچی شہر میں رہتے ہیں، ہماری فیملیوں کی قبریں کراچی کے اندر ہیں، ہم بھی اتنے ہی Karachiite ہیں جتنے آپ ہیں، جتنا کراچی میں بسنے والا ایک پشتون ہے، جتنا کراچی میں بسنے والا ایک بلوچ ہے، پنجابی ہے، جو کراچی میں بستا ہے وہ Karachiite ہے۔

لیکن آپ نے لسانیت کے نام پر جو بیج بویا، تو آپ مجھے بتایئے، کیا میں بھول جاؤں کہ 1988 سے 1992ء تک Mayor Karachi کون تھے؟ کیا میں یہ بھول جاؤں کہ 2005ء سے 2010ء تک Mayor Karachi کون تھے؟ کیا میں یہ بھول جاؤں کہ 2016 سے 2020 تک Mayor Karachi کون تھے؟ اور میں یہ بھی بھول جاؤں کہ Pervez Musharraf کے دورِ حکومت میں سیاہ و سفید کے مالک کون تھے؟ کیا میں یہ بھی بھول جاؤں کہ ایک call رات کے 2 بجے آتی تھی کہ کراچی کو بند کر دیا جائے، اور پھر کراچی جو پاکستان کی معیشت کا

hub % 70 ہے،اس کو آناًفاناً switch on اور switch off کر دیا جاتا تھا؟ کیا میں یہ بھی بھول جاؤں کہ ایک ہڑتال کے نام پر سینکڑوں بے گناہ نوجوانوں کی جانیں لے لی جاتی تھیں؟ کیا میں target killing ، بھتہ خوری بھول جاؤں؟ کیا میں ghost employees بھول جاؤں؟ کیا میں بھول جاؤں کہ Water Board کے اندر جو ghost employees stuffed کیے گئے، جن کی وجہ سے Water Board کی ناقص کارکردگی کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

کیا میں Baldia سانحہ بھول جاؤں؟ کیا میں بھول جاؤں کہ آپ نے خوف وہراس کا عالم کیا ہوا تھا؟ کراچی کا بچہ بچہ آپ کے نام سے ڈرتا تھا۔ تو آج اگر وہ خوف کے بادل چھٹے ہیں، Pakistan People's Party امن کا گہوارہ بنا کر کراچی کو سب کو ساتھ لے کے چل رہی ہے، اور ہم تو وفاق کی امنگ ہیں۔ ہم صرف لسانیت پر بات نہیں کرتے۔ ہم کراچی سے لے کر Gilgit-Baltistan تک، Pakistan People's Party کا پرچم، پاکستان کے پرچم کے ساتھ بلند ہوتا ہے۔ لہٰذا ہمارا مقابلہ ان سے نہیں ہے۔ آپ اپنے آپ میں الجھے رہے ہیں۔ یہ تو چند باتیں تھیں، میں نے کہا گوش گزار کرا دوں، شاید بھول گئے ہوں گے۔

سپیکر صاحب! آیئے اب ہم بجٹ کی بات کرتے ہیں۔ تو سپیکر صاحب، بجٹ جب آتا ہے تو عوام کے دل میں ایک جستجو ہوتی ہے، اور جب ہم ایسے public person لوگوں میں گھومتے پھرتے ہیں تو لوگ ہم سے سوال پوچھتے ہیں، کیا یہ بجٹ ہمارے لیے relief لائے گا؟ کیا اس بجٹ میں ہمارے لیے کوئی چیزیں سستی ہوں گی؟ مہنگائی میں کمی ہوگی؟ لیکن سپیکر صاحب، ہم ان کو ایک جھوٹا دلاسہ دیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جی حالات اچھے ہو جائیں گے، لیکن سپیکر صاحب حقیقت تو کچھ اور ہے۔ جو بجٹ ہمیں یہاں تقریروں میں سنائی دیتا ہے، وہ کچھ اور سنہرے الفاظ ہوتے ہیں، لیکن حقیقت میں یہ ہے کہ پاکستان کو اس وقت درپیش دو سب سے خطرناک challenges ہیں۔ وہ سب سے important اور خوفناک challenges ہیں۔ اس میں سب سے بڑا ہمارا challenge ہے موسمیاتی تبدیلی کا، Climate Change کا challenge ہے۔

ہر آنے والا سال گزشتہ سال سے زیادہ خوفناک، زیادہ خطرناک ہوتا ہے، قیمتی انسانوں جانوں، مویشیوں، زراعت کو تباہ کر دیتا ہے اور لوگوں کی جانیں لے لیتا ہے۔ ہم پھر 25 سال پیچھے چلے جاتے ہیں۔ اس وقت ہمارا کسان پریشان ہے اور زراعت متاثر ہے اور ہمیں food in security کے خدشات ہیں۔ Climate change کا بہت بڑا خطرہ ہمارے سر پر منڈلا رہا ہے۔ پاکستان ساڑھے سات ہزار گلیشیرز کا گھر ہے۔ اگر دنیا میں کوئی تیسرا پول ہوتا تو that would have been Pakistan لیکن عوام سے جو climate levy چارج کی جاتی ہے، ایک لیٹر پیٹرول پر اڑھائی روپے climate levy دنیا میں نہیں لی جاتی لیکن موٹر سائیکل والے سے لے رہے ہیں جو ایک لیٹر پیٹرول کس طرح ڈلواتا ہے، لیکن وہ بھی climate levy ادا کر رہا ہے۔ My question is ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ گزشتہ سال 37 بلین روپے climate levy کی مد میں achieve کیے گئے ہیں، تو یہ پیسہ کہاں گیا؟ Climate crisis کو combat کرنے کے لیے استعمال ہو رہا ہے؟ یہ جو پیسہ climate levy کی مد میں عوام سے لیا جا رہا ہے، کیا یہ پیسہ climate action پر استعمال ہو رہا ہے یا قومی خزانے میں جا کر غائب ہو رہا ہے؟ اب کہا جا رہا ہے

کہ climate levy کا ٹارگٹ 52 بلین ہے۔ میرا سوال ہے کہ ہمیں بتایا جائے کہ یہ جو climate action کے نام پر آپ عوام سے پیسہ لے رہے ہیں، یہ پیسہ کس مد میں خرچ ہو رہا ہے؟ اس کے بعد آئی ٹی سیکٹر کی بات کروں گی۔

سپیکر صاحب! دوسرا اہم خطرہ AI کا ہے۔ AI ٹیکنالوجی کو دنیا productive انداز میں استعمال کر رہی ہے۔ ہم نے چونکہ آئی ٹی سیکٹر میں invest نہیں کیا، لہٰذا ہم نے صرف ٹک ٹاکر بنا دیے ہیں اور ہم اسی میں خوش ہو رہے ہیں کہ ہمارا نوجوان ٹک ٹاکر بن گیا ہے۔ ہمیں AI کو متعارف کرا کے نوجوان کو تعلیم سے آراستہ کرنا ہے کہ وہ دنیا کا مقابلہ کر سکے۔ مگر surprisingly IT Sector میں 5.2 billion allocate کیے گئے ہیں to train 120,000 youth in IT related fields، تو اس میں میں جاننا چاہتی ہوں کہ اس میں breakdown کیا ہے، سندھ، پنجاب، بلوچستان، KP کو اگر آپ division کریں، تو یہ میرے خیال میں، ہزاروں تک بات جا رہی ہے۔ ہمارے لاکھوں نوجوان بے روزگار ہیں، ہماری growth اس سے affect ہو رہی ہے۔ ہم نے کہا ہے کہ growth ہماری اتنی زیادہ نہیں ہونے والی، expected target ہمارا کم ہے۔ اگر ہم نوجوانوں کو IT، جو دنیا کا مقابلہ کر رہی ہے، دنیا robotics کی طرف جا رہی ہے اور آنے والے پانچ سال کے بعد دنیا کا تقریباً ستر فیصد کام work at home, online ہو گا اور all AI technology کے ذریعے ہو گا۔ Human resource کی ضرورت ہی نہیں ہو گی۔ کیا ہم لوگوں کو train کر رہے ہیں دنیا سے مقابلہ کرنے کے لیے۔

سپیکر صاحب! دوسری بات میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پاکستان میں غربت کی سرکاری حد کا جو متعین کیا گیا ہے، وہ 8,482 روپے ہے۔ یعنی کہ پاکستان میں ساڑھے آٹھ ہزار روپے سے کم کمانے والا شخص غریب ہے اور اس سے اوپر جو کمائے گا، ساڑھے آٹھ ہزار سات سو، تو وہ غریب نہیں ہو گا۔ اب مجھے یہ بتائیے کہ ایک گھر میں اگر صرف 39 unit بجلی استعمال ہوتی ہے اور میرے پاس یہ bills موجود ہیں، 39 unit، اگر بجلی 40 unit بھی استعمال نہیں ہوتی، تو 6 ہزار روپے بجلی کا bill آرہا ہے، کیونکہ پہلے تو بجلی استعمال کرنے پہ bill آتا تھا، اب تو meter لگنے پر bill آرہا ہے۔ پانچ ہزار آپ کے جو fixed charges ہیں، جو مختلف مد میں آپ عوام سے وصول کر رہے ہیں، یہ fixed charges عوام دے نہیں سکتی۔ آپ مجھے بتائیے، electricity کے bill میں GST, electricity duty, fuel cost، پھر اس کے بعد financing surcharge, TV license fee، یعنی کہ جس کے گھر میں اگر ایک لائٹ اور پنکھا چل رہا ہے، وہ بھی آپ کو TV license fee دے رہا ہے، fixed charges, capacity charges، اور high tariff کے باوجود آپ کا circular debt جوں کا توں نہیں بلکہ وہ بڑھتا جا رہا ہے۔ The question arises. So where is the money going? اگر عوام بجلی کی load shedding سے پریشان ہیں، وہ solar کی طرف جاتے ہیں، تو آئے دن آپ ایک نئی خبر چھوڑ دیتے ہیں کہ solar میں 18 percent tax، نجانے کتنے percent tax، تو لوگ خوفزدہ ہو چکے ہیں۔ Market میں ایک negative sentiment جا چکا ہے کہ اگر لوگ solar بھی لگائیں گے، تو کل کو آپ tax لگا دیتے ہیں، تو عوام پھر پریشان۔ خدارا اتنا burden عوام پہ نہ ڈالیں۔

بالخصوص میں کراچی کی اگر بات کروں، تو اس وقت لوگ load shedding سے پریشان ہیں۔ ہم حلقوں میں جا نہیں سکتے، ہم اپنے حلقوں میں جاتے ہیں تو لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ نہ gas ہے، ہم دو روٹی نہیں بنا سکتے۔ عوام کہتی ہے، نہ بجلی ہے، نہ gas ہے، نہ پانی ہے، تو عوام جائے تو جائے کہاں؟ ان ایوانوں میں بیٹھ کے ہم صرف thumping کرنے کے لیے تو نہیں ہیں۔ ہمارے یہ جو grievances ہیں، ان کو address ہونا چاہیئے اور ان کو حل ہونا چاہیئے۔ آپ مجھے یہ بتائیے کہ ساڑھے آٹھ ہزار روپے کا تعین کیا ہے، آپ نے سرکاری rate لگایا ہے کہ اتنی آمدن تک غریب ہے، اس سے اوپر نہیں ہیں، تو جو شخص 9 ہزار روپے بھی اگر کمار ہا ہو گا مہینے کا، وہ 6 ہزار روپے بجلی کا bill دیتا ہے، تو وہ 3 ہزار روپے میں 370 روپے کا ایک لیٹر petrol ڈالے گا، تو وہ روٹی کہاں سے کھائے گا؟ وہ دوائیاں کہاں سے لے گا؟ وہ اپنے بچوں کے پاؤں کی جوتی کہاں سے لے گا؟ کیا اس کا حق صرف یہ ہے کہ وہ ہوا کے اوپر گزارا کرے؟ اس کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں ہو گی، تو وہ کہاں جائے گا؟ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ جو finance میں بیٹھ کر ایسی Budgeting ہوتی ہے اور جو 9 to 10 thousand روپے کمانے والا شخص ہے، اس پہ مزید آپ tax ڈال دیتے ہیں، جو already tax کے burden میں دبا ہوا ہے۔

میں تو حیران ہوں کہ البیرونی، الخوارزمی یا Pythagoras, these are all mathematicians, these are all mathematicians، انہوں نے ہمیں سکھایا۔ یہ تو سوچ رہے ہوں گے، سر پیٹ رہے ہوں گے کہ ہم نے تو کہا تھا two plus two is equal to four، لیکن یہاں پہ کہا جا رہا ہے کہ آپ 8 to 9 ہزار روپے کما رہے ہیں، اور اس کے بعد آپ غریب نہیں ہیں۔ ایک تو غربت کی definition کو improve کیا جائے، تاکہ عوام کو پتا تو چلے کہ کون سی luxury چیز 8 ہزار روپے میں استعمال کر سکتے ہیں اور وہ حاصل کر سکتے ہیں۔

سپیکر صاحب! ہمارا سب سے بڑا ہے stunted growth کا ہے۔ 40 percent of children in Pakistan are malnourished، تو stunted growth ہمارا بہت بڑا issue ہے، food insecurity ہمارا بہت بڑا issue ہے۔ ان چیزوں کو address کرنے کے لیے I think we need to focus on this. More than one third of the children of school-going age are out of school. So these are alarming facts and we need to address these, we need to work out on these. 85 percent of the youth in Pakistan who are doing jobs are doing informal jobs with no social protection, they and they do not have any job security. Over a stroke of a pen they are fired, have no job security.

ان چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے، IT Minister بھی بیٹھی ہیں، I would humbly request and suggest her to please IT sector کے اوپر زیادہ سے زیادہ focus کریں۔ آنے والا دور IT کا ہے۔ اس کے علاوہ آپ مجھے بتائیے کہ جو

circular debt, it is 1.8 to 1.9 trillion despite I repeated, the tariff اس کا، ہےpower sector has been increased regularly. پھر آپ کا total energy کا debt 5.2 trillion ہے۔ان سب چیزوں کا بوجھ براہِ راست دوبارہ عوام کو لگ رہا ہے اور عوام کی اب بس ہو چکی ہے، اب عوام مزید برداشت نہیں کر سکتی۔ خدارا یا تو آپ alternate energy کی طرف جائیں، یا آپ green energy کی طرف جائیں، یا آپ وہ programmes لے کر آئیں جس سے عوام کو سستی بجلی میسر ہو، یا آپ عوام کے اوپر یہ جو tax ڈالتے ہیں اور جو load shedding کی بھرمار ہے اور پھر افسوس کے ساتھ جب ہم سوال اٹھاتے ہیں، تو آگے سے Minister صاحب سے ہمیں جواب آتا ہے کہ بجلی چوری ہو رہی ہے۔

ہم endorse نہیں کرتے بجلی چوری کو، ہم کہتے ہیں line losses recover ہونے چاہئیں، ہم کہتے ہیں کہ بجلی کا bill دینا چاہیئے، لیکن عوام کی برداشت میں تو بجلی کا bill ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ آمدنی اٹھنی، خرچہ روپیہ، یہ تو سنا تھا، لیکن اب تو آمدنی چونی، خرچہ ہزار روپے، تو کہاں سے عوام پورا کرے گی اس burden کو؟ So, these are very strange and alarming facts that one needs to really work on. اور inflation جو ہے، اس میں according to the government, 8% to 12% inflation میں اضافہ ہو رہا ہے، جبکہ salary میں اضافہ آپ نے 7% کیا ہے۔ I'll just wind it up.

سپیکر صاحب! میں 2 گزارشات رکھنا چاہتی ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ خدارا load shedding میں کمی کی جائے، لوگوں کو اس عذاب اور مشکل سے باہر نکالا جائے۔ Gas کی جو بندش ہے یہ صوبہ سندھ جو ہے، یہ گیس produce کرتا ہے، بلوچستان گیس produce کرتا ہے، لیکن لوگ لکڑیوں پر کھانا بنانے پر مجبور ہو گئے ہیں، لوگ سلنڈر استعمال کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ یہ خواتین کے ساتھ نہیں ہونا چاہیئے، یہ households کے ساتھ نہیں ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر! دوسری ایک بات میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ نیشنل اسمبلی کے جو staff ہیں، ان کو براہِ مہربانی honorarium دیا جائے، اور جو lift operators ہیں ان کو contract پر رکھا گیا ہے 38000 روپے پر، اور یہاں کے lift operators جو contract پر کام کر رہے ہیں وہ بیچارے تین ماہ کی تنخواہ سے محروم ہیں۔ آخر میں last but not the least میں کچھ الفاظ جو ہے وہ پڑھنا چاہ رہی ہوں اگر آپ اجازت دیں۔ یہ فاطمہ ثریا بجیا کے الفاظ ہیں اور یہ میں ایوان کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں۔ فاطمہ ثریا بجیا کہتی ہیں:

سنا ہے جنگلوں کا بھی کوئی دستور ہوتا ہے
شیر کا پیٹ بھر جائے تو وہ حملہ نہیں کرتا
درختوں کی گھنی چھاؤں میں لیٹ جاتا ہے

کہیں تو طوفان آجائے، کوئی پل ٹوٹ جائے تو

کسی لکڑی کے تختے پر سانپ، گلہری، بکری اور چیتا ساتھ ہوتے ہیں

سنا ہے جنگلوں کا بھی کوئی دستور ہوتا ہے

شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، چوہدری ریاض الحق صاحب۔

جناب ریاض الحق: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ بہت شکریہ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اس ایوان کے تمام ممبران کو، وزیراعظم پاکستان میاں محمد شہباز شریف صاحب کو، فیلڈ مارشل سید عاصم منیر صاحب کو، وزیر خارجہ اسحاق ڈار صاحب کو، وزیر داخلہ محسن نقوی صاحب کو، افواج پاکستان کو اور سب سے بڑھ کر بالخصوص پاکستانی عوام کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ گزشتہ دنوں ایران امریکہ معاملے پر اس پاک پروردگار نے جس عزت سے پاکستان کو نوازا ہے اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ میں شکر بجالاتا ہوں اس پاک پروردگار کے حضور اور دعا گو ہوں کہ اللہ کی ذات میرے اس وطن کو، میری اس مٹی کو، میرے اس ملک کو ایسی ہزاروں کامیابیوں اور عزتوں سے نوازے۔ بہت شکریہ جناب سپیکر! بجٹ 2026-27 میں اٹھارہ ہزار سات سوارب روپے کے اس بجٹ میں growth rate 4% کے ساتھ پندرہ ہزار دو سوارب روپے کا ٹیکس تخمینہ لگایا گیا ہے، جسے میں ذاتی طور پر over ambitious سمجھتا ہوں۔ تھوڑا سا ambitious ہے۔ لیکن اس میں سب سے اچھی چیز جو پچھلے دس سال یا پندرہ سال میں میں نے نہیں دیکھی، وہ اس بجٹ میں reflect ہے، وہ direct taxation کی صورت میں سات ہزار چھ سو تیرہ ارب روپے اور indirect taxation کی صورت میں سات ہزار 651 ارب روپے ہیں۔

ان کی جو percentage value ہے plus minus 50/50 ہے جو پچھلے بجٹ میں 41 اور 51 تھی، اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا تناسب ہے جس سے عام آدمی پر بوجھ کم ہوگا۔ دعا گو بھی ہوں اور امید بھی رکھتا ہوں کہ یہ اسی تناسب کے ساتھ اہداف حاصل کیے جائیں گے۔ Indirect taxation میں جناب سپیکر! دو چیزیں جو پریشان کن ہیں وہ ایک ہزار چھ سوارب روپے کا petroleum levy اور 17000 million کی windfall levy crude oil ہے۔ ان دونوں Items کو میری تجویز ہوگی کہ اگر کسی اور avenue میں adjust کر لیا جائے تو یہ عام آدمی کے لیے ایک بہت بڑا relief ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو targets رکھے گئے ہیں وہ موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے کہ crude oil کی جو اس وقت مارکیٹ ہے وہ 82، 83 ڈالر پر ہے، یہ مستقبل میں 55 سے 60 کے درمیان آسکتی ہے، جس سے تیل کی قیمتیں بھی کم ہوں گی۔ لیکن اس کے باوجود یہ ایک بہت بڑی amount ہے، اگر اس کو کسی اور سیکٹر میں adjust کیا جا سکتا تو زیادہ بہتر ہوگا۔

اس بجٹ میں دو تین چیزیں بہت بہتر ہیں۔ 4% growth اس میں تجویز کی گئی ہے۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ پچھلے دو بجٹ کے مقابلے میں یہ زیادہ بہتر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ stability کے ساتھ ساتھ اس میں تھوڑی سی growth بھی رکھی گئی ہے۔ وہ تھوڑی ہے لیکن

پھر بھی growth کے لیے کوشش کی گئی ہے۔ Super tax کی مد میں جو 500 million کی چھوٹ ہے اس میں 500 million سے اوپر 8% تجویز کیا گیا ہے۔ اس سے کم از کم جو investment ہے اس میں تھوڑی بہتری آئے گی۔

Salary class کی slab بھی ایک اچھا قدم ہے، اس کو readjust کیا گیا ہے۔ 7 فیصد اس میں increase کیا گیا ہے جو plus minus 15% to 18% کا effect آئے گا۔ یہ ایک بہت اچھی چیز ہے salaried class کے لیے، construction کے لیے اور real estate کے لیے قابل ذکر اور قابل ستائش ہے جناب سپیکر! جس سے یہ business چلے گا، Fixed tax کی صورت میں ایک فیصد تجویز کیا گیا ہے جو میرے نزدیک بڑی amount ہے۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ ایک بہت بڑی تعداد جو tax evasion ہے، اسے ختم کرنے میں کامیابی ملے گی۔ لیکن اگر اسی ٹیکس کو 0.5% کیا جائے، آدھا کیا جائے، تو اس میں ہمارا target 60 billion روپے کا ہے وہ آسانی سے achieve ہو سکے گا۔ زیادہ tax net بڑھے گا تو زیادہ بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر! 4% growth rate اس وطنِ عزیز کے لیے ہر گز قابل قبول نہیں ہے، خاص طور پر اس صورت میں جب 2.55% آپ کی population growth rate ہو۔ 4% growth rate کے ساتھ یہ خود کشی ہو گی۔ ہمیں کم از کم 6.5% to 7% پر جانا چاہیے۔ ماضی میں بھی آپ نے دیکھا کہ جب ہم نے growth rate, bleeding start کی accelerate ہو گئی، اس کے لیے جو سب سے بہترین جناب سپیکر! اس وقت کی ضرورت ہے وہ micro level economics کو stable کرنے کی ضرورت ہے ہمارا ہمیشہ current account deficit کی بات کرتے ہیں، ہمیشہ جو بات کرنی چاہیئے وہ trade deficit کی ہے۔ اگر ہماری export 32 billion ہے تو import 67 to 68 billion ہے۔ اس میں دو طریقے ہو سکتے ہیں، یا تو ہم اپنی export بڑھائیں، آپ نے دیکھا کہ جیسے ہی ہم نے export بڑھائی، import اس سے double بڑھ گئی۔ اس میں دو چیزیں ہیں، import کو کم کیسے کیا جا سکتا ہے۔ جناب سپیکر! میری تجویز ہو گی کہ جو بھی چیز باہر سے import کی جاتی ہے وہ مخصوص HS code کے تحت آتی ہے۔ ہر HS code کو monitor کیا جائے، اور ہر وہ code جس کی یہاں پر local production موجود ہے، اس کو سہولت دینے کے ساتھ ساتھ اس کی import کو regulatory duty یا دیگر طریقوں سے control کیا جائے۔ تاکہ ہماری local production بہتر ہو سکے اور کم از کم ہمیں تین سے چار بلین ڈالر کی saving حاصل ہو۔ اس سے ہماری bleeding کم ہو گی اور ہم growth کی طرف بہتر طریقے سے جا سکیں گے۔

جناب سپیکر! زراعت پر پچھلے تین چار دنوں میں اس House میں بہت بات ہوئی ہے۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ یہ ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے اور یہ ثابت ہوا 2020-21 کے کرونا میں، ہمیں اس میں جتنی stability نظر آئی، جتنی اس ملک کو اس نے back up دیا، اس کی مثال

نہیں۔اس وقت input بہت مہنگا ہے، DAP 17ہزار روپے اور یوریا ساڑھے چار ہزار روپے تک پہنچ چکی ہے، جبکہ commodity prices بہت کم ہیں۔

جناب سپیکر! جس شہر سے میں تعلق رکھتا ہوں، ہماری دو بڑی crops ہیں potato اور maize اس وقت ایک کروڑ آٹھ لاکھ کی production ہے اور ہماری آلو کی 65 لاکھ metric ton consumption ہے۔ جس کی وجہ سے مارکیٹ collapse کر گئی اور کم از کم 20 ارب روپے کا نقصان کسانوں کو ہوا۔ جناب سپیکر! اس سے بچنے کا اس وطن عزیز میں crop zoning ایک واحد حل ہے، اپنی consumption اور production کو مد نظر رکھتے ہوئے میری تجویز ہے کہ crop zoning کی جائے۔ یہ devolved subject ہے اسے وفاق کو واپس لے لینا چاہیئے تاکہ crop zoning کی جا سکے۔ ہم 12 billion dollar کی زرعی اجناس ہر سال import کرتے ہیں۔ آپ crop zoning کر لیں، آپ کا کسان بھی خوشحال ہو جائے گا اور اس میں کوئی دورائے نہیں جناب سپیکر! جب آپ کا کسان خوشحال ہوتا ہے تو آپ کی مارکیٹیں چلتی ہیں، آپ کے بازار چلتے ہیں، آپ کا کاروباری زندگی چلتا ہے

اور جب کسان خوشحال نہیں ہوتا، تکلیف میں ہوتا ہے۔ اسی طرح ہُو کا عالم ہوتا ہے، آج کل آپ مارکیٹوں میں دیکھ رہے ہیں۔ اس کے لیے crop zoning کے حوالے سے جس طرح میں نے ابھی مثال پیش کی، میں نے عرض کی کہ میرے شہر میں ہم central Punjab سے تعلق رکھتے ہیں تو maize اور potato ہماری crop ہے۔ سات سے ساڑھے سات لاکھ ایکڑ کی crop ہماری consumption کے لیے کافی ہے۔ اور اس سال یہ ساڑھے تیرہ لاکھ کی ہماری یہ sowing تھی جس وجہ سے مارکیٹ collapse ہوئی۔ اگر یہی ہم crop zoning کی ہوتی تو مارکیٹ میں اس کا rate بھی stable رہتا اور کسان کو اس کا نقصان بھی نہ اُٹھانا پڑتا۔

جناب سپیکر! دوسرا Green Initiative Pakistan ایک بہت اچھا قدم ہے۔ لیکن Water Reservoir بنانا بہت ضروری ہے۔ کچھی کنال پروجیکٹس ابھی کل سردار صاحب نے بھی اس پہ بات کی۔ اس کا phase one مکمل ہے۔ 80 ارب سے ہم نے phase one مکمل کیا۔ 72 ہزار ایکڑ اس میں آباد ہوا۔ Phase two کی جو price ہے وہ 100 ارب روپے ہے۔ جو قیمت ادا کرنی پڑے گی اور ڈھائی لاکھ ایکڑ ڈیرہ بگٹی سے جھل مگسی تک یہ نیا آباد کرے گا جناب سپیکر۔ اور یہ وہ رقبہ ہے جناب سپیکر! جو آپ کا white gold پیدا کرے گا۔

وطن عزیز میں ایک وقت تھا 2014-15 میں جب ڈیڑھ کروڑ bale کسان نے پیدا کی تھی اس ملک میں کپاس کی۔ تو اب یہ کم ہو کے آگئی ہے 40 لاکھ پہ، 50 لاکھ پہ۔ اگر ہم اس رقبے کو آباد کر لیں، یہ Egyptian cotton, American cotton سے اچھی quality کی چونکہ وہاں پہ temperature بہت high ہے fifty plus temperature ہے، 6000 cusec اس نہر کو مکمل کر لیا جائے۔ تو ہماری کوئی 40 سے 50 لاکھ bale اسی area سے آئے گی اور گندم کی پیداوار اس سے علیحدہ ہو گی۔

آپ یقین مانیے جناب سپیکر! Return of Investment (ROI)اس کا20 percent ہے۔ مطلب صرف پانچ سال میں یہ نہر اگر ہم بناتے ہیں تو اپنا return کر دے گی قومی خزانے کو اور وہاں پہ خوشحالی اس سے علیحدہ آئے گی۔

جناب سپیکر! دوسری بات کسان کے حوالے سے، ہمارے ملک میں جو سب سے بڑی horse powerہے ٹریکٹر کی وہ 80 horse powerہے، 120, 150, 200 horse power کی ٹریکٹر کی اب ضرورت پڑ گئی ہے۔ 80 horse power کے ساتھ آپ 15 سے 18 انچ سے گہرا ہل نہیں چلا پاتے۔ دہائیوں تک کیمیکل کھاد استعمال کرنے کے بعد ایک سے ڈیڑھ فٹ ہل چلانے کے بعد ہماری جو production ہے، ہماری جو yield ہے وہ compromise ہو گئی ہے۔ اب heavy machinery کی، بڑے ٹریکٹرز کی ضرورت ہے جو ڈھائی سے تین فیٹ تک اس کو ہل چلا سکے اور جو chemical composition ہماری خراب ہو گئی ہے زمین کی PAC value بڑھ گئی ہے اس کو ٹھیک کیا جا سکے۔ اسے کم از کم 8 to 10 percent ہماری growth بہتر ہو گی، per acre yield بہتر ہو گی اور expenses کم ہوں گے۔

اس کے لیے تجویز یہ ہے کہ ہماری جتنی agro-services بڑی companies ہیں جیسے جعفر والے ہیں دو تین اور companies ہیں ان کو encourage کیا جائے کہ یہ باہر سے import کریں، چار ساڑھے چار سو، پانچ سو ملین ڈالر کی یہ import ہو گی one time اور آپ کی زراعت میں ایک انقلاب آ جائے گا۔ عام کسان یہ afford نہیں کرتا اس کے لیے government level پہ یا اس level پہ ہمیں کام کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں میاں شہباز شریف صاحب نے کہا تھا آیئے Charter of Economy کریں جب وہ ء2018 میں Opposition Leader تھے۔ آج بھی انہوں نے کہا آیئے Charter of Democracy کریں۔ جس جگہ اس وقت وطن عزیز کھڑا ہے۔ معیشت ہماری جس دگرگوں صورتحال سے گزر رہی ہے، Charter of Economy کے بغیر یہ ملک آگے نہیں چل سکتا۔

ابھی میرے بھائی نے کہا کہ rule of law ہو تو economy بہتر ہو گی، political stability ہو تو بہتر ہو گی۔ میں ان کے ساتھ ایک بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں، Charter of Economy ہو گا تو بہتر ہو گی، یہ بھی ساتھ add کر لیں۔ Charter of Economy ہے کیا؟

جناب سپیکر! جب بھی کوئی نئی گورنمنٹ آتی ہے، ہم نے CPEC sign کیا اور اس پر کام شروع کر دیا، 10ہزار میگاواٹ کے بجلی کے کارخانے لگا دیے گئے۔ نئی گورنمنٹ آئی CPEC کو بند کر دیا گیا جو 9 Economic Zones develop ہونے تھے وہ وہیں رُک گئے۔ اس کا نقصان یہ ہوا کہ وہ بجلی کے کارخانے liability بن گئے۔

اگر ہم نے 2018ء میں، 2015ء میں جب اسحاق ڈار صاحب نے پہلی مرتبہ یہاں کہا تھا کہ آیئے Charter of Economy کریں۔ آنے والے 15 سال کے لیے، اس پہ کوئی سیاست نہیں ہوگی۔ سیاست کے لیے اور بڑے avenues ہیں اور بڑے field ہیں۔ تو جناب سپیکر! آج ملک کہیں اور ہوتا۔ آج بھی کر لیں۔

(اس موقع پر جناب چیئرپرسن علی زاہد مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ریاض الحق: ہماری production policy کیا ہوگی یہ House decide کرے، آنے والے 15 سال کے لیے۔ کس کس sector میں ہم نے production کرنی ہے اور کس level پہ کرنی ہے جناب سپیکر اس کا فیصلہ کیا جائے۔ ہماری export policy کیا ہوگی؟ ہماری import policy کیا ہوگی؟

اس کے ساتھ ساتھ ہماری local investment policy کیا ہوگی؟ ہم یہاں پہ ہر دوسرا شخص ہر دوسرا معزز ممبر FDA کی بات تو کرتے ہیں۔ ہمارے کتنے ممبران نے local investment کی بات کی، سب سے پہلے یہ local investment ہے جناب سپیکر، اس کے بعد foreign investment کرتے ہیں۔

اپنی local investment کو آپ کو تحفظ دینا ہے۔ ان کو encourage کرنا ہے، ان کو تحفظ کا احساس دلانا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جب آپ کی local investment آئے گی تو اس کے بعد آپ کی foreign investment آئے گی۔ پھر یہ ملک ترقی کی منزلیں طے کرے گا۔

آخر میں اس دعا کے ساتھ خدا کی ذات، میری اس جنت کو، میرے اس پنجاب کو، میرے اس پاکستان کو سدا آباد رکھے اور اس میں بسنے والے تمام پاکستانیوں کو سدا خوشحال۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب چیئرپرسن: جی بہت شکریہ۔ شفقت عباس صاحب۔

جناب شفقت عباس: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب آپ نے مجھے موقع دیا اس معزز ایوان میں اس بجٹ پر بات کرنے کے لیے۔

جناب چیئرمین صاحب! 78 سال میں ہم نے جمہوریت کا جو سفر کیا ہے وہ کل ملا کے اتنا ہے کہ میرے اس side پر بیٹھے ہوئے، یہ میرے بھائی عوام کے منتخب کردہ نمائندے نہیں ہیں۔ اور جو عوام کے منتخب کردہ نمائندے ہیں یا وہ جیلوں میں ہیں یا کہیں بھاگے ہوئے ہیں، چھپے ہوئے ہیں یا ایوان سے باہر بیٹھے ہیں۔ یہ میرے سامنے جتنے بھائی بیٹھے ہیں ان میں سے کتنے ہیں جو اللہ کے 99 ناموں کے نیچے کھڑے ہو کے یہ کہہ سکیں کہ یہ عوام کی نمائندگی سے ادھر آئے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ Form-47 کی پیداوار ہے۔ان میں سے چند ایک کے علاوہ کوئی نہیں اللہ کے 99 ناموں کی قسم کھا سکے گا کہ ہم عوام کے ووٹوں سے یہاں پر آئے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرپرسن: پلیز .No cross talk آپ جاری رکھیں۔

جناب شفقت عباس: جناب سپیکر! ان کا قصور نہیں ہے، یہ ان کا ضمیر جب ان کو اندر سے تنگ کرتا ہے تو پھر اس طرح کی یہ آوازیں نکالتے ہیں اور یہ نکالتے رہیں گے۔ان کے پاس بات کرنے کا ہُوں، ہاں کے علاوہ اور کوئی جواز نہیں ہے کہ اُٹھیں اور اُٹھ کے کوئی بات کر سکیں۔

جناب چیئرپرسن: شفقت صاحب please Budget پہ تقریر کریں۔ شکریہ۔

جناب شفقت عباس: نہیں۔ جناب میں تو بات کروں گا جمہوریت اور پارلیمنٹ کی آخراسی ایوان کا۔۔۔

(مداخلت)

جناب شفقت عباس: جی کریں گے ان شاءاللہ اس میں بھی بات۔ جناب سپیکر! جب یہ اسمبلی شروع ہوئی 2024ء میں تو یہاں پر عمر ایوب صاحب، میڈم زرتاج گل، احمد چٹھہ صاحب، بلال اعجاز، رائے حسن نواز کھرل، رائے حیدر علی، صاحبزادہ حامد رضا، لطیف چترالی، احسان ورک اور جمشید دستی بھی ایوان کا حصہ تھے، وہ لاکھوں لوگ کے ووٹ لے کر یہاں پر آئے تھے۔ لیکن پھر کیا ہوا؟ اس اسمبلی میں چھبیسویں اور ستائیسویں ترمیم لائی گئی۔ اس چھبیسویں اور ستائیسویں ترمیم کا کیا اثر ہوا؟ کہ میرے یہ سارے دوست آج اسمبلی سے باہر ہیں۔اِن کو اُن کیسز میں سزا دی گئی ہے جن کو اگر آپ بطور قانون دان دیکھیں تو ہنسی اور مذاق لگتے ہیں۔ میں احمد چھٹہ کا وکیل تھا اور میں بلال اعجاز اور عمر ایوب صاحب کا وکیل تھا، میں جب کیس میں argument کرنے لگا تو مجھے جج نے کہا، ملک صاحب چھوڑیں، آگے چلیں، اِن کے خلاف جب کوئی evidence ہی نہیں ہے تو آپ کیوں اس پر argument کر رہے ہیں۔ میں یہ بات اللہ کے ننانوے ناموں کے سامنے کھڑے ہو کر کہہ رہا ہوں کہ مجھے جج نے یہی کہا کہ چھوڑیں بحث نہ کریں، ان کے خلاف جب کوئی evidence ہی نہیں ہے۔ایک گھنٹہ بعد جب فیصلہ سنایا گیا تو ان تینوں کو بھی سزا دے دی گئی۔ یہ ہے اس ملک میں انصاف۔ آپ نے 78 سال میں جمہوریت کا یہ سفر کیا ہے۔ آپ نے چھبیسویں اور ستائیسویں ترمیم پاس کر کے اس ملک، جمہوریت اور اس ایوان پر یہ احسان کیا ہے۔ آپ نے کوئی ادارہ نہیں چھوڑا۔ Judiciary ہو یا Parliament ہو، آپ نے اِس کی حیثیت کو undermine کر دیا ہے۔

Judiciary کے سات باوقار اور انصاف پسند ججز جنہوں نے یہ خط لکھا کہ ہم کو pressurize کیا جا رہا ہے، ہم سے غلط فیصلے لیے جا رہے ہیں ہمیں اور ہماری فیملی کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ آج وہ ججز کہاں ہیں؟ آج کوئی سندھ میں بیٹھا ہے، کوئی بلوچستان میں بیٹھا ہے اور کوئی کہیں بیٹھا ہے۔ ان سب کو Islamabad سے باہر نکال دیا گیا۔ ان کا قصور کیا تھا؟ وہ یہ کہتے تھے کہ انصاف کریں، وہ یہ کہتے تھے کہ نہیں ہم قانون کے مطابق چلیں

گے۔اورابھی میں خبر پڑھ رہا تھا کہ ان میں سے دو تین کے خلاف آج کوئی referenceدائر کر کے کارروائی شروع کردی ہے۔آپ نے 78 سال میں یہ سفر طے کیا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر مارچ 2022 میں ایک حکومت چل رہی تھی، وہ حکومت جس نے غریبوں کیلئے، ہر بندے کیلئے 10 لاکھ روپے رکھے ہوئے تھے کہ جب وہ اوراس کا کوئی پیارا بیمار ہو تو وہ جا کر علاج کروائے۔ وہ حکومت جس نے کرونا جیسی وبا سے اس ملک کو نکالا۔ وہ حکومت اور میرا لیڈر جس نے اقوام متحدہ میں کھڑے ہو کر کہا کہ جب کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بات کرتا ہے تو ہمارے دل میں تکلیف ہوتی ہے۔اور یہ بھی کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ دنیا کی تکلیفوں میں دل کی تکلیف سب سے بڑی ہے۔ تواُن لوگوں نے فیصلہ کیا کہ یہ وہ شخص ہے جو مسلم اُمہ کو اکٹھا کرے گا، یہ وہ شخص ہے جس نے آج دنیا کی سب سے بڑی اسمبلی میں کھڑے ہو کر نبی کریم ﷺ کا نام لیا تو ایک سازش تیار ہوئی اور ایک سائفر بھیجا گیا کہ اس کو ہٹائیں اور ہماری مرضی کی حکومت لے کر آئیں، یہاں vote of no confidence کروائیں۔ مجھے افسوس ہے، اِن کو نہیں ہے، مجھے اُن کے اِن پاکستانی غلاموں پر ہے جنھوں نے اُن کی بات سنی اور سائفر کے مطابق، ان کے کہے کے مطابق عمران خان صاحب کی چلتی ہوئی حکومت کو فارغ کیا اور یہ تجربہ کار لے آئے۔ یہ اتنے تجربہ کار ہیں جنھوں نے پورے ملک کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ آج جب یہ بیٹھے تھے اور یہ طے کر رہے تھے کہ 8500 کمانے والا غریب آدمی نہیں ہوگا، ان کے ضمیر میں بھی کوئی ملامت نہیں ہوئی۔ یہ جو اعلیٰ دماغ وہاں پہ بیٹھ کر جب یہ فیصلہ کر رہے تھے کہ 8500 روپے کمانے والا ایک امیر آدمی ہے یا امیر آدمی نہیں ہے تو کم از کم کھاتا پیتا ہے توان کو ذراسی شرم بھی نہیں آئی۔ 8500 روپے میں اس کے دو بچوں کا دودھ تو مجھے پورا کر کے دکھائیں۔ 8500 روپے میں مجھے اُن کی ایک ہفتے کی روٹی تو پوری کر کے دکھائیں۔ جن کے 8500 روپے پر آپ نے کہا کہ یہ غربت کی لکیر سے اوپر ہیں۔

جناب سپیکر! آپ نے اس ملک کو کیا دیا؟ کسان کو برباد کر دیا۔ وہ کسان جو 2022 تک خوشحال تھا، اس کی گندم بک رہی تھی، اس کا گنا بک رہا تھا، اُس کا چاول بک رہا تھا اور اُس کا کینو بک رہا تھا، آج آپ نے اُس کے ساتھ کیا کیا؟ وہ تو روڈ پر آ گیا ہے۔ میرے ادھر بیٹھے ہوئے 70 فیصد دوست میری طرح دیہاتی backgroundسے ہیں، میں تو چھوٹا کسان ہوں، بڑے بڑے landlord بھی یہاں پر بیٹھے ہوں گے۔ کیا ان کو نہیں پتہ کہ غریب کسان کی چیخیں آسمان کو پہنچ رہی ہیں؟ اور آپ نے اس کی DAP اور urea اور باقی جو کھادیں ہیں ان کی قیمتیں ڈبل ہو گئی ہیں، اور جو اُس کی product تھی وہ نہ کوئی خرید رہا ہے اور نہ کوئی اُن کا پرسان حال ہے۔ آپ نے کسان کے ساتھ یہ کیا۔ ایک اور بات، اس پورے بجٹ میں، یہ جو آپ کی پوری دستاویز یا الفاظ کا گورکھ دھندا تھا، اس پاکستان کے 70 فیصد لوگ زراعت پر depend کرتے ہیں، 70 فیصد کا زراعت سے تعلق ہے لیکن آپ نے اُن کو کیا دیا؟ آپ نے اس پورے بجٹ میں ذکر تک نہیں کیا۔

اب صنعت پر آ جائیں۔ ملک کی 50 سے 60 فیصد صنعتیں بند ہو چکی ہیں، آپ فیصل آباد جائیں، آپ گوجرانوالہ یا سیالکوٹ جائیں، جو ہمارے industrial cities or areas ہیں، وہاں پر روزانہ downsizing ہو رہی ہیں، ہزاروں کے حساب سے لوگوں کو فارغ کیا جا رہا

ہے۔آپ نے کوئی تدبیر کی؟ ہم نے کچھ ایسا کیا کہ ملک کی صنعت بہتر ہو؟ کچھ بھی نہیں کیا۔آپ کے اس پورے Budget میں صنعت کاروں کے لئے اور وہاں کام کرنے والوں کے لئے کچھ ہے؟ نہیں ہے۔آپ نے یہ Budget کن کیلئے بنایا ہے؟ آپ نے یہ بجٹ بنایا ہے کہ جو جہاز کی business class میں بیٹھے گا اس کے کم پیسے لگیں گے۔آپ نے یہ Budget بنایا ہے کہ جس کی monthly salary پانچ سے چھ لاکھ روپے ہو گی اس کا ٹیکس ہم کم کریں گے۔آپ کو یہ احساس نہیں ہوا کہ آپ ان غریب لوگوں کے لئے، اگر 30 کروڑ آبادی ہے کوئی 28 سے 29 کروڑ لوگ غریب ہیں۔ یہ چند ایک لوگ ہیں جو اس ملک کے جتنے وسائل ہیں ان پر قابض ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ عام آدمی کو کچھ دینے کو تیار نہیں ہیں۔ آپ نے اُن کیلئے اس پوری دستاویز میں کوئی ایک لفظ بھی لکھا؟ اور مزدوروں کیلئے، آپ کے کیا کہنے، میں پہلے یہ بات کر چکا ہوں کہ آپ نے 8500 کمانے والے کو ایک اچھا خاصا کھاتا پیتا انسان declare کر دیا۔آپ کے اس پورے Budget میں کوئی ایک لفظ ایسا ہے کہ جو کسی مزدور کے لئے ہو؟ آپ نے ایک لفظ تک نہیں کہا۔

جناب سپیکر! ایسے ملک چلتے ہیں؟ آپ نے تین سال سے عمران خان کو بند کیا ہوا ہے۔اُس سے آپ نے کیا حاصل کر لیا؟ عمران خان تو نہ ٹوٹے گا، نہ جھکے گا، نہ آپ سے معافی طلب کرے گا اور نہ compromise کرے گا۔

Mr. Chairperson: Wind up please.

جناب شفقت عباس: ابھی تو 8 منٹ ہوئے ہیں۔

جناب چیئرپرسن: آپ کے 10 منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب شفقت عباس: 8 منٹ ہوئے ہیں مجھے دو تین منٹ دے دیں۔ باتیں تلخ ہیں لیکن حقیقت ہے۔ آپ 3 سال اور بھی رکھ لیں، آپ صرف اور صرف اس ملک کو پیچھے لے کر جائیں گے۔ عمران خان کوئی دوسرے لیڈروں کی طرح نہیں ہے کہ اس کے platelets کم ہو جائیں یا وہ آپ سے معافی مانگ کر ملک چھوڑ جائے۔ تو جناب سپیکر! اس لئے ملک پر، جمہوریت پر اور ان 29 کروڑ لوگوں پر رحم کریں جو اس ایوان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے یہ بجٹ پیش کر کے اُن کو سخت مایوس کیا ہے۔ ٹھیک ہے انہوں نے آپ کو ووٹ نہیں دیا، آپ ان کے ووٹوں کی نمائندگی سے یہاں نہیں آئے، آپ کو کہیں اور سے لا کر بٹھایا گیا تو ان کا قصور کیا ہے۔ آخر میں اگر میں wind up کرنے کیلئے چاہ رہا ہوں کہ اس نظم سے کروں کہ

جس دیس میں ماؤں اور بہنوں کو اغیار اٹھا کر لے جائیں
جس دیس میں قاتل غنڈوں کو اشراف چھڑا کر لے جائیں
جس دیس کی کورٹ کچہری میں انصاف ٹکوں پر بکتا ہو
جس دیس کا قاضی منشی بھی، مجرم سے پوچھ کر لکھتا ہو
جس دیس کے چپے چپے پر پولیس کے ناکے ہوتے ہوں

جس دیس میں حاکم ظالم ہوں سسکی نہ سنیں مجبوروں کی

جس دیس کے عادل بہرے ہو آہیں نہ سنیں معصوموں کی

جس دیس میں آٹے چینی کا بحران فلک تک جا پہنچے

جس دیس میں پانی بجلی کا فقدان حلق تک جا پہنچے

جس دیس میں غربت ماؤں سے بچے نیلام کراتی ہو

جس دیس میں دولت شرفاء سے ناجائز کام کراتی ہو

جس دیس کے عہدیداروں سے ان کے عہدے نہ سنبھالے جاتے ہوں

اُس دیس کے ہر اِک لیڈر پر سوال اٹھانا واجب ہے

[***][†]: بہت شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: آپ کے یہ الفاظ میں expunge کرتا ہوں۔ مہرین رزاق بھٹو صاحبہ، please۔

ڈاکٹر مہرین رزاق بھٹو: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ 27-2026 پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے تو پوری قوم کو معرکہ حق پر مبارکباد پیش کروں گی کہ جب پاکستان نے بھارتی جارحیت کا ایسا بھرپور جواب دیا، جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ اور یہ سہرا یقیناً شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب اور محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کو جاتا ہے کہ انہوں نے پاکستان کو atomic power بنایا اور missile technology دی اور پاکستان کو ہمیشہ کے لئے ناقابل تسخیر بنا دیا۔

چیئرمین صاحب! اس موقع پہ میں یقیناً حکومت کو، آصف علی زرداری صاحب کو، بلاول بھٹو زرداری صاحب کو، Prime Minister صاحب کو، field Marshal General Asim Munir صاحب کو بھی مبارکباد دوں گی کہ جس طرح سے خطے میں امن کے لیے America اور Iran کے درمیان جو ایک مسئلے کا حل نکالا ہے اور جس کی وجہ سے ہم Third World War سے بچے ہیں، تو یہ credit بھی پاکستانی قوم اور leadership کو جاتا ہے کہ پاکستان نے ایک بہت ہی vital اور important کردار ادا کیا دنیا میں امن کے لیے۔

اس کے بعد میں چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب کو ایک بار پھر مبارکباد دوں گی کہ تاریخ کی بہترین campaign انہوں نے Gilgit-Baltistan میں چلائی، اور Pakistan People's Party سرخرو ہوئی۔ دو چار reservations ہیں ابھی تک، لیکن جو منشور اور agenda چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب GB میں لے کے چلے، مجھے پوری امید ہے کہ ان شاءاللہ آنے والے آزاد کشمیر کے

[†] (*** بحکم جناب چیئرپرسن الفاظ کارروائی سے حذف کردیئے گئے۔)

electionمیں بھی Pakistan People's Party نہ صرف جیتے گی بلکہ آگے بڑھے گی۔ چیئرمین صاحب! یہ Budget جو آج ہمیں ہماری table پر ملا ہے بڑا ہی disappointing ہے۔ یہ Budget اس لیے disappointing ہے کہ اگر آپ اس Budget کا جائزہ لیں تو یہ دراصل صوبوں کو مکمل طور پر مفلوج کرنے کا Budget ہے۔ 18 trillion روپے کا Budget، جس پہ آپ کا current expenditure 17 trillion ہے۔ اس کے بعد اگر آپ دیکھیں، تو payment of interest is 42 % of your Budget. Pension 1169 billion۔ اگر آپ Defence Affairs کو نکال دیں، اس کے بعد بہت ہی الیے کی بات یہ ہے کہ 1071 billion آپ کے running expenses ہیں۔ سر! یہ خسارے کا Budget ہے، Minus 7020, 7 trillion rupees خسارے کا Budget آج ہم قومی اسمبلی کے اندر پیش کر رہے ہیں، جو کہ بہت ہی شرم کا مقام ہے، کیونکہ ہمارے اپنے اعمال کی وجہ سے، ہمارے اپنے extra اور non-developmental خرچوں کو نہ روکنے کی وجہ سے آج ہم یہ خسارے کا Budget پیش کر رہے ہیں۔

چیئرمین صاحب! اگر آپ وفاق کے خرچوں کو دیکھیں تو اس میں ہم بچت کر کے نہ صرف اپنا Federal PSDP increase کر سکتے ہیں، کیونکہ آج آپ کا Federal PSDP جو کہ 1000 billion پر ہے، وہ پچھلے سال بھی 1000 billion پر تھا۔

وفاق اور صوبے، اگر آپ صوبوں کے حق پر ڈاکہ مارتے ہیں، صوبوں کو آپ NFC Award اور، 18th Amendment کے تحت، پاکستان کے آئین کے تحت اگر آپ صوبوں کو ان کا right نہیں دیتے، تو پھر آپ یہ کیسے سوچ سکتے ہیں کہ اقتدار کی منتقلی صوبوں سے گلی کوچوں تک پہنچے گی؟ جب آپ ان کو ان کا financial right نہیں دیتے، تو پھر قیامت تک یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ اقتدار کی منتقلی گلی کوچوں تک کر سکیں۔ جناب چیئرمین! اگر آپ ماضی کا جائزہ لیں، 1947 سے لے کر 2010 تک، تو 63 years before 18th Amendment, بنتے ہیں۔ یہ 63 years وہ ہیں جب وفاق کے پاس پورے وسائل تھے۔ 2010 سے 2026 تک 16 سال بنتے ہیں۔ اٹھارہویں ترمیم مکمل طور پر صوبوں کو نہیں ملی۔ آج بھی کئی ایسی وزارتیں ہیں جو اسلام آباد میں قائم ہیں، جو devolve ہو کے صوبوں کو جانی چاہییں تھیں، اور so-called austerity drive کے تحت وہ صوبوں کو ملنی چاہیئں تھیں، اور وفاق کو اپنے خرچے کم کرنے چاہییں تھے۔ اگر یہ خرچے کم ہوتے تو وفاق کو صوبوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا پڑتا۔ یہ عجیب Budget ہے کہ وفاق صوبوں سے پیسے مانگ کر اپنے ناجائز خرچوں کو پورا کرنا چاہتا ہے۔

آپ دیکھیں چیئرمین صاحب! کہ اب آپ اسلام آباد میں بیٹھ کر بلوچستان کے school کو بہتر کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ آپ صوبے کو صوبائی حق نہیں دینا چاہتے۔ آپ یہاں پہ بیٹھ کر Gilgit-Baltistan کے پانی کا مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ آپ صوبائی خود مختاری نہیں دینا چاہتے۔ اس کے بعد میرے حساب سے یہ جو کتاب میرے ہاتھ میں ہے، Budget in Brief، سر! اس کے حساب سے وفاق خود کفیل ہے، اور

خود کفیل کیسے ہے؟ کیونکہ وہ صوبائی خود مختاری پر ڈاکہ مار کر خود کفیل ہو رہا ہے۔اس کی example میں آپ کو دیتی ہوں۔ سر، اگر تھوڑی سی مہربانی کر دیں۔

جناب چیئرپرسن: سر! جی، Order in the House please۔جی، مہرین رزاق بھٹو صاحبہ۔

ڈاکٹر مہرین رزاق بھٹو: سر! اگر آپ petroleum Levy کی مد میں دیکھیں تو1500ارب روپے، غریب کسان، مزدور، نوجوان، غربت کی لکیر سے نیچے جو لوگ زندگی بسر کر رہے ہیں، ان کی جیبوں پر ڈاکہ ہےpetroleum levy ۔سر، یہ levy صوبوں کو نہیں جاتی، یہ صرف وفاق کی جیب میں جاتی ہے۔اس کے علاوہ کئی ایسی levies ہیں جو اس list میں موجود ہیں natural gas development surcharge, royalty on crude oil, royalty on natural gas, windfall levy against crude oil, gas infrastructure development cess, petroleum levy on LPG, windfall levy on gasاور سب سے بڑھ کر climate support levy، کہ جس کی مد میں آپ نے غریبوں کی جیب سے50 billion rupeesبٹورنے کی مستقبل میں کوشش کرنی ہے، اور آج تک آپ 48 billion rupees غریبوں سے ان کا خون چوس چکے ہیں۔ سر! کیا یہ levies justifiedہیں؟ وزیرِ خزانہ ہمیں بتائیں گے کہ کیا یہ direct levies غریب اور امیر دونوں دیتے ہیں؟ کیا یہ justified ہیں؟

پاکستان کی 60% سے زائد آبادی غربت کی لکیر کے نیچے اپنی زندگی بسر کر رہی ہے، اگر ان غریبوں سے آپ کچھ لینا چاہتے ہیں، تو ریاست ماں کی طرح ہوتی ہے۔ماں تو اپنی اولاد کو دینے کی بات کرتی ہے۔ سر، یہ کیسی ریاست ہے جو خون چوس رہی ہے، جو غریبوں کے احساسات، محرومیوں کو نظر انداز کر کے نظر آرہا ہے کہ ایک بچہ نہ پوری خوراک لے سکتا ہے، نہ وہ school جا سکتا ہے، نہ اس کے پاس پینے کا پانی ہے، نہ اس کے پاس پورا shelterہے، نہ اس کے پاس infrastructure ہے، نہ اس کے school میں بجلی، چار دیواری، اور بیٹھنے کے لیے Benchesہیں، لیکن پھر بھی آپ صوبوں سے پیسے مانگ رہے ہیں۔ کیا صوبے اپنے علاقے میں، اپنے حق کے پیسوں سے school کی development نہ کرائیں؟ کیا وہ hospital نہ بنوائیں؟ کیا وہ اپنا infrastructure نہ بنائیں؟2022ء کے سیلاب نے سندھ کو تباہ کر دیا، لیکن میں سلام پیش کرتی ہوں چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب کو کہ جو وعدے انہوں نے کیے، وہ وفا ہوئے۔

سر! وہ وعدہ کیا تھا؟ وہ وعدہ تھا:

"Sindh peoples Housing for flood affectees. Millions of homes were washed away by the catastrophic floods in Sindh, laying a new foundation for resilient housing and providing sustainable rehabilitation to those affected by the devastating floods." 21 لاکھ گھر، Pakistan People's Party فخر سے کہہ سکتی ہے کہ ہم جو وعدہ کرتے ہیں وہ وفا کرتے ہیں۔21 لاکھ گھرPakistan People's Party نے، چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب کے vision کے مطابق، دس لاکھ سے زائد

completeہو چکے ہیں،اور باقی under development ہیں۔ سر! چیئر مین بلاول بھٹو زرداری صاحب نے جو بجلی کے ہمارے وزیر بیٹھے ہیں، اویس لغاری صاحب، جن کو ابھی award بھی ملا ہے۔ حالانکہ یہ award تب ملتا جب ہمیں 7روپے فی unit بجلی ملتی، لیکن مبارک ہو کہ ان کو award ملا ہے۔ چیئر مین، بلاول صاحب نے وعدہ کیا تھا Sindh Solar Energy Project کا۔2لاکھ گھرانوں کو اس وقت تک ہم solar homesکی supplies کر چکے ہیں اور ڈھائی لاکھ ہمارا phase 2 ہوگا۔ سر! ہاری کارڈ کی مد میں 55.9 billion rupeesرکھے ہیں۔4لاکھ ہاری خواتین اور مردوں کو 2سے 6 acre کی ملکیت رکھتے ہیں، ان کو ہاری کارڈ ملیں گے۔

آپ دیکھیں کہ پورے پاکستان کے لوگوں کے لیے سندھ حکومت نے health sector کا جال بچھایا ہے، چاہے وہ NICVD ہو، چاہے وہ Gambat Institute of Medical Health Sciences ہو،اور باقی sector میں Jinnah Post Graduate Medical Centreہو۔ پورے پاکستان کے لوگوں کے لیے علاج free ہے۔ سر! Pakistan People's Party women empowermentپر believe کرتی ہے۔ بے زمین ہاری خواتین کو ہم نے زمین allot کی ہے۔

جناب چیئر پرسن: مہرین صاحبہ wind upکریں please۔

ڈاکٹر مہرین رزاق بھٹو: سر! 3 minutes دے دیں۔ ہماری بہن، نعیمہ کشور نے بات کی، جو کہ میری colleague ہے اور اچھے relations بھی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ Benazir Income Support Programmeپر 883ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں welcome کرتی ہوں، بہت شکریہ۔ چیئر مین بلاول بھٹو زرداری صاحب نے بھی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ ملک کی پچاس فیصد آبادی، جس کو موقع نہیں ملتا کہ وہ اپنے آپ کو prove کریں، ان کے لیے 838 بلین rupees رکھے گئے۔ سر! یہ خواتین نہ صرف اپنے آپ کو کفالت پروگرام میں proud feel کرتی ہیں بلکہ ان کے اندر confidence آیا ہے کہ اگر cash grant ان کی pocket میں آتی ہے تو وہ اپنی مرضی سے خرچ کریں۔ وہ احساس جو ریاست، بحیثیت ماں دلاتی ہے کہ ہاں، ریاست support کر رہی ہے اس طبقے کو جو vulnerable ہے۔ وہ خاتون جب کفالت کے پیسے لیتی ہے تو اپنے بچوں کی دوائیوں پر خرچ کرتی ہے، وہ اپنی utilities پر خرچ کرتی ہے، وہ اپنا آٹا خریدنے پر خرچ کرتی ہے۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ ریاست ماں کا کردار کرے اور پھر وہ بھیک میں دیتی ہے تو بڑے شرم کا مقام ہے۔ ہمیں یہ چیز نہیں سوچنی چاہیئے۔

سر! میں آپ سے گزارش کروں گی کہ BISP Nashonuma Programme نے بچوں کی well-being کے لیے کام کیا اور اس کا impact آیا ہے۔ ابھی جو technical skill educationدی جا رہی ہے BISP کے تحت، وہ بھی بہت خاطر خواہ ہے۔

سر! آخر میں میری کچھ recommendations ہیں۔ ملکی آبادی کا 68فیصد نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ وہ نوجوان جو بے روزگار ہیں اور ریاست کے منتظر ہیں تو کیا ریاست انہیں روزگار دے گی؟ اس پوری Budget speech میں مجھے کہیں نوجوانوں کے لیے روزگار کے پروگرامز نظر نہیں آئے۔ مجھے اس پورے Budget میں کسانوں کے لیے کوئی ایسی scheme نظر نہیں آئی کہ وہ جینے کا موقع ڈھونڈیں۔

سر! آپ کا کسان، agro-based country میں خون کے آنسو رو رہا ہے۔ ریاست کا کام ہے کہ ان کو look after کرے۔ Overseas Pakistanis جو اس ملک کو remittances بھیجتے ہیں، کوئی plan نہیں ہے کہ Middle East میں crisis کے بعد آج وہ overseas Pakistanis اگر ملک میں واپس آئیں تو ان کے لیے کوئی plan ہو کہ آپ ان کی well-being کا کیسے خیال کریں گے۔ یہ جو میں نے طبقات بتائے ہیں، آپ ان کو address کریں۔ میں آخر میں کہوں گی کہ اس ملک کا روشن مستقبل صرف Pakistan People's Party اور چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب ہیں۔ شکریہ۔ جیئے بھٹو۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔ حافظ محمد نعمان صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی، ترقی و خصوصی اقدامات (جناب محمد نعمان): شکریہ، جناب سپیکر! میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کا مشکور ہوں اور میں اس حوالے سے، جناب سپیکر سردار ایاز صادق صاحب، جناب ڈپٹی سپیکر، جناب چیئرمین، آپ کو سب سے پہلے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں جو Budget کے حوالے سے speeches ہوئی ہیں، جو لوگوں نے اپنے analysis پیش کیے ہیں اور جس انداز میں آپ نے اس کو conduct کیا ہے اور جس طرح اراکین نے اس کو قوتِ برداشت کے ساتھ سنا اور ایک سیر حاصل بحث ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ آج شاید آخری دن ہے، یا شاید کل بھی کچھ بات ہو گی۔ اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک جمہوری ترقی اور ذہنی ارتقا کی علامت ہے کہ جو زندہ قومیں ہوتی ہیں، وہ بڑے حوصلے کے ساتھ بات سنتی بھی ہیں اور کرتی بھی ہیں۔ جو اصل معاملات ہوتے ہیں اور ایسے معاملات جن سے عوام کا مستقبل وابستہ ہوتا ہے، جہاں پر عوام کی ترقی اور فلاح کی ضرورت ہوتی ہے، ان معاملات پر discussion ہوتی ہے۔ اس حوالے سے ایوان نے ایک تاریخ رقم کی ہے کہ بہترین انداز کے ساتھ Budget Session wind up ہونے جا رہا ہے۔

میں سب سے پہلے جناب محمد شہباز شریف، وزیراعظم پاکستان، جناب محمد نواز شریف، قائد پاکستان مسلم لیگ (ن)، کی مدبرانہ قیادت کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں، جن کی قیادت سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو دن دگنی، رات چوگنی ترقی عطا کی ہے۔ اللہ نے پاکستان کو عزتوں سے نوازنا شروع کیا اور میں اس موقع پر Field Marshal جناب سید عاصم منیر کی ولولہ انگیز قیادت کو، جن کے انتہائی دانشمندانہ اور انتہائی جرأت مندانہ کردار کی بنیاد پر نہ صرف یہ کہ پاکستان کی افواج آج داخلی اور خارجی محاذوں پر ڈٹی ہوئی ہیں اور خون کی قربانیاں دے کر اس ملک کو بچانے کے حوالے سے کام کر رہی ہیں، بلکہ عالمی level پر جس انداز میں حکومتِ پاکستان نے اور Field Marshal سید عاصم منیر نے جو کردار ادا کیا ہے، جس کے نتیجے میں اقوامِ عالم میں پاکستان کی عزتیں آج بلند ہوئی ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ آج پاکستان کو جو دنیا میں مقام ملا ہے، اگر ہم اس کا comparison کریں کہ کتنی وہ قومیں ہیں جو پاکستان سے زیادہ ترقی یافتہ وسائل سے مالامال advanced اور پڑھی لکھی ہیں، لیکن اللہ نے پاکستانی قوم کو اس مقصد کے لیے چنا کہ ایک بہت بڑی جنگ، جو ہونے جا رہی تھی اور وہ جنگ بھی ایسی تھی جس سے خطرہ یہ تھا کہ ہمارے مسلم ممالک آپس میں الجھ جائیں گے اور خلیج، جو ہماری

زندگی کا پہیہ چلاتا ہے، جہاں پر ایک کروڑ سے زیادہ پاکستانی آج برسرِ روزگار ہیں، خدانخواستہ اگر وہاں پر جنگ چھڑ جاتی تو نہ صرف یہ کہ پورے عالم میں طوفان برپا ہو جاتا بلکہ پاکستان کی معیشت اور social life کے حوالے سے بھی ایک خطرہ تھا کہ بہت بڑی disturbance ہو جاتی۔ آج اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پاکستان کی اس قیادت نے، اس وقت میں جبکہ پاکستان ایک بڑے crisis سے نکلا تھا، جبکہ پاکستان میں، میں اپنے Opposition کے جو معزز ممبران ہیں، جو یہاں پر گفتگو کرتے ہیں، ان کی تھوڑی سی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ آج چونکہ Budget پر وہ کوئی اعداد و شمار سے بات نہیں کر رہے، آج ان کی باتیں جب میں سنتا ہوں تو خالی ایک واویلا نظر آتا ہے۔ تو میں ان کی توجہ بڑے honourable طریقے سے اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ایک سابق وزیر اعظم اپنے 4 سالہ دورِ اقتدار کو پورا کرتے ہوئے یہ بات کہی 24 کروڑ عوام کے سامنے آکر کہ جناب، میرے 4 سالہ دورِ حکومت کا نچوڑ یہ ہے کہ پاکستان default ہونے اور Sri Lanka بننے جارہا ہے۔

جناب چیئرمین! اس کا نتیجہ کیا ہونا چاہیئے تھا؟ جب آپ اقرار کر رہے ہیں اپنی نااہلی کا اور آپ اقرار کر رہے ہیں کہ آپ نے 2018 میں ایک چلتے ہوئے پاکستان کو reverse gear لگا دیا، جو اپنی منزل کی طرف گامزن تھا، معاشی تباہی کے دہانے پر لا کر کھڑا کر دیا، تو آپ کے 4 سالہ دور کا نچوڑ یہ ہے کہ یہ ملک default ہو کر Sri Lanka بننے جارہا تھا، تو اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ وہ اپنا استعفیٰ قوم کے سامنے پیش کرتے اور ایک اچھے طریقے سے کہتے کہ جناب، میں اس قیادت کا اہل نہیں ہوں اور میں استعفیٰ دے کر جارہا ہوں۔ لیکن انہوں نے ایک دوسرا option اختیار کیا کہ مجھے دوسرے طریقے سے عدم اعتماد کی تحریک کے ذریعے نکالا جائے اور پھر اس پوری قوم نے دیکھا کہ پاکستان کی 78 سالہ تاریخ میں اگر کسی وزیر اعظم کو عدم اعتماد کے ذریعے نکالا گیا تو ان کو نکالا گیا تھا۔ تو میرا خیال ہے کہ آئینہ دیکھنا چاہیئے اور اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہیئے کہ جو پاکستان ترقی کر رہا تھا، جب IMF نے اپنے منہ سے کہہ دیا تھا 2017، کے اندر کہ پاکستان کو اب اگلے programme میں آنے کی ضرورت نہیں ہے، تو اس حوالے سے ضرور غور کرنا چاہیئے ہمارے opposition کے معزز اراکین اسمبلی کو اور جو ہماری دیگر parties ہیں ان کو بھی غور کرنا چاہیئے۔ آج اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پاکستان نے جس طرح rise کیا ہے، آج پاکستان کا stock exchange بلندیوں پر ہے۔ آج international investments پاکستان کے اندر واپس آرہی ہیں۔ آج آپ کی credibility پوری دنیا میں قائم ہے اور ایک عزت ہے۔

ان حالات میں، میں سمجھتا ہوں کہ جو Budget پیش کیا گیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے اور میں کہوں گا کہ یہ دو خوش خبریاں ہیں۔ ایک ایران امریکہ معاہدے میں جو پاکستان نے کردار ادا کیا وہ بہت بڑی خوش خبری ہے اور دوسری یہ آج کی خوش خبری ہے کہ آپ نے دو تین سال کی جدوجہد کے بعد ایک growth کا Budget دیا ہے جس کے اندر industrial growth ہے، trade کے حوالے سے growth ہے، IT sector کو involve کیا گیا ہے، education اور health پر ایسی policies اختیار کی گئی ہیں جن کے نتیجے میں ان شاءاللہ روزگار بھی پیدا ہوگا۔

یہ ایک ایسا Budget ہے جس میں کسانوں کو بھی accommodate کیا گیا ہے اور میں یہاں اپنے کچھ دوستوں کی باتوں کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد اختیارات اور Ministries کا جوار تکاز ہے، وہ چونکہ صوبوں کی طرف زیادہ ہے، تو میرا خیال ہے کہ صوبائی حکومتوں کو اپنی capacity building بھی کرنی چاہیئے۔ آج اگر ان کو اختیارات بھی ملے ہیں، ان کو Ministries بھی transfer ہوئی ہیں اور ان کو اگر ایک رقم ملی ہے اور بہت اچھے NFC Award کے ذریعے وہ accommodate ہوئے ہیں، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سارے صوبوں کے اندر capacity building نہیں ہے۔ Infrastructure کے جو منصوبے آنے چاہیئیں تھے وہ ابھی تک نہیں آسکے۔ Health میں، education میں جو invest کرنا چاہیئے تھا وہ نہیں ہو سکا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ overall حکومت پاکستان نے، اگر ہم real estate sector کو لیں، اس sector کی growth کے لیے بے پناہ جو taxation کے اندر discounts دیے گئے ہیں، جو super tax ختم کیا گیا ہے، آج industry اور نوجوانوں کے روزگار کی بات ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین! یہ روزگار کس طرح ملتا ہے؟ یہ روزگار تب ملتا ہے جب industry پھلتی پھولتی ہے، جب different sectors of the country کی پرورش اور growth ہوتی ہے، تب نوجوانوں کو روزگار ملتا ہے، جب trade چلتی ہے، جب لوگ educated ہوتے ہیں آج Prime Minister Youth Programme کو آپ دیکھ لیں، آج جس طرح NAVTTC کے ادارے millions of youth کو skilled بنا رہے ہیں، جہاں پر Skill Development Authorities کام کر رہی ہیں اور ایک target دیا گیا ہے کہ اتنے عرصے کے اندر اتنے million نوجوانوں کو تقریباً 150 سے زیادہ sectors کے اندر ہم نے skillful کرنا ہے۔ تو میرا خیال یہ ہے کہ یہ Budget کا growth ایک امید کی کرن چمکی ہے۔ آج different sectors ہیں، FED کے اندر کمی کی گئی ہے، super tax ختم کیا گیا ہے، کوئی نیا tax impose کرنے کے بجائے پرانے taxation کے نظام کو refine کیا گیا ہے۔

سب سے آگے بڑھتے ہوئے کہ جو power sector کے اندر reforms کا کام چل رہا ہے اور power sector کو جس انداز کے اندر Ministry دن رات لگی ہوئی ہے، Planning and Development کا جو department ہے وہ دن رات اس بات پر لگا ہوا ہے کہ ہم نے power sector کو refine کر کے کس طرح عوام کو سستی بجلی فراہم کرنی ہے، کس طرح ہم نے green technology اور digitalization کی طرف آنا ہے اور پورے ملک کے اندر digitalization کرنی ہے۔

تو ان شاءاللہ تعالیٰ مجھے یقینِ کامل ہے کہ یہ جو Budget ہے، جس انداز سے یہ آیا ہے اور جس طرح اللہ کی ذات نے پاکستان کی عزتوں کا سفر شروع کیا تھا، یہ ان شاءاللہ تعالیٰ اس Budget کے نتیجے کے اندر ہم دیکھیں گے کہ 2026-27 کا مالی سال پاکستان میں employment کی بہتری کا سال ہو گا اور خوشحالی لانے کا باعث بنے گا۔

اور وہ جو ایک crisis کا پاکستان شکار ہو گیا تھا، جو ایک تباہی کے گڑھے کے کنارے پر کھڑا تھا، پاکستان الحمدللہ اس کنارے سے باہر آ گیا ہے اور آج محفوظ ہاتھوں میں ہے۔ پاکستان کا دفاع بھی محفوظ ہاتھوں میں ہے، پاکستان کی داخلہ policies کے حوالے سے بھی کوئی چیز compromised نہیں ہے، پاکستان کی سالمیت پر بھی کوئی compromise نہیں کیا جا رہا۔ دفاعِ پاکستان کے حوالے سے جس طرح افواجِ پاکستان اپنا ایک role play کر رہی ہیں اور جس طرح ہمارے جوان سرحدوں پر اپنے خون کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں، ہم ان کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جس پر پوری قوم کو یکسو ہونا چاہیئے، جو ہمارے لیے، ہماری نوجوان نسلوں کے لیے، اس ملک کا تحفظ کر رہا ہے اور جن کے خون کی قربانیوں کے نتیجے میں آج ہم اپنے گھروں میں عزت سے رہ رہے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ ان پر تنقید کرنا مناسب نہیں اور میں اپنے opposition کے اور دیگر دوستوں سے یہ کہوں گا کہ (عربی) جو حدیثِ مبارکہ ہے کہ جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں افواجِ پاکستان اور حکومتِ پاکستان کا ممنونِ ہونا چاہیئے کہ جس گرداب سے انہوں نے اس ملک کو نکالا ہے، ان شاءاللہ تعالیٰ جب یہ سفر جاری ہو گا تو یہ ملک سرخرو ہو گا۔

پاکستان زندہ باد۔

جناب چیئرپرسن: بہت شکریہ ڈاکٹر عظیم الدین صاحب۔

جناب عظیم الدین زاہد: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ ایک تو میں شروع میں ہی آپ کو بتا دوں کہ میں اپنی speech wind up کر رہا ہوں جو صرف دس منٹ میں کر لوں گا۔ بجٹ 27-2026 کے بارے میں، میں نے جب documents پڑھنے شروع کیے تو سب سے پہلے میں GDP پر آ کر پھنس گیا، GDP دکھائی ہے ہمارے وزیر خزانہ نے کہ اس وقت 452.1 billion dollar ہے اور گزشتہ سال کی GDP تھی 408.2 billion dollar اور GDP growth rate 3.7 بتایا گیا ہے۔ جناب چیئرپرسن! simple collection ہے calculator پکڑیں یہ 452 بنتی ہی نہیں ہے۔ یہ 423.3 billion dollar بنتی ہے اور اگر آبادی کے حساب سے دیکھیں جو دوسری انہوں نے ہمارے ساتھ اس بجٹ میں جس طرح غلط بیانی کی کہ فی کس آمدنی 1901 dollar ہے اگر اس population پہ آپ اور اس پہ جو آج ہے، حساب کتاب کریں تو وہ بنتی ہے 1745 dollar اور آپ کی GDP اگر پچھلے سال کی درست تھی اور اگر اس کو 3.7 growth rate کے حساب سے دیکھیں گے تو وہ 423 billion dollars بنتی ہے اور اس کے مطابق ہماری per capita income 1745 اگر اصل GDP دیکھیں جو پچھلے سال کی نسبت 3.7 growth rate کے حساب سے 423 ہے تو پھر ہمارا per capita income صرف 1634 dollar بنتا ہے تو میں یہ منشی صاحب سے کہوں گا کہ اپنا حساب کتاب صحیح کر لیں۔ انہوں نے اپنا پورا بجٹ پیش کر لیا ہے اور سارا بجٹ وہ اس

GDPپر اور اس growth rate پر اور اس per capita income پہ base کرتاہے،اسی طرح figure fudging اور اعداد و شمار کی شعبدہ بازی سے نہ تو ملک ترقی کرتے ہیں، نہ بجٹ بنتے ہیں، نہ رجسٹر کے کھاتے کالے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ گزشتہ سال سیلاب آیا جس سے ہماری فصلیں تباہ ہوئیں، آلو، چاول، مکئی، آم، کینو اور دیگر زرعی اجناس کی نہ تو قیمتیں لگیں نہ وہ برآمد ہو سکیں۔ لیکن حکومتی دعوے ہیں۔ ایک اور figure fudging ہے کہ زرعی پیداوار میں 2.9 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ کئی غیر ملکی کمپنیاں ملک چھوڑ کر اور کاروبار سمیٹ کر کے چلے گئی ہیں اور ہم کہتے ہیں foreign investment آگئی ہے، سینکڑوں فیکٹریاں ملیں بند ہو گئی ہیں اور ہمارے وزیر خزانہ صاحب فرما رہے ہیں کہ large scale manufacturing میں چھ فیصد اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ سب جناب چیئر پرسن! فریب کاری اور دھوکہ دہی ہے اور اصل سچی بات وہی ہے جو ہمارے وزیر داخلہ کے منہ سے نکلی تھی کہ گزشتہ تین سال میں ایک سوا ارب ڈالر ملک سے باہر چلے گئے ہیں، capital fly کر گیا ہے اور regime change کے بعد سب سے بڑا دعویٰ یہ کیا گیا تھا، کہ 100 ارب ڈالر باہر سے foreign investment ملک میں آئے گی۔

اور صرف یہی مخمصہ نہیں ہے اس حکومت کا، ساری حکومت، حکومتی مشینری اور وزراء عجب الجھن اور مخمصے اور confusion کا شکار ہیں۔ حکومتی تقسیم کار اس میں بھی اشکال ہے، الجھاؤ ہے، ابہام ہے۔ وزیر خارجہ کا کام ہمارے وزیر داخلہ کر رہے ہیں، مختلف ملکوں میں پھر رہے ہیں اور وزیر خزانہ کا کام وزیر خارجہ کر رہے ہیں جو سارے بجٹ بنا رہی ہے کمیٹی اس کے وہ سربراہ ہیں۔ اور ہمارے وزیر اعظم جو ہے وہ Commerce Minister بنے ہوئے ہیں۔ Earth minerals کی marketing میں مصروف ہیں۔

جس میں سر! مجھے اپنے علاقے کے ایک میراثی کا واقعہ یاد آجاتا ہے۔ تو میراثی کے گھر میں کچھ مہمان آگئے اس کے پاس چارپائی نہیں تھی تو وہ مانگنے ایک دوست کے گھر چلا گیا، دوست کا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اس کو کہا کہ مجھے ایک چارپائی چاہیئے میرے گھر میں مہمان آگئے ہیں۔ وہ جو اندر سے اس کا دوست نکلا اس نے کہا کہ ہمارے گھر میں تو دو ہی چارپائیاں ہیں۔ وہ میں آپ کو نہیں دے سکتا چونکہ ایک چارپائی پہ میں اور میرا والد سوتے ہیں اور دوسری چارپائی پر میری ماں اور میری بیوی سوتے ہیں۔ تو میراثی ایک تاریخی جملہ ادا کر کے وہاں سے واپس لوٹ آیا کہ ٹھیک ہے آپ نے مجھے چارپائی نہیں دینی نہ دیں۔ اپنے سونے کی ترتیب تو ٹھیک کر لیں۔

یہ حکومت ایسے confusion کا شکار ہے، حکومت ان سے چل نہیں رہی۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے وزیروں نے کام نہیں کرنا، نہ کریں اپنی ترتیب تو ٹھیک کر لیں۔

جناب والا! یہ اتحادیوں کا اور (ن) لیگ کا معاملہ بھی عجب ہے۔ عجب ان میں love hate relationship ہے۔ محبت نفرت کا رشتہ ہے، الفت عداوت پتہ نہیں کیا رشتہ ہے۔ بجٹ بنانے میں انہی اتحادیوں کی ساری رضامندی شامل ہے۔ لیکن تنقید بھی خوب تند و تیزی سے کر رہے ہیں اور جب وقت آئے گا تو بجٹ کو منظور کرانے کے لیے ووٹ بھی دیں گے۔

تو اسی صورت کے لیے غالب نے فرمایا تھا، اسد اللہ خان غالب جو تھے کہ۔

محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا

اسی کو دیکھ کے جیتے ہیں، جس کافر پہ دم نکلے

جناب چیئرپرسن ! ایران امریکہ کی جنگ بندی میں پاکستان کا کردار یقیناً قابل تعریف اور قابل ستائش ہے۔ ایک دفعہ پھر پاکستان نے امریکہ کو نجات کا راستہ ڈھونڈ کے دیا ہے۔ لیکن اس میں غور کرنے اور دیکھنے کی بات یہ ہے کہ کس طرح ایرانی قوم اور فوج نے یکجان اور یک مشت ہو کر قربانی دیتے ہوئے استقامت اور مستقل مزاجی کے ساتھ، قومی غیرت اور حمیت کے ساتھ ایک بڑی ترقی یافتہ، global power فوج اور ہر طرح کے لاؤ لشکر سے آراستہ ایک متکبر ملک تھا، اس کو گھٹنے ٹیکنے پر اور صلح پہ مجبور کیا۔ ہمارے حکمران اس سے کوئی سبق حاصل نہیں کرتے۔ ہمارے حکمرانوں کی تو یہ عادت ہے کہ ایک فون پر ڈھیر ہو جاتے ہیں اور ایک سائفر پر regime change پہ تیار ہو جاتے ہیں۔ اور انہوں نے اس سائفر پر نہ صرف عمران خان کی حکومت کو ہٹایا بلکہ ان کی حمایت جو تھی پی ٹی آئی اور ان کے ساتھی جو تھے ان پہ ظلم و ستم اور جبر و بربریت کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں اس وقت بھی۔

اگر ہم اتنے ہی مسلمان ہیں تو اللہ تعالی نے قرآن میں فرمایا ہے کہ (عربی) کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جو محمد رسول اللہ کے ساتھی ہیں وہ کافروں پہ شدید ہیں لیکن آپس میں ان کا بہت محبت اور رحم کا رشتہ ہے۔

لیکن ہمارے ہاں ساری برخوداریاں اور دلداریاں اوروں کے لیے ہیں اور اپنے مسلمان اور ملکی پاکستانیوں اور عاشق رسول کے لیے ہر قسم کی سختیاں یہاں پہ روا رکھی جا رہی ہیں۔

علامہ اقبال نے بھی اس پہ کہا تھا کہ۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم

رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

جناب چیئرپرسن: عظیم الدین صاحب آپ کے 10 منٹ پورے ہو گئے۔

جناب عظیم الدین زاہد: نہیں۔ سر! ابھی تو۔۔۔۔

جناب چیئرپرسن: 2:47 پہ آپ نے start کیا تھا۔ آپ wind up کریں۔

جناب عظیم الدین زاہد: جی، جی wind up تو میں نے شروع سے ہی کر دیا تھا wind up کرنا۔

حکومت نے بہت جبر کر لیا ہے عمران خان پر۔ لیکن وہ اپنے مؤقف پر قائم ہے۔ قید و بند میں ہے لیکن اس کے خیالات، اس کی اصول پسندی، اس کے چراغ روشن ہیں اور اس کے چراغوں کی روشنیاں چار سو پھیلتی جا رہی ہیں۔ آپ کی تمام تر سختیوں کے باوجود اور وہ کسی نے کہا تھا کہ

ہوا یہ دیکھ کے شرم آ رہی ہے

کہ دیے کی لو تو بڑھے جا رہی ہے

جناب چیئرپرسن: جی شکریہ۔ آخری 30 سیکنڈز ہیں آپ کے پاس۔

جناب عظیم الدین زاہد: جی، جی اس میں بھی تین چار میں آپ کو واپس کر دوں۔ ان شاءاللہ اور یہ روشنی اس قید و بند کے باوجود پھیلتی جائے گی اور اسی روشنی سے ان شاءاللہ پاکستان کے اندھیرے چھٹیں گے۔ اور علامہ اقبال نے یہ شعر بھی عمران خان کے لیے کہا تھا کہ

ہَوا ہے گو تُند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے

وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیے ہیں اندازِ خسروانہ

ان شاءاللہ ایک دن عمران خان واپس آئے گا۔

جناب چیئرپرسن: بہت شکریہ۔ جی ازبال زہری صاحبہ please.

Ms. Izbal Zehri: Thank you Mr. Speaker! Before I speak about allocations, deficits, development programmes and fiscal priorities, I wish to speak about people. Because Budget is not merely a financial document, it is a statement of national priorities. It tells us who matters; whose struggles are acknowledged and whose voices are still waiting to be heard.

Chairman Sahab! Today I rise as a representative of Balochistan but also as a woman. When we evaluate a Budget, we often ask what it does for industries, infrastructure, exports, agriculture, defence and economic growth. But today I ask this House, what does this Budget do for the women of Pakistan, for a young girl who must abandon her education because there is no safe transport. For the women enduring domestic abuse behind closed doors, for the survival of assault searching for justice, for the women denied economic opportunity because of her gender, for the mother who walks miles every day to fetch water for her family, for the teacher, the journalist, the entrepreneur, the farmer, women who continue to contribute to this country despite countless barriers.

Mr. Chairperson! As I was reviewing the Economic Survey 2026-27, I carefully read the section of women welfare and development. The document outlines various recommendations, policy framework, commitments and aspirations in promoting women empowerment, preventing gender based violence and

protecting the rights and wellbeing of women. These are commendable objectives but I would like to ask a very simple question, how many of these commitments have translated in to practical action? How many institutions have been established to implement these policies? How much funding has been allocated to these institutions and how much of that funding has actually been spent for these causes? And most importantly, what measurable outcomes have been achieved for the women of Pakistan.

Too often we produce excellent policy documents, publish impressive recommendations and make ambitious commitments. Yet, when we examine the reality faced by women on ground, there remains a painful gap between what is written on papers and what is experienced in practice. I raised these questions in the aftermath of the horrific acid attack on a female doctor in Quetta.

Chairman Sahib! This was not an attack on just a woman. It was an assault on the very idea that women have the right to exist freely and safely in this society. The question before us is not how we condemn these incidents. The question is why we fail to prevent them. Pakistan has enacted laws addressing acid-related violence. We have even debated these issues in this House before. We have acknowledged the dangers. Yet, despite legislation, women continue to suffer.

I ask the government, why does acid remain so easily accessible to the public? Why are there insufficient regulatory mechanisms governing the scale, storage, distribution and purchase of corrosive substances? I fully recognize that industrial and commercial sectors require the legitimate use of such chemicals. But, Chairman Sahib, legitimate industrial use cannot become an excuse for regulatory negligence. The government must move beyond condemnation and implement meaningful regulation. We need licensing requirements, mandatory record-keeping, we need to monitor vendors and strictly penalize those who are making unlawful sales. And we need enforcement mechanisms capable of ensuring compliance.

(اس موقع پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمئکن ہوئے)

Ms. Izbal Zehri: Deputy Speaker Sahib! Across Pakistan, countless women endure domestic abuse, physical violence, harassment at workplace; some even face harassment at homes. There are forced marriages, honour-based violence and

psychological abuse. Many suffer in silence. Many never report what happened to them. Many are pressured into withdrawing their complaints. Many are denied justice even before they enter a courtroom. And many spend years trying to rebuild lives shattered by violence that should have never occurred in the first place. Therefore, I ask the government, when discussing women, welfare and development, where are the Budgetary allocations for survivors? Where are the safe shelters? Where are the crisis-responsive shelters? Where are the trauma-informed counseling services? Where are the legal aid programmes? Where are the rehabilitation and reintegration initiatives? Where are the economic empowerment programmes that allow survivors to regain financial independence and build their lives with dignity?

Deputy Speaker Sahib! A woman escaping violence often requires far more than legal protection. She may require emergency housing, medical treatment, childcare assistance, financial support and most importantly she requires mental health support and long-term rehabilitation. Yet, very unfortunately, very disappointingly I have to say this, in the previous Budgets and in this Budget; these essential services remain inaccessible to countless women survivors across Pakistan.

On the subject of women's welfare and protection, I would also like to draw the attention of this House to the National Commission on the Status of Women. How does the government explain the prolonged delay in appointing a Chairperson for the NCW? How can we claim that women's welfare and protection remains a national priority when the very institution established to safeguard those interests remains headless for over two years? Who is ensuring institutional leadership, oversight and accountability during this period? Where do the complaints, concerns and recommendations of the women go? Who is responsible that the reports are acted upon and not just filed and put away? Deputy Speaker Sahib! The true measure of a government's commitment is not in the number of policies it makes. It is in the number of women who are made to feel safe because of these policies. As I conclude, I wish to return to a simple, but important truth.

Budgets are not merely about numbers. They are about choices, priorities and the people of the nation. The future of Pakistan will not be secured by roads

alone not by buildings alone nor by military strength alone. It will be secured when a girl in Khuzdar can pursue her dreams without fear. When a survivor of violence finds justice, support and dignity, when development is measured not only by what we build, but by whom we uplift. This is the Pakistan we should be Budgeting for.

A Pakistan that is secure, but also compassionate. A Pakistan that is strong, but also just. A Pakistan that is economically ambitious, but also socially responsible. A Pakistan where no province feels forgotten, no girl feels abandoned and no woman feels invisible. Because when our women rise, Pakistan rises. May this House have the wisdom to invest not only in programs and projects, but in people? For the greatest resource of this nation is not beneath the soil. It is the potential of those who call this country home. For a nation that invests in its women, invests in its prosperity. A nation that protects its women protects its future. And a nation that empowers its women, empowers an entire generation. Thank you, Deputy Speaker Sahib.

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اظہار الحسن صاحب۔

خواجہ اظہار الحسن: شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر۔ پچھلے سال کی بہ نسبت بجٹ میں کم و بیش وہی اعداد و شمار ہیں، سب سے پہلے تو میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ Pakistan definitely it's constitutionally and operates as a welfare and security State. لیکن جہاں تک security State کا تعلق ہے تو یقیناً گزشتہ سال مئی میں پاکستانی افواج نے ہمارا سر فخر سے بلند کیا اور دو دن بعد ایران اور امریکہ کے درمیان جو معاہدہ طے پانے جا رہا ہے، اس کی میزبانی، ذمہ داری اور ثالثی کرنا، پاکستان کا دنیا میں ایک نئے پُرامن ایٹمی ملک کی حیثیت سے اُبھرنا یقیناً وزیر اعظم پاکستان اور فیلڈ مارشل صاحب کی کاوشوں اور تمام افواج پاکستان کی کاوشوں کی مرہون منت ہے۔

میں صرف یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب میں اس بجٹ کو دیکھ رہا تھا تو اس بجٹ سے پہلے میرے پاس IMF کی recommendations آ گئیں۔ جب میں نے IMF کی recommendations دیکھیں تو میں حیران رہ گیا کہ اس میں Total Tax, Direct Tax, Sales Tax, Federal Excise Duty, Customs Duty, Petroleum Levy, GISP Repayment of Loan یہاں تک کہ Defence Budget بجٹ بھی اس میں define ہوا ہے۔ یہ بجٹ اور IMF کی proposals میں شاید 10 فیصد کا فرق ہو گا۔ میں پریشان ہوا، معذرت کے ساتھ کہ اگر یہ پورے کا پورا وہیں سے copy paste آیا تھا تو اس میں اتنی محنت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ یہ چھ گھنٹے کی tuition مجھے پڑھا دیتے تو میں پیش کر دیتا۔ یعنی اتنی تگ و دو کے بعد اور اتنے تجزیئے، تبصرے اور ٹی وی پر مکالمے ہوئے، سیدھا سیدھا بجٹ ہے، جو دیا گیا ہے وہ پیش کر دیا گیا ہے اور لازمی سی بات ہے کہ جب IMF، جب آپ کہتے ہیں کہ جب منہ

کھاتا ہے تو آنکھ شرماتی ہے لیکن پھر میں نے پرائم منسٹر صاحب کی تقریریں سنیں، اور دیگر بھی تقریریں سنیں، میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ ہم 25 بار IMF کے پاس گئے ہیں اور 25 بار میں یہ دو ہی جماعتیں تو ہیں، پاکستان مسلم لیگ اور پاکستان پیپلز پارٹی، پیدائش سے ہم یہ musical chair تو دیکھتے چلے آ رہے ہیں۔ تو IMF کے پاس 25 بار یہی دونوں جماعتیں گئی ہوں گی تو پھر یہ سمجھ نہیں آ رہا کہ آج پھر پرائم منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ کڑوا گھونٹ پینا پڑ رہا ہے، سخت فیصلے کرنے پڑ رہے ہیں اور دل پر پتھر رکھ کر بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ بھئی یہ دل کی technology ہمیں بھی دے دیں تاکہ ہم بھی وہ دل بنا لیں جس میں اتنے بڑے بڑے پتھر رکھ سکیں۔ عام آدمی کو بھی پتہ چلے اور ہمارے پی ٹی آئی کے دوست نے یہ بات بڑی درست کی کہ ہم بجٹ پر تنقید تو کر رہے ہیں اور بجٹ پاس بھی کریں گے کیونکہ ظاہر ہے اتحادی ہیں، پارٹی کا فیصلہ ہے کہ بجٹ پاس کرنا ہے لیکن میں یہ گزارش ضرور کروں گا کہ 1947 میں ایک ڈالر 3.3 روپے کا تھا، تو کیا یہ کبھی کسی حکمران نے سوچا ہے کہ 2026 میں یہی ڈالر 285 روپے کا ہے؟ تو ہمارے ملک پر گزر کیا رہا ہو گا؟ کیا کبھی یہ comparative analysis ہم نے بنگلہ دیش سے کیا ہے؟ اور سری لنکا جو ہے وہ default ہو گیا، لیکن سری لنکا کی GDP اور economy آج بھی جا کے calculate کر لیں۔ اسی طریقے سے جب جب میں نے دیکھا کہ جس کے ساتھ لفظ قومی لگا ہوا ہے، اس محکمے کا بیڑا ہی غرق ہو گیا۔ قومی بجٹ فارغ، قومی پھول کسی کو پتہ ہی نہیں، قومی کھیل Hockey تباہ، قومی Airline تباہ، قومی Steel Mill تباہ، قومی زبان تباہ۔ میری تو یہ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ ہم اس ملک کی خدمت کر رہے ہیں یا ہم اس ملک کے ساتھ بس گزارہ کر رہے ہیں۔ پھر عام لوگوں سے پوچھو تو عام لوگ بجٹ کے بارے میں پہلے بڑے conscious ہوا کرتے تھے۔ مجھے بچپن یاد ہے، گھر کے بڑے سب بیٹھ کے دیکھتے تھے کہ بجٹ کیا آئے گا۔ PTV لگایا جاتا تھا، ایک ایک point note کیا جاتا تھا۔ آج عوام تو لاتعلق اور تو شدید بیزار ہے بجٹ سے۔ عوام تو ہمارے protocol، ہماری گاڑیاں، ہمارے کپڑے، ہماری luxury دیکھ کر نفرت میں مبتلا ہے۔ ہم لیڈر بنے پھر رہے ہیں، پچاس پچاس گاڑیوں کے protocol میں پھر رہے ہیں، اور وہ خوشامدی اپنے گھر سوچیں جمع کر کے سمجھ رہا ہوتا ہے کہ بڑا کامیاب لیڈر ہے۔ Actual public میں جاؤ ناں کسی دن، کوئی motorcycle پر helmet لگا کر، تو پتہ لگ جائے گا کتنی عزت افزائی ہو رہی ہے۔ چار چمچے جو ادھر اُدھر ہوتے ہیں، انہیں چھوڑ کر کسی bus میں بیٹھ کر Tower سے ادھر نکلیں، برابر میں seat کوئی نہیں دیتا بیٹھنے کے لیے۔ عوام کا تو grievance اور ہے۔

جناب سپیکر صاحب! بڑی اہم بات۔ یہ ملک سے باہر جاتے ہیں، سب جاتے ہیں۔ آپ بھی جاتے ہیں، میں بھی جاتا ہوں، سب جاتے ہیں۔ آپ کبھی اکیلے، ہمارے تمام لیڈرز میں، اپنی بھی بات کر رہا ہوں، آپ America، Europe، London یا عرب ممالک جائیں ناں، بغیر چمچوں، بغیر protocol کے، خدا کی قسم آپ سے کوئی ہاتھ ملانے نہیں آتا، آپ سے کوئی تصویر کھنچوانے بھی نہیں آتا۔ لیکن اگر انہی ممالک میں کوئی کھلاڑی چلا جائے، کوئی singer چلا جائے، کوئی celebrity چلا جائے، تو آپ دیکھیں اس کا کیسا استقبال ہوتا ہے، کیونکہ وہاں کا مہذب معاشرہ یہ جانتا ہے کہ آپ حکمران بن کے کوئی احسان نہیں کر رہے، آپ وزیر بن کے کوئی احسان نہیں کر رہے، آپ اپنے ملک کے خادم ہیں، آپ کو خدمت کے لیے رکھا گیا ہے۔

میں IMF کی recommendation میں ایک بات اور کرنا چاہوں گا کہ یہ میرے پاس ایک بڑی عجیب سی چیز آئی ہے۔ IMF نے ایک High Level Summary Technical Assistance Report دی، اور سپیکر صاحب، اس کی جو main core finding ہے، Governance and Corruption Diagnostic Report، یعنی IMF آپ کو پیسے دینے کے بعد نومبر 2025 میں یہ کہہ رہی ہے کہ آپ کے پورے ملک میں Governance and Corruption Diagnostic Report میں یہ ذکر ہے۔ یہ رپورٹ کسی نے پڑھی بھی ہے یا نہیں؟ قرضہ تو لے لیا، لیکن اس کے بعد دوسری باتیں ان کی کوئی سنیں؟ وہ کہہ رہے ہیں کہ کرپشن ختم کرو اپنے اندر سے۔ ہمارے ہاں کرپشن کے candidates کو صدارتی ایوارڈز ملتے ہیں۔ ہمارے ہاں تو اربوں کھربوں روپے کی کرپشن کرنے والے کو بے گناہ قرار دے دیا جاتا ہے، کیونکہ جرم ثابت نہیں ہوتا۔ ہمارے ہاں تو چار سو روپے، چھ سو روپے، ہزار روپے بجلی کا بل یا جرمانہ نہ pay کرنے والا اندر ہوتا ہے، اس ملک کے ہزاروں ارب کھا جانے والے پر کوئی الزام ثابت نہیں ہوتا۔

ایک اور گزارش میری یہ ہے کہ ابھی میں نے یہ دیکھا کہ بڑی تقریریں ہوئیں ہیں، اور صوبوں کے اوپر بھی بڑی تقریریں ہوئیں ہیں۔ کبھی یہ distribution of resources ہے، یہاں بار بار یہ بات ہو رہی ہے، بھئی یہ NFC پڑھو ناں، یہ NFC پڑھو تو صحیح۔ اس میں پڑھو تو صحیح کہ یہ کس طرح سے horizontal and vertical distribution ہے۔ یہاں پر کھڑے ہو کے چاروں صوبوں کے نمائندے، دیکھا میں نے، وہ KP کے بیزار، بلوچستان پریشان، سوائے پنجاب کے۔ سندھ کا تو میں یہاں دیکھ رہا ہوں، ہمارا تو رونا اپنی جگہ ہے۔ ماشاءاللہ ہمارے سندھ کے حکمران یہاں آ کے رو رہے ہیں، اور ایسے ایسے آنسوؤں سے رو رہے ہیں، اتنے بڑے بڑے آنسوؤں سے، کہ میں پریشان ہوں۔ کہتے ہیں جی بچوں کے سکول میں پانی نہیں ہے، ہسپتال میں ٹیکہ نہیں ہے، نرس بھاگ گئی ہے، ڈاکٹر نہیں ہے، سیلاب آ گیا۔ یار، تو پھر یہ اٹھارویں ترمیم کے سب لوگ خلاف بات کر رہے ہوں، تو یہ طے ہو گیا کہ اٹھارویں ترمیم نے کچھ نہیں دیا صوبوں کو؟ تو پھر roll back کر دو یار اٹھاہویں ترمیم۔

جب سارا کا سارا وفاق کو ہی سنانا ہے، تمہیں یہ کہنا ہے کہ جناب میرے پاس بجلی نہیں ہے، میرے پاس گیس نہیں ہے، میرے پاس پانی نہیں ہے، میرے پاس تعلیم نہیں ہے، میرے پاس صحت نہیں ہے۔ اچھا، گیس کی royalty چاروں صوبوں نے لینی ہے، سندھ کی royalty سب سے زیادہ ہے۔ National Finance Commission میں گیس کی royalty بھی لینی ہے، Gas Development Surcharge بھی لینے ہیں، K-Electric سے نوے ارب روپے بھی لینے ہیں، اور رونا دھونا پورا ہے۔ پھر اب جو سندھ کا بجٹ آ رہا ہے، اب آپ کو وفاق سے جو share ملا ہے۔

سپیکر صاحب، دو ہزار ارب روپے صوبوں کو جا رہا ہے۔ 2008 میں میرے صوبے کا بجٹ تھا 265 ارب روپے۔ اس دور کے بجٹ کی speech اٹھا کے دیکھیں، ایسا لگ رہا تھا 2008 میں کہ پتہ نہیں کیا، کوئی جنت کا ٹکڑا بن جائے گا۔ آج میرے صوبے کا بجٹ National

Finance Commissionاور اٹھارہویں ترمیم کے بعد 4000ارب روپے ہونے جارہا ہے، اور میرے حکمرانوں کا یہاں رونا دھونا ہی نہیں ختم ہو رہا۔

میری تو سمجھ میں نہیں آرہا کہ صوبائی خود مختاری کے بعد اب کیا چاہیئے؟ اٹھارہویں ترمیم کے بعد تو صوبے ریاست بن چکے ہیں۔ صوبے تو ایک علیحدہ State کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ Admissions نہیں ہو رہے، یہ صوبائی subject ہے۔ جعلی domicile پر نوکریاں ہو رہی ہیں، یہ صوبائی معاملہ ہے۔ ہسپتال برباد ہو گئے، یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ ہمیں جو ایک ایک ارب روپے کا فنڈ ملا، وہ بھی Chief Ministerنے NOC cancel کر دیا۔ تو پھر یہ بتائیں کہ آخر کار وفاق کی حیثیت اور اہمیت کیا ہے؟ اس Constitution میں accountabilityہے یا نہیں؟

پھر ایک اور important بات اس بجٹ، اب میں اس کی closing کروں گا، تجویز دے کر۔ سب سے اہم pillar جو اس بجٹ کا ہے، وہ ہےOverseas Pakistanis ۔ آپ کے پاس 30ارب ڈالر آتے ہیں، Foreign Remittances۔ یہ تو اللہ کا شکر ہوا کہ Iranاور America war میں رک گئے، لیکن ابھی Dubai کا رویہ ہم نے دیکھ لیا۔ آپ کے ایک کروڑ سے زیادہ پاکستانی 30ارب ڈالر بھیجتے ہیں۔ Federal Government ان کو protect کرنے کے لیے کوئی اقدامات کرے۔ یہ آپ کا 30ارب ڈالر آپ کی exports کے برابر ہے۔ تو یہ آپ کا جو سب سے بڑا reliance ہے Foreign Remittances کا، Gulf crisisکے بعد اب ہمیں ہوشیار ہو جانا چاہیئے کہ جو ہمارے عرب ممالک میں، Saudi Arabiaمیں، Dubaiمیں، Qatarمیں، Dohaمیں جہاں جہاں لوگ ہیں، ہمیں ان کو protect کرنا چاہیئے۔ اور ہمیں اپنی manpower کو یورپ کی طرف shift کرنا چاہیئے۔ وہاں کے barriers تھوڑے مشکل ہیں، لیکن ہمیں اب reliance دوسرے ممالک پر کرنا چاہیئے۔ پھر ایک اور Agriculture Zone. Pakistan is one of the best agriculture zone in the World.

اب یہ بچپن سے سنتے آرہے ہیں جناب اور ابھی میں نے یہاں پر سن لیا۔ ایگریکلچر بھی اٹھارہویں ترمیم کے بعد صوبائی subject ہے۔ لیکن آپ جس منصب پر بیٹھے ہیں اس کے توسط سے پرائم منسٹر کو سنانی پڑ گئی کہ بھئی 5دریا ہیں چار موسم ادھر ہیں اور ٹماٹر باہر سے آئے گا اور چاول باہر سے آئے گا اور آٹا بھی باہر سے آئے گا۔ اور پھر سارے کے سارے agriculturists جو اس ایوان میں بیٹھے ہیں، وہ غریب ہیں، نقصان میں جا رہے ہیں۔ جس کی چار Sugar Mills تھیں، وہاں سولہ Sugar Mills کے مالک ہیں، اور سولہ کی سولہ نقصان میں جا رہی ہیں۔ Rice Mills بڑھ گئی ہیں، سب نقصان میں جا رہی ہیں۔ پھر کہتے ہیں جی ہاری ہمارا 50%کا partner ہے۔ اگر ہاری آپ کا 50%کا partner ہے، تو یہ ہاری کا DHA میں آپ کے گھر کے برابر گھر کیوں نہیں ہے؟ یہ ہاری ایک لاکھ ڈالر دے کر Africa شکار پر کیوں نہیں جاتا؟ یہ ہاری کے بچے Convent Schoolمیں کیوں نہیں پڑھتے؟ یہ آپ کا 50% کا partner ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک تو سونے پر سہاگہ کہ

Agriculturistsموجود ہیں، اوپر سے politicians بھی ہیں۔ یعنی کہ پورے سندھ میں غریبوں پر ایک قبضہ ہے۔ میری بہن کہہ رہی تھی کہ جال بچھایا ہوا ہے، بالکل جال بچھایا ہوا ہے۔ سندھ میں تو غریب جال کے اندر جال میں پھنسا ہوا ہے۔ وزیر، امیر سے امیر تر ہوتا چلا گیا اور سندھی غریب سے غریب تر ہوتا چلا گیا۔ اس کی ایک اور مثال یہ ہے کہ خود کہہ رہے ہیں کہ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کے لیے 823 ارب روپے۔ اب فیڈرل گورنمنٹ نے 46 ارب روپے تعلیم کے لیے رکھے، 823 سو ارب روپے ہم نے بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کے لیے رکھے۔ اب آپ بتائیے، جس ملک میں اتنی بڑی تعداد میں سیاسی رشوت دی جائے۔ یہ سیاسی رشوت ہے یعنی کہ ووٹر کو پہلے سے خریدا جاتا ہے۔ 823 ارب روپے آپ سیاسی رشوت میں انہیں امداد کے طور پر دے رہے ہیں۔ تو اس ملک میں ڈاکٹر عبدالسلام پیدا ہوں گے یا فقیر پیدا ہوں گے؟ یعنی تعلیم کا بجٹ صفر ہے۔ یہی 823 ارب روپے ان خواتین کو باروزگار کرنے کے لیے لگائیں، ان کی domestic industry لگائیں۔ نہیں جی، subsidyدے دو۔ یہ Sicilian Mafiaاٹلی میں کیا کرتی تھی؟ وہ Mafia اٹلی میں اپنے اپنے علاقوں میں یہ کام کرتے تھے کہ وہ گھروں میں مخصوص پیسے پہنچا دیتے تھے مافیاز کے اور کہتے تھے کہ ان کو کوئی کام نہ کرنا پڑے، ان کی family protected ہے اور وہ ان کے کہنے پر پوری دنیا میں بدمعاشی کر رہا ہے۔ same وہی model ہے۔ Prime Ministerصاحب laptop دے دیتے ہیں۔ کیا laptop دینے سے نوجوان engage ہو رہے ہیں؟ کیا یہ Benazir Income Support Programme میں نوجوان engage ہو رہے ہیں؟

میری گزارش یہ بھی ہے کہ دیکھیں کہ سب سے بڑا مسئلہ اس ملک کا circular debt ہے کہ Government power producersکو pay نہیں کرتی۔ وہ اپنے bill کھڑے کر دیتے ہیں، وہ اپنی capacity charges کے bill کھڑے کر دیتے ہیں، اس پر وہ سود بھی لیتے ہیں۔ اسی طرح یہ power producers fuel company کو نہیں دیتے، fuel companyباہر سے importنہیں کرتی، بیڑا غرق ہو گیا۔ Circular debt بڑھتا چلا جا رہا ہے، لیکن اس کو کوئی address کرنے کو تیار نہیں ہے۔ ہمارے مظاہرے کے بعد یہ تھا کہ IPPs کو reform کریں گے، re-agreementکریں گے، لیکن ابھی تک ان کا بھی کچھ نہیں ہوا۔ تھوڑی دیر کے لیے چائے کی پیالی میں طوفان برپا ہوا تھا، اس کے بعد اس طوفان کا پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ کدھر گیا۔

ہمارے یہاں تقریر میں ہوتا ہے کہ نوجوانوں کو اپنا کردار ادا کرنا ہو گا۔ معذرت کے ساتھ، میں اپنی پارٹی سمیت کہہ رہا ہوں، یہ PTI کے دوست بھی بیٹھے ہیں، کیونکہ سب سے بڑا claim ان کا ہے۔ بھائی، یہ وہ ایوان ہے جہاں ساٹھ سال کا آدمی نوجوان کی نمائندگی کر رہا ہے، کسان کی نمائندگی وڈیرہ کر رہا ہے اور small industry کی نمائندگی صنعتکار کر رہا ہے۔ نوجوان کو آج تک پاکستان میں کسی political party نے کبھی آگے لانے کی کوشش نہیں کی۔ میں 1987 میں politics میں آیا تھا اور میں یہ خواب لے کر آیا تھا کہ شاید middle class کے لوگ جب ایوانوں میں جائیں گے اور جانے کے بعد اس میں بڑی legislation ہو گی، بڑا کام ہو گا۔ آج 34 سال بعد میں آپ کو بتا رہا ہوں، اس ایوان کے اندر middle class کا رول ختم ہے، بلکہ پاکستان سے اب middle class ہی ختم ہو رہی ہے۔ جب تک ان ایوانوں میں یہ اجارہ داری رہے

گی اور معذرت کے ساتھ، ہم پر یہ الزام ہے کہ ہم ہر جماعت کے ساتھ حکومت میں بھی ہوتے ہیں۔ بھائی، حکومت میں نہ ہوں تو پھر کیا کریں؟ 2013 سے 2018 میں نہیں تھے حکومت میں، شہر کا بیڑا غرق ہوا، ہمارا بھی بیڑا غرق ہوا اور جب حکومت میں ہوتے ہیں تو کچھ نہ کچھ لے کر اپنے شہر کے لیے جاتے ہیں، جس کے لیے ہمیں اور مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نوجوان کو آپ اگر نہیں دیں گے اور اب مسئلہ یہ ہے کہ نوجوان بھی کون ہیں؟ اس ملک میں تین قسم کے نوجوان ہیں۔ ایک نوجوان وہ ہے جو میری طرح سرکاری سکول میں پڑھا ہوا ہے، جس کو پیلا سکول کہتا ہے۔ ایک نوجوان وہ ہے جو O Levels ، A Levels کا بچہ ہے، جس نے 30 ارب روپے سالانہ پاکستان سے باہر بھیجنے ہیں اور اس میں سے 90 فیصد بچہ پاکستان سے باہر چلا جائے گا۔ ایک نوجوان وہ ہے جو اب مدارس میں پڑھتا ہے۔ بھائی، تین نوجوان ہیں، تین پاکستان ہیں، تین خواب ہیں، تین منزلیں ہیں، تین رہنے کے طریقے ہیں، تین زبانیں ہیں، تین اعتبارات ہیں اور اگر یہ نوجوانوں کو ایک جگہ کر لیں تو اس ایوان میں بیٹھے بڑے بڑے بت گر جائیں گے۔

پھر میں یہ بھی ضرور کہوں گا کہ ایک اور ہمارے ہاں بڑا اچھا initiative ہے، SIFC اور اس کے patron وزیراعظم صاحب اور Field Marshal صاحب ہیں۔ جب اس کی window کھولتے ہیں تو اس میں لکھا آتا ہے، 'why invest in Pakistan' اور اس میں پھر بتاتے ہیں کہ یہ single window ہے، Ease of doing business ہے، thriving business environment ہے، mutual success and growth ہے۔ پھر اس کے venues کیا ہیں؟ Agriculture, livestock, IT, telecom, mineral mines, energy, industry, tourism and privatization.

یہاں سر! اتنے بااثر لوگ موجود ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس SIFC کو، جو کہ ایک بہترین initiative ہے، One Window ہے، یہاں پر بیٹھے کتنے بااثر لوگوں نے اس SIFC میں اپنا کردار ادا کیا ہے؟ سب کے تعلقات ہیں پوری دنیا میں، کتنے یہاں پر سابق وزیر اعظم بیٹھے ہیں، وزیر اعلیٰ موجود ہیں، گورنر موجود ہیں، باتوں کے tournament ہیں۔

پاکستان کے لیے اگر کسی نے کچھ کرنا ہے تو کوئی اس کا حساب دے کہ اس SIFC میں، جو کہ سب نے مل کر بنائی، آخر کار اس کے لیے personal کوششیں کی گئیں؟ ابھی اپنی اپنی حکومت پر بات آجائے تو چار چار ممالک کے پاس جا کے سفارشیں مانگیں گے کہ ہاں جی، مجھے بچاؤ، لیکن جب ملک بچانے کے لیے کوئی ادارہ بنا تو اس کو کسی ایک نے بھی perform نہیں کیا۔

جناب! میں نے عام آدمی کا relief آپ کو بتا دیا۔ ہمارے شہر میں ایک اور بڑا عذاب آگیا اور ویسے ہی ہمارے شہر میں اٹھارہ سال سے عذاب ہے، لیکن ایک عذاب یہ آیا کہ ہمارے یہاں free کھانے تقسیم ہو رہے ہیں، free دستر خوان اور اب free سونے کی بھی facility ہے، کیونکہ ریلوے اسٹیشن بند ہیں تو ریلوے پھاٹک پر جا کے آرام سے بستر لگ جاتے ہیں، پچاس پچاس روپے، سو سو روپے وہاں پر فی بستر ریٹ ہے۔ یعنی

تین وقت free کھائیں، دن بھر مستی کریں، ڈکیتیاں ماریں، چوری کریں یا نہ کریں اور اس کے بعد کھا کے آرام سے سو جائیں، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

ہمارے آپ کے گھروں میں متواتر اتنا بکرے کا گوشت نہیں پکتا، ہمارے یہاں شتر مرغ کا گوشت ف free، بکرے کا گوشت freeاور گائے کا گوشت free ، کیا اس کے لیے حکومت کی کوئی policy ہے؟ یقیناً Federal Government مجھے کہہ دے گی کہ یہ تو اٹھارہویں ترمیم ہے، اور ہمارے یہاں جب 823ارب روپے Benazir Income Support Programme ---

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کریں please۔

خواجہ اظہار الحسن: سر! میں wind up کر رہا ہوں۔ میں کراچی پر آ جاتا ہوں۔ سر! میرے ہاتھ لگ گیا ہے ایک Loan agreement۔ یہ کراچی کا Click Project ہے اور اس government میں 2024 میں اس کی پہلی release آئی ہے۔ سپیکر صاحب! اس میں جو surety ہے، جو borrower ہے، وہ Government of Pakistan ہے اور جو utilize کر رہا ہے وہ Government of Sindh ہے۔ یعنی میرے شہر پر Click Project سے قرضہ لیا ہے، اس پہ سود بھی ہے، Asian Development Bank قرضہ دے رہا ہے، میرا شہر گروی رکھ دیا اور مجھے ہی نہیں پتا، اور سب سے بڑی بات، میری اتحادی PML-N، وہ بھی مجھے نہیں بتا رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کریں۔ آخری بات کریں، کہنا مانیں please۔

خواجہ اظہار الحسن: میں کراچی کی بات کرنا چاہتا ہوں، کراچی کی بات تو اب مجھے please کرنے دیں۔ کچھ لوگوں کو تڑکا لگانا ضروری ہوتا ہے، یعنی ماحول خراب کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اب یہاں پر میری بہن ابھی شروع ہوئی، بلدیہ فیکٹری بھول گئے؟ ہم یہ نہیں بھولے۔ ارے بھائی، بھولنا بھی نہیں چاہیئے، اور عدالتوں سے جو فیصلے آ رہے ہیں، وہ پڑھنے بھی چاہیئں۔ یعنی حد ہو گئی الزام تراشی کا ایک وطیرہ بنایا ہوا ہے، صرف اپنی leadership کو اور اپنے voter کو خوش کرنے کے لیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آ گیا، بہت time ہو گیا، آپ کو wind up کرنے کا موقع بھی دیا، آپ Chair کا کہنا مان لیں۔ آخری شعر پڑھیں۔ آپ نے شعر ضرور لکھا ہو گا، شاعری سے لگاؤ رکھتے ہیں۔

خواجہ اظہار الحسن: کراچی کے اوپر تھوڑی سی بھڑاس نکالنے دیں۔ ماحول برابر تو کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو double time ملا ہے، جو allotted time ہے۔

خواجہ اظہار الحسن: کتنے منٹ ہوئے ہیں؟ دس منٹ تو دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دس منٹ کا time ہوتا ہے، آپ کا تئیسواں منٹ چل رہا ہے۔ شعر پڑھیں please۔ ورنہ میں مائیک بند کر دوں گا۔

خواجہ اظہار الحسن: شعر پڑھ لیتا ہوں اور یہ شعر میں نے ابھی سنا ہے۔

سنا ہے جنگلوں کا بھی کوئی دستور ہوتا ہے۔ سنا ہے شیر کا پیٹ بھر جائے تو اگلے ہفتے کا بھی کھانا رکھ لیتا ہے۔ یہ نہیں سنا آپ نے؟ میں نے نظم پڑھی ہے۔ وہ جب بھوکا نہیں ہوتا تو حملہ نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔آپ شعر پڑھیں، تشریح نہ کریں پلیز۔

خواجہ اظہار الحسن: سر! شعر یہ ہے۔

سنا ہے جنگلوں کا بھی کوئی دستور ہوتا ہے

ندی کے پانی پر قبضہ ہوتا ہے

اور ٹینکروں میں بانڈ آجاتا ہے

سنا ہے جنگلوں کا بھی کوئی دستور ہوتا ہے

اور پھر ٹینکروں کے نیچے روندا جاتا ہے

اور کان پہ جوں تک نہیں رینگتی

اور سنا ہے جنگلوں کا بھی کوئی دستور ہوتا ہے

کیونکہ وہاں جمہوریت ایک خوفناک انتقام ہے اس لیے سنا ہے جنگلوں کا بھی کوئی دستور ہوتا ہے تو یہ دستور بنانے والے ان کے اوپر میرا یہ شعر تھا۔

ڈپٹی سپیکر: اظہر قیوم ناہرہ صاحب۔

جناب اظہر قیوم ناہرہ: **بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ**۔ سب سے پہلے تو میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ جس نے ہمیں اتنی عزت سے نوازا، اتنی کامیابی سے نوازا، پاکستان پوری دنیا میں امن کا سفیر بن کے اُبھرا۔ جنابِ ڈپٹی سپیکر! پاکستان نے ہمیشہ امن کا اور بھائی چارے کا پیغام دیا، جس کا پھل اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کامیابی کی صورت میں عطا کیا میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اے اللہ تعالیٰ ہمیشہ پاکستان کو ایسی ہی ترقیوں سے، ایسی ہی عزتوں سے نواز جنابِ سپیکر! اس پر میں اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف صاحب، میاں محمد شہباز شریف صاحب اور اس House کے تمام اپنے colleagues کو فیلڈ مارشل جناب سید عاصم منیر صاحب کو اور پوری پاکستانی قوم کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور جہاں جہاں بھی میرے پاکستانی اور مسلمان بھائی آباد ہیں ان سب کو میری طرف سے بہت بہت دلی مبارک باد، اور جناب سپیکر! میرے پیر و مرشد صوفی برکت علی لدھیانوی صاحب رحمۃاللہ علیہ نے بڑی دیر پہلے یہ پیشن گوئی کی تھی، کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک دن آئے گا کہ پوری دنیا کے فیصلے پاکستان کی ہاں اور ناں میں ہوں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس سفر کا ہم نے آغاز کر دیا ہے اور ان شاءاللہ بہت جلد ہم اس منزل کو بھی حاصل کر لیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ،جناب سپیکر ! ان مشکل حالات میں جنگ کی وجہ سے پوری دنیا میں بڑے مشکل حالات تھے اور میں اپنی Government کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور جناب میاں محمد شہباز شریف صاحب کو، وزیر خزانہ صاحب کو ان کی پوری ٹیم کو، کہ انہوں نے ان مشکل حالات میں اپنی قوم کی مجبوریوں کو مد نظر رکھتے ہوئے پوری کوشش کی کہ اپنی قوم پہ بوجھ نہ ڈالا جائے اور انہوں نے ہر ممکن relief دیا جناب سپیکر ! جیسے کہ super tax کو ختم کر کے businessman کو relief دیا گیا بڑی اچھی بات ہے دینا چاہیئے ان کا بھی پاکستان کی ترقی میں اور معیشت میں بڑا اہم role ہے جناب سپیکر ! اسی طرح پراپرٹی ٹیکس میں بھی relief دے کر businessman کو بھی relief دیا گیا لیکن جناب سپیکر ! معذرت کے ساتھ ادھر کافی سارے بلکہ کافی نہیں میں سمجھتا ہوں کہ 99 % میرے colleagues نے وہ بے شک اس side پہ بیٹھے تھے یا اس side پہ بیٹھے تھے یہ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ سب نے کسان اور زراعت کی بات کی جناب سپیکر ! جو ہمیں توقعات اور امید تھی Government نے کیا ضرور کچھ ہے لیکن جو ہمیں امید اور توقع تھی جناب سپیکر ! وہ نہیں ہو سکا جو کیا یہ ناکافی ہے برائے مہربانی کر کے جس طرح کل بھی میرے دوستوں نے کہا کہ زمیندار، کسان ایک بڑا مظلوم طبقہ ہے اور جناب سپیکر ! جو بڑی بڑی فیکٹریوں کے مالک ہیں businessmen ہیں یہاں real estate کا کاروبار کرنے والے میرے دوست بھائی میں نے پہلے بتایا کہ وہ بھی پاکستانی ہیں ان کو بھی relief دینا چاہیئے لیکن کسان ان کا مقابلہ نہیں کرتا جنابِ سپیکر ! اگر ان کو ایک روپیہ relief ملے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسان کو 10 روپے relief ملنا چاہیئے اور جب کسان خوشحال ہوتا ہے تو پورا پاکستان خوشحال ہوتا ہے جس علاقے کا کسان ہوتا ہے وہ علاقہ خوشحال ہوتا ہے جناب سپیکر ! ہم نے دیکھا ہے کہ جب کسان خوشحال ہوتا ہے تو بازاروں میں بھی رونقیں ہوتی ہیں۔ جس طرح میرا بھائی ریاض الحق کہہ رہا تھا کہ جب کسان پریشان ہوتا ہے تو بازاروں میں مارکیٹوں میں ہُو کا عالم ہوتا ہے تو اس میں میں ایک چھوٹی سی مثال بھی دے دیتا ہوں کہ جب کسان کو اس کی فصل کے اچھے rate ملتے ہیں، اچھی پیداوار ہوتی ہے۔

جناب سپیکر ! پھر کسان اپنے کسی نہ کسی کا کوئی نہ کوئی programme ترتیب دیتا ہے جیسے کہ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ میں اپنے بیٹے کی یا بیٹی کی شادی کا بندوبست کروں تو جناب سپیکر ! جب وہ یہ programme بناتا ہے تو اس کے ساتھ پھر بہت ساروں کے روزگار بھی چلتے ہیں جیسے ہی وہ شادی کا programme بناتا ہے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ میں اپنے گھر میں ایک 2 کمرے نئے بنالوں۔ جب وہ کمرہ بناتا ہے تو اس سے مستری اور مزدور کا بھی کاروبار چلتا ہے اس کے ساتھ جناب سپیکر ! جس سے وہ اینٹیں لیتا ہے اس کا کاروبار بھی چلتا ہے جب وہ بازار میں خریداری کرنے کے لیے جاتا ہے تو جناب سپیکر ! وہ بازار میں کپڑے والے کا Jeweler کا جوتے والے کا، ہر کسی کا کاروبار چلتا ہے تو اس لیے میری حکومت وقت سے جناب میاں محمد شباز شریف صاحب سے یہ پُر زور اپیل ہے کہ سارے House کے 97, 98 % میرے colleagues نے اسی بات پہ زور دیا ہے کہ زراعت کے لیے بہتر سے بہتر package دیا جائے تو میں ان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ایک تو جو انہوں نے 407 ارب روپے کا relief package دیا ہے ٹیکس کی مد میں وہ کیونکہ نقد کیش کی صورت میں نہیں ہے وہ indirect tax کی صورت میں کسان بھائیوں کو ملے گا تو اس

کے لیے طریقہٗ کار ایسا وضع کیا جائے جو صاف، شفاف اور آسان ہو، تاکہ اس کا فائدہ کسان تک پہنچ سکے اسی طرح پنجاب حکومت نے زمیندار کے لیے پہلے بھی بہت کچھ کیا ہے اور اس بجٹ میں بھی انہوں نے کافی کچھ کیا ہے تو جناب سپیکر! جیسے انہوں نے ایک green tractor کی scheme دی اچھی بات ہے، جتنا زیادہ سے زیادہ ہوسکے وہ کرنا ہے لیکن جناب سپیکر! اس میں ہوا یہ کہ فی ٹریکٹر 10 لاکھ روپے کی subsidy دی گئی، اُس subsidy سے ایک family کو یا ایک فرد کو فائدہ ہوا لیکن بہتر ہوتا، اگر وہ زیادہ پیسے تھے تو کوئی نہیں وہ 10 لاکھ کی subsidy ٹریکٹر میں چلی جائے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جناب اگر وہ 10 لاکھ روپے آپ اسے کھاد میں subsidy دے دیتے 3000, 4000 rupee per bag کے حساب سے تو جناب سپیکر! اس سے ہو سکتا ہے ایک پورا گاؤں مستفید ہو جاتا تو میری یہ گزارش ہے کہ آپ جناب وزیر اعظم سے بھی اور یہاں پہ وزیر خزانہ ابھی تشریف رکھتے تھے وہ چلے گئے ہیں کہ اس House سے کچھ Members لے لیں senior Members لے لیں ہماری side سے اور اس side سے لے لیں تو جناب سپیکر! ان سے یہ بجٹ pass ہونے سے پہلے ایک meeting کریں جو ان کے تحفظات ہیں وہ سنیں اور اس میں جو ان کی بہتر طریقے سے مدد ہوسکے وہ کریں۔

جناب سپیکر! اور میں امید بھی کرتا ہوں کہ میاں شہباز شریف صاحب، میاں نواز شریف صاحب ایک درد دل رکھنے والے انسان ہیں اور انہوں نے ہمیشہ پاکستانی قوم کی بہتری کے لیے کام کیا ہے تو میں یہ امید کرتا ہوں کہ ان شاءاللہ یہ بجٹ pass ہونے سے پہلے وہ ایک کمیٹی بنا کے ان سے meeting کریں گے اور جو ہمارے مطالبات ہیں جناب سپیکر! ان پہ ضرور نظر ثانی کی جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ میری ایک گزارش ہے کہ جیسے ابھی جنگ کی وجہ سے تیل کی prices بڑی زیادہ ہیں جناب سپیکر! زمیندار کے لیے 3 ,2 چیزیں بڑی اہم ہیں تیل، کھاد اور بجلی اور بجلی پہ اگر وہ مناسب سمجھیں، جیسے کل میرے بھائی ناصر بوسال نے بات کی ہم اکٹھے ہی 2014 میں میاں نواز شریف صاحب کو ہم نے request کی تھی، تو یقین کریں انہوں نے وہ تاریخی package دیا تھا۔ اگر میاں شہباز شریف صاحب کوئی مہربانی کریں اگر بجلی پہ کوئی رعایت دے سکتے ہیں زمیندار کو یا پھر solar آسان قسطوں پہ دیں۔ اور تیل ابھی جیسے اللہ نے مہربانی کی جنگ ختم ہوگئی اور تیل کی prices نیچے آرہی ہیں تو جناب سپیکر! اس پہ فوری عمل درآمد کر کے تیل کی قیمتیں کم کریں تاکہ زمیندار ابھی چاول کی فصل کاشت کر رہا ہے اور اسے ابھی بڑی اشد ضرورت ہے۔ تو میری یہ ان سے گزارش ہے کہ جتنا زیادہ ہوسکے اور جتنی جلدی ہوسکے، اس پہ ریلیف دیں تاکہ زمیندار کو اپنی فصل کاشت کرنے سے پہلے اس چیز کا فائدہ پہنچ سکے۔

جناب سپیکر! اب تھوڑی سی سیاست پہ بات کر لیتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہاں پہ کافی دنوں سے، پانچ، چھ، سات دن سے، بجٹ پہ بحث چل رہی ہے۔ سارے دوستوں نے اپنے علاقے کے، اپنے ملک کے مسائل بیان کیے، لیکن افسوس کے ساتھ ایک سائیڈ سے وہی، جو پچھلے بجٹ میں بھی باتیں ہوتی رہیں، کہ عمران خان کو رہا کر کے اس کا علاج کرو۔ پہلے تو یہ بات میں clear کرتا چلوں کہ اس کا علاج ہی ہو رہا ہے، جو وہ deserve کرتا تھا، وہی تو ہو رہا ہے، اور آپ نے کیسا علاج کروانا ہے؟

تو رہائی تو، جناب سپیکر! پتاہے، ان میں سے کافی سارے ممبر ایسے ہیں جو ابھی فرسٹ ٹائم آئے ہیں۔ جب ہم اس سائیڈ پہ بیٹھے ہوتے تھے یہ ادھر بیٹھتے تھے، تو یہ کہتے تھے، یہ تو عدالتوں کا معاملہ ہے، عدالتوں نے فیصلے کرنے ہیں۔ تو جناب سپیکر! آج بھی عدالتوں نے فیصلے کرنے ہیں، رہائی وہاں سے ہونی ہے۔ میں یہاں پہ نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کی ذات سے ڈرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کو غرور و تکبر پسند نہیں، اس نے اس دن بڑی بات کی کہ آپ نے ہمیں دیا کیا ہے؟ وہ mix اردو اور پنجابی میں باتیں کر کے، تو اس نے سمجھا کہ شاید میں نے بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ وہ حادثاتی طور پر MNA بن گیا ہے، تو میرا اسے یہ مشورہ ہے کہ اگر مل گئی ہے ناں تے حوصلے نال کھاؤ، ٹھنڈے دودھ نوں پھوکاں نہیں ماری دیاں۔

گجرانوالہ ہو، پنجاب ہو، پورا پاکستان ہو، انہوں نے کہا آپ نے دیا کیا ہے؟ جو اس کو دیا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے، وہ ہماری لیڈر شپ نے دیا ہے۔ ہم نے اس ملک کو ایٹم بم دیا ہے، ہم نے اس ملک کو motorways دیں ہیں، جناب سپیکر! ہم نے بجلی کے کارخانے لگائے ہیں۔ آپ نے اس ملک کو کیا دیا ہے؟ او ہی اک نگ دا کوکا، تے چوکاں چوراہاں وچ ٹھمکے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی کارکردگی ہے آپ کی تو وہ بتادیں۔

میں کل social media پہ دیکھ رہا تھا، پنجاب اسمبلی کا اجلاس ختم ہوا، وہاں سے ان کی خاتون ممبر باہر نکلی، تو صحافی نے اس سے سوال کیا، مسلم لیگ (ن) والے تو یہ کہتے ہیں، جب بھی تقریر اسمبلی میں کرتے ہیں یا باہر کرتے ہیں، کہ ہم فلاں منصوبہ لے کر آئے، ہم فلاں منصوبہ لے کر آئے۔ آپ بتائیں، آپ کون سا منصوبہ لے کر آئے ہیں؟ تو اس نے ان سے کہا کہ مجھے پتا ہے، آپ مسلم لیگ (ن) کے حمایتی ہو۔

(پنجابی)

میں تین دفعہ آزاد کو ہرا کے آیا ہوں، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے، اور اپنے حلقے کے بزرگوں، دوستوں اور ماؤں بہنوں کے ووٹ سے۔ آپ کس بلال اعجاز کی بات کر رہے ہو، میں اُس پر روشنی ڈالتا ہوں، میرے بھائی۔ میں نے بتایا، اگر تسلی نہ ہوئی تو تسلّی کر کے جاؤں گا۔ صبر کرو۔

سر، میں بتاتا ہوں کہ جس وفا کے پیکر کی یہ بات کرتے ہیں، جس کا میرے بھائی بار بار ذکر کرتے ہیں، اس وقت شاید اس کی سیاسی پیدائش بھی نہیں ہوئی تھی، جب میں نے اسے شکست دی تھی۔ آزاد، اللہ کے فضل و کرم سے، میں نے اسے شکست دی تھی۔ 2003ء میں بھی شکست دی تھی، 2008 میں بھی اللہ کے فضل و کرم سے شکست دی تھی، 2013ء میں بھی، 2018ء میں بھی، 2024ء میں بھی، اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آئندہ بھی دوں گا، اللہ کی مہربانی سے۔

اور جس کی آپ بات کر رہے ہیں ناں، وہ مخلص نہیں ہے آپ کے ساتھ۔ میں نے ان آنکھوں سے دیکھا ہے اسے میاں نواز شریف کے تلوے چاٹتے ہوئے۔ میں نے اسے 180-H Model Town پہ دیکھا ہے، سارا سارا دن request کرتے ہوئے۔ جب اسے ٹائم ملے گا، بھاگ جائے گا۔

مسلم لیگ (ن) کا میں ورکر ہوں۔ پیپلز پارٹی کا میرے حلقے میں اپنا ورکر ہے۔ Second option میں چھوڑ جائے گا آپ کو۔ یہ بات میں clear کر رہا ہوں۔ اگر تسلّی سے سنو گے تو میں بتادوں گا آپ کو سارا کچھ۔ آپ میری بات سنو، جو میں نے بتایا ہے۔ میں آپ کے ارسطو کو چار دفعہ

شکست دے کے آیا ہوں، اللہ کی مہربانی سے، اور ان شاءاللہ، اللہ نے اگر چاہا تو آئندہ بھی دوں گا۔ اور کچھ چاہیئے تو بتاؤ۔ جس کی میں بات کر رہا ہوں۔ صبح الیکشن کروالو۔ میں resign دیتا ہوں اس کو کہو آجاؤ میدان میں۔ کس کی بات کر رہے آپ؟ میں نے دیکھا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، بس ٹھیک ہو گیا ناہرہ صاحب، ہو گیا۔ No crosstalk, order in the House, مخدوم زین حسین قریشی صاحب۔

مخدوم زین حسین قریشی: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سپیکر صاحب! چور چوری سے جائے، سینہ زوری سے نہ جائے۔ اچھی خاصی تقریر کر رہے تھے، معزز رکن گجرانوالہ سے، پتہ نہیں ان کے اندر کا پٹواری کیوں جاگ گیا اور انہوں نے یہ حرکتیں کیوں شروع کی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: زین صاحب اس طرح کے comments آئیں گے تو ماحول خراب ہو گا۔ آپ اپنی تقریر کریں۔

مخدوم زین حسین قریشی: ڈپٹی سپیکر صاحب! میں ابتداء میں آپ کی ملک ایک شعر کر دیتا ہوں۔ اس امید کے ساتھ کہ آپ میری گفتگو، میرے جذبات کو بھی سمجھیں گے اور میری گفتگو پہ بھی غور کریں گے۔ سپیکر صاحب! عرض یہ ہے۔

خط کے چھوٹے سے تراشے میں نہیں آئیں گے۔
غم زیادہ ہیں لفافے میں نہیں آئیں گے۔
ہم نہ مجنوں ہیں، نہ فرہاد کے کچھ لگتے ہیں۔
ہم کسی دشت تماشے میں نہیں آئیں گے۔
مختصر وقت میں یہ بات نہیں ہو سکتی،
درد اتنے ہیں خلاصے میں نہیں آئیں گے۔
اُس کی کچھ خیر خبر ہو تو بتاؤ یارو۔
ہم کسی اور دلاسے میں نہیں آئیں گے۔

جناب سپیکر! پچھلے پانچ سال سے یہ دلاسے لارے لپوں کی حکومت جو چل رہی ہے، شاہد خان آپ بیٹھ جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خٹک صاحب دونوں سائیڈ میری بات سن لیں۔ جس طرح صبح سے House چلا رہے ہیں اس کو چلنے دیں۔ جب آپ کو موقع آئے گا پھر جواب دیجیئے گا۔ Order in the House, please.

مخدوم زین حسین قریشی: جناب سپیکر! امید تو یہ تھی کہ House کا ماحول اچھا ہو گا اور کوئی پڑھی لکھی گفتگو ہو گی۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ انہوں نے کرنے نہیں دینی۔ ان سے کہیں اپنا شوق پورا کر لیں، پھر میں بات کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! House کو order میں کر لیں پھر کوئی گفتگو ہو سکے گی، صبح سے ہم بیٹھے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ایک break لے لوں اگر آپ لوگ خاموش نہیں ہو رہے ہیں۔ اس میں سب کے ممبران رہ جائیں گے، آپ لوگوں کی مرضی، sense of the House یہ ہے کہ ہم نہیں کرتے۔ دیکھیں اگر Government بھی behave نہیں کرے گی تو آپ چاہتے کیا ہیں، no cross talk تشریف رکھیں قریشی صاحب میں آپ کو بعد میں موقع دیتا ہوں، عامر مگسی صاحب آپ بات کریں، پلیز، نہیں اس طرح نہیں ہو گا، تشریف رکھیں بس آپ نے بول لیا، بہت بول لیا، طلال صاحب آپ دیکھ لیں۔ طلال صاحب۔

سینیٹر طلال چوہدری: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ کتنی بہترین بجٹ پر debate ہو رہی تھی اگر ایک PML(N) کا Member بات کر رہا تھا تو بات یہاں سے شروع ہوئی ہے۔ سر! یہ بات مناسب نہیں ہے، گزارش یہ ہے کہ یہ سب پابند ہوں کہ یہ کام نہیں ہونا چاہیئے، نہیں تو debate نہیں ہو سکے گی۔ اب اپنی دفعہ کہتے ہیں چپ کر جائیں، خود کیوں نہیں چپ کیے کرتے تھے، میں اپنوں کو چپ کرواتا ہوں آپ ان کو بھی کہیں کہ یہ بھی چپ کر جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مگسی صاحب کو Floor دیا ہے۔

میر عامر علی خان مگسی: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر! مہربانی کر کے ان کو بٹھائیں کہ we should start the proceedings.

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ continue کریں۔

میر عامر علی خان مگسی: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ Thank you Deputy Speaker! آج آپ نے موقع دیا ہے بجٹ پر بات کرنے کا میں بھی request کروں گا اپنے colleagues سے کہ please sit down and have some decorum in the House اگر نام تبدیل کروا دیا جائے چھوٹے بھائی کا نام آ گیا ہے جی میری جگہ پہ screen پہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ .Order in the House مگسی صاحب بجٹ اس سے زیادہ شور میں پیش ہوا تھا۔

میر عامر علی خان مگسی: جی بالکل۔

I'll go ahead with my speech; I hope the sanity will prevail between the Members.

2026-27 کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس پہ میں کچھ چیزوں کی نشاندہی کرتا ہوں کیوں کہ کچھ criticism اور کچھ positive چیزیں بھی سامنے نظر آئی ہیں۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو اس وقت پاکستان کی گورنمنٹ اور اداروں نے ایک کردار ادا کیا ہے ثالثی میں پاکستان کی جو نمائندگی ہوئی ہے جو issue اس وقت جو burn ہو رہا تھا ہمارے ان علاقوں میں جو Persian gulf میں ہیں especially

I would like to give all the credit to our President Mr. Asif Ali اس پہin the gulf region

Zardari Sahib, Prime Minister, Deputy Prime Minister, Field Marshalاور ہمارا پورا عملہ جنہوں نے

ان کے ساتھ یہ کردار ادا کیا ہے ان کو ہم سب کو appreciate کرنا چاہیئے، ہمارے ملک کا وقار اور عزت جو اوپر ہوئی ہے اس پہ you can very well imagine.

(مداخلت)

Mir Amir Ali Khan Magsi: Deputy Speaker Sahib! This is getting a little more serious, there are ladies sitting over here in this august House, this is becoming a little bit out of proportion. Please this is not acceptable over here.

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات کریں۔

میر عامر علی خان مگسی: Thank youبڑی مہربانی اب آجائیں جی اس issue پہ کہ پاکستان کا جو مقام تھا الحمدللہ we have revived ourselves especially after may 9thجو ہماری skirmish ہوئی تھی انڈیا کے ساتھ اس کے بعد جو اُس میں بہتری اور ترقی ہوئی الحمدللہ.that has prevailed.

آگے چلیں جی اس کے اوپر اب جو بجٹ انہوں نے پیش کیا ہے۔ اُس میں چند چیزیں ہیں جن پر ہم لوگوں کو تشویش نظر آئی ہے I would like to highlight just by saying that the higher spending especially on Defence Budget, which has been increased by 18% that is a requirement butاسی کے ساتھ ہی ساتھ اگر آپ دیکھیں کہ Federal Development spending جو ہے that has come to about one trillion that has come down. Critics argue that there is a less money for infrastructure, education, health care and long term economic growthکو.this will affect.

اسی طرح اگر آپ آئیں تو limited relief for the middle class has come ہمارے اوپر جو IMF کا influenceہے that is very strong ۔اس کی وجہ سے بہت سی چیزیں ہیں جو ہمارے اوپر لگائی جاتی ہیں جس کا جو outcome ہے after that one year of Budget, the austerity which comes in front of it does not reflect very well۔اسی طرح جو ہمارے revenue targets ہیں quite ambitious ان کو recover کرنے کے لیے SROs and certain short kind of taxes come up after every two to three months اس پر بھی بہت زیادہ تشویش پائی جاتی ہے۔ اسی طرح continue جو debt burden ہے، ہمارے اوپر اس کی جو debt servicing

due to energy crisis and ہے inflation اسی طرح۔ that is also a very big burden on usہے lot of things come up to. This all reflects at the end of the day on the people of Pakistan and then there is weak support of growth in the sectors also جو low exports energy inefficiencies and weak industrial competitiveness میں آتی ہے اس کی وجہ سے بھی ہم لوگوں کو اس کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

اچھا اب میں آتا ہوں ہمارا جو خاص کر agro-sector ہے کیونکہ اسی سے ہمارا تعلق ہے اور پاکستان میں جو agriculture کا ہدف ہے وہ ہمیشہ figures میں تو آتا ہے۔ لیکن اس کا جو actual relief ہے وہ ہمارے overall Pakistan جو چاروں صوبوں میں growers ہیں ان کو نہیں پہنچتا۔ اسی کی وجہ سے کہ جو certain policies بنائی گئی ہیں For some reason, people from provinces are not invited to give their opinions or issues that they can reflect in front of that committee, for example.

اسی طرح ہمارے agriculture کی ابھی رانا صاحب نے آج کچھ باتیں کی تھیں۔ باتوں میں تو بہت اچھا لگتا ہے لیکن جو actual crux of the matter is not there وہ اس پر اگر آپ دیکھیں تو you will realize کہ ہمارے پاس issues سب سے زیادہ ہیں، ہمارے fertilizer, diesel, electricity, agriculture machinery پر کوئی subsidy نہیں ہے۔ اگر subsidy نہیں ہے۔ اس کی اگر inputs کی prices آپ دیکھیں۔ آپ tractors کی prices دیکھیں اور یہ جتنی بھی چیزیں اس کے اندر آتی ہیں pesticide ہو گئی، fertilizer ہو گیا، DAP, diesel, transport, all these things come into it.

اس کی وجہ سے ہی ہمیں جو burden اُٹھانا پڑتا ہے، لوگوں کو جو ہماری عوام ہے، جو کاشتکار ہیں، جو growers ہیں چاروں صوبوں میں، ان کو اس چیز کی وہ ملتی نہیں ہیں چاہے tomatoes ہوں، potatoes ہوں، wheat ہو، rice ہو۔ Rice کی export کے اوپر آپ دیکھیں کتنی ہمارے اوپر بندش ہے۔ کس وجہ سے کہ جو rice جس طریقے سے export ہونے چاہئیں۔ اس کے اندر جو یہاں سے export ہوتی ہے اس کے check and balance کا بھی بڑا issue ہے کیونکہ I went to some countries جہاں پہ ان چیزوں پر بات ہوئی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ جی آپ لوگوں کی طرف سے جو اس کا جو check and balance ہے That needs to be rectified.

So, if we keep talking about it, this will not get us to what we would like to do.

اسی طرح water management کے provinces issuesمیں ہیں، federal government کے water کے issues ہیں جن پر میں کہنا چاہوں گا کہ 2022میں جو last floodآیا تھا، جس کے اندر بلوچستان اور سندھ میں devastationہوئی تھی۔ جس کے اندر ہماری governmentپاکستان پیپلز پارٹی نے انتھک دن رات محنت کر کے جو housingوہاں پہ لوگوں کو دی ہے، وہاں پہ جو infrastructure ہمارا خراب ہوا تھا ہمارے districtsمیں وہاں پہ۔ وہ ہماری government تھی جس نے یہ کیا۔ لیکن federal governmentکی طرف سے ہمیں reflectionجو کہا گیا تھا، جو موجودہ Prime Ministerہیں اس وقت بھی اسی PDM Governmentمیں تھے۔ لیکن وہ چیزیں ہمیں ابھی تک Flood Commissionکی طرف سے provide نہیں ہوئی ہیں۔

تو میں اس august Houseکو بتاؤں کہ جتنے billions of rupeesکا وہاں پہ نقصان ہوا تھا livestockکا، لوگوں کے، infrastructureکا، provinceاپنی طرف سے کام کر رہا ہے۔ لیکن ہمیں federal governmentکی طرف سے اس کے لیے کچھ incentivesکی سخت ضرورت ہے وہاں پہ، کیونکہ جب تک یہ چیز ٹھیک نہیں ہو گی۔ تو یہ دونوں صوبے ہمارے بلوچستان اور سندھ اس کے نقصانات وہاں کے لوگ اٹھاتے رہیں گے۔

اسی طرح ہماری seed qualityاور crop pricing کے بڑے challengesہیں۔ تو یہ چیزیں سامنے رکھتے ہوئے ہم لوگوں کو اس پہ کوئی بہتر فیصلے کرنے پڑیں گے، صوبے کو اور وفاق کو۔

اس کے بعد اگر آ جائیں تو ہمارے پاس Farm to market roadsہیں، agriculture researchہے جو ہمارے پاس ایک ہی یونیورسٹی ہے، جو خاص کام کرتی ہے فیصل آباد میں۔ اور اگر اسی طرح کا اگر جام شورو میں آ جائیں۔ تو ان چیزوں کو بھی بہتر ہم لوگوں کو کرنا چاہیئے تاکہ لوگوں کے لیے آسانی پیدا ہو۔

اسی طرح ہم نے پانی کو بھی conserveکرنا ہے، پانی کی wasteجو ہے پانی کی جو managementہے that should be done properlyاپنے provincesمیں اور federal governmentکو خاص کر اس وقت پانی کی کمی ہے۔ اس وقت ہمارے دریاؤں کی جو water managementہے وہ صحیح طرح نہیں ہو رہی۔ سندھ کا بہت بڑا ایک issueہے جو سندھ اور بلوچستان کو پانی ملتا ہے یہاں سے ہی آتا ہے اور اس کی جو managementہے وہ صحیح طریقے سے conductنہیں ہو رہی ہے۔

تو میں اس پر بھی کچھ کہنا چاہوں گا کہ اس چیز کو بھی ضرور فوراً اور کیونکہ ابھی اس وقت rice patternکا cropہونے والا ہے اس کے لیے پانی کی سخت ضرورت ہے ہم لوگوں کو تو Please that should be look also into it.

اسی طرح آخر میں میں یہ کہنا چاہوں گا بجٹ پر کہ agricultureپر کہ 45 percent income taxلگایا گیا ہے which is almost impossible for the growers to give, that should come downاس کو آپ نیچے لے کر آئیں اس کے اوپر گفت وشنید ہونی چاہیئے، provinces بھی اس چیز پر نظر ثانی ضرور کریں کہ جو growerہے it is impossible for him to give this kind of agriculture income i.e. 45 percentآپ اس پر بیٹھیں، آپ دیکھیں per acre کیا yieldہوتی ہے different cropsکی اور اس کے سامنے آپ پر reflectionآجائے گا۔

آخر میں میں ایک اور چیز پہ بھی بات کرنا چاہوں گا کہ جو ہمارے کچھ colleaguesنے یہاں پہ جو especiallyکراچی سے تعلق رکھتے ہیں خواجہ صاحب نے بات کی Benazir Income Support Programmeپر کہ یہ ایک سیاسی رشوت ہے، I think this is a little too much for him to say like that, because this is across the board. محترمہ شہید بے نظیر صاحبہ کے نام سے جو یہ اگر بنایا گیا تھا۔ یہ سارے صوبوں میں ساری ان عورتوں کو دیا جاتا ہے بغیر کسی کی political affiliationکے یا کسی اور، جس کے اندر بیوہ ہیں اور وہ عورتیں جن کے پاس source of incomeنہیں ہے اور ان کا باقاعدہ ایک criteriaآج سے نہیں بنا ہوا ہے، کتنے سال سے بنا ہوا ہے اور اس کو بہتر ہر سال کرتے جا رہے ہیں۔ اور یہ بات کرنا مناسب نہیں ہے اس Houseمیں اور اتنے بڑے ادارے پر کہ جی وہ سیاسی رشوت ہے، I think this is non-acceptable اور ان کو چاہیئے کہ اس چیز کو کم سے کم اس نظر سے نہ دیکھا جائے کیونکہ جتنی بھی political partiesہیں، چاہے MQMہو یا جتنی بھی ہیں یہ across the boardان غریب عورتوں کو سہارا ملتا ہے کہ اپنی زندگی کو بہتر کر سکیں۔ تو یہ چیز کہنا بالکل مناسب نہیں تھا۔

اسی طرح کراچی کے issuesکے اوپر انہوں نے کچھ باتیں کیں کہ کراچی کو الحمدللہ اگر دیکھا جائے۔ ٹھیک ہے It is a very big cosmopolitan metropolitan city where the population keeps increasing overthere باہر سے لوگ پورے پاکستان سے وہاں پر آتے ہیں تو It is an ongoing process.تو اگر ایک روڈ بنانی پڑتی ہے تو اس کو آپ کو پتہ ہے کہ پیسے کی بات نہیں ہوتی، اس میں تکلیف کتنی ہوتی ہے کہ اس کو بند کیا جائے، trafficکو manageکرنے کے لیے، کہنا یہاں پہ بہت آسان ہے۔ لیکن اس کو manageکرنا وہاں پہ Physically, practically it takes a lot of effort, which Alhamdolillah Pakistan Peoples' Party is doing overthere.

ابھی حال ہی میں اگر آپ وہاں پہ دیکھیں تو شاہراہ بھٹو بنایا گیا ہے۔ اس کو دیکھیں آپ جا کر کہ اس کا کتنا ہمیں advantageملا ہے وہاں پہ rural areaسے جو لوگ اندر آتے ہیں، وہاں سے جو باہر جاتے ہیں اور ان شاءاللہ تعالیٰ اس کا جو reflectionہے آپ کے سامنے آ چکا ہے وہ۔

اور پھر اس کے بعد management کی بات ہے تو political parties نے وہاں پہ پہلے بھی manage کیا تھا ان کو بھی وہاں پہ Mayorship ملی تھی۔ جو انہوں نے کام کیے وہ بھی آپ لوگوں کے سامنے ہیں اور آنے والے وقت میں ان شاءاللہ تعالیٰ ہم جو وہاں پہ کام کر رہے ہیں ان چیزوں کی reflection بھی آئے گی۔

ابھی حال میں پیپلز پارٹی کی government نے pink scooters کے نام سے عورتوں کو دیئے ہیں free of cost تو یہ کبھی کسی اور government نے تو نہیں کیا وہاں پہ۔ یہ ہماری government ہے جو وہاں پہ کر رہی ہے، ان کو سہولتیں دے رہی ہیں اور It is not only in Karachi, it is all over جہاں پہ بھی اس criteria میں جو ladies آتی ہیں ان کو یہ چیزیں دی جا رہی ہیں۔

تو ایسے بہت سے کام ہیں جو ان شاءاللہ تعالیٰ آنے والے وقتوں میں ہمارے جو چیئرمین صاحب ہیں، ان کی reflection ان چیزوں پر اور نظر ثانی کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں آنے والا وقت بہتری کی طرف ہے اور اگر مل کر سب کام کریں گے بجائے اس کے کہ ہم ان چیزوں پہ نقطہ چینی کریں۔ ٹھیک ہے Healthy criticism is always acceptable.

اسی طرح اگر آپ 18th Amendment پر آجائیں، 18th Amendment پہ ساری political parties نے یہاں sign کیا تھا، It is a part of Constitution اور یہ کہنا کہ جی وفاق اور اس پر۔ اگر ہمیں ایک reasonable خود مختاری اپنے آپ کو manage کرنے کے لیے کرنی پڑتی ہے تو اس پر میرا خیال ہے نقطہ چینی کرنا کوئی مناسب بات نہیں ہے۔ You are part of it, you have signed it, تو اس کے اندر آپ آگے بہتری لانے کے لیے ساتھ ملیں، کام کریں۔ شہر اگر کراچی آپ کا ہے تو ہمارا بھی ہے، ہم سب کا ہے۔ کراچی ہو یا لاہور ہو یا کسی بھی صوبے کے شہر ہیں تو وہ سب کے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس چیز پر بھی آپ کو چاہیئے کہ آپ اس پر ایک نقطہ چینی غلط قسم کی نہ کریں، healthy criticism کریں اور مل کر ساتھ اگر بیٹھ کے کام کریں تو کراچی آپ کا بھی ہے، ہمارا بھی ہے، ہم سب کا ہے اور پورے پاکستان کے لوگ کراچی میں رہتے ہیں، irrelevant of their creed and colour and ان کی جو قسم ہے۔ ٹھیک ہے۔

تو میں چاہوں گا کہ آپ لوگ ان چیزوں کو اس نظر سے دیکھیں اور مل کر کام کریں اور ان شاءاللہ تعالیٰ آنے والا وقت میں سمجھتا ہوں پاکستان کے لیے بہت بہتر ہے جو ہم لوگوں کو نظر آ رہا ہے۔ I appreciate for the time. Thank you.

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی محترمہ نکہت شکیل صاحبہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سائنس و ٹیکنالوجی (ڈاکٹر نکہت شکیل خان): شکریہ۔ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب۔ میں سب سے پہلے تو سب کی طرح پرائم منسٹر شہباز شریف صاحب اور فیلڈ مارشل عاصم منیر صاحب کو اور پوری پاکستانی قوم کو بھی مبارکباد دوں گی کہ آج ہم پاکستانی بڑے فخر کے ساتھ اپنا سر بلند کرتے ہیں، green passport کی عزت بہت بڑھ گئی ہے اور الحمدللہ ان کی محنت تدبیر سے آج پاکستان ایک بہترین مقام پر کھڑا ہے۔

اس کے علاوہ میں اپنے ان تمام شہداء کا جو ابھی پچھلے دنوں ہیلی کاپٹر کے حادثے میں شہید ہوئے ہیں۔ان کے لیے دعا کرتی ہوں کہ اللہ پاک ان کو اپنے جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی ہمت اور عظمت کو سلام پیش کرتی ہوں کہ وہ ہماری حفاظت کے لیے ہر وقت اپنی جان ہتھیلی پر رکھتے ہیں۔ سر بجٹ پہ اگر بات کریں تو ہم یکم جون سے سن رہے ہیں، کہ بجٹ آج آرہا ہے یا کل آرہا ہے، finally بجٹ آگیا اور یہ بجٹ بالکل عوامی امنگوں پر پورا اترتا تھا کیونکہ عوام کو یقین تھا کہ اس بجٹ میں انہیں کوئی ریلیف نہیں ملے گا، عوام پر ٹیکسوں کا بوجھ ڈالا جائے گا اور ان کی جیب پر ڈاکہ ڈالا جائے گا تو وہ بالکل صحیح تھے اور یہ بجٹ بالکل عوام کی سوچ کے مطابق ہے۔

سر! بجٹ کو people-centric ہونا چاہیئے لیکن یہ بجٹ tax-centric ہے bureaucracy-centric ہے یا profit-centric ہے، یہ بالکل بھی people-centric تو ہے نہیں۔ بجٹ حکومت کا اپنی عوام سے وعدہ ہوتا ہے نہ کہ IMF سے، تو ہم اپنے لوگوں کو بالکل کوئی facility نہیں دیتے، ہم اُن کی ضرورتوں کا خیال نہیں رکھتے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ جب یہ بجٹ پاس ہو جائے گا تو پھر ہمارے لوگ اس ٹیکس کے بوجھ تلے مزید کتنا دب جائیں گے۔

سر! 18 ٹریلین کا بجٹ کوئی معنی نہیں رکھتا اس والد کیلئے یا اُس فیملی کے لیے جب اس کو choose کرنا پڑے کہ وہ دوا لے یا وہ اپنے بچے کے سکول کی فیس دے یا پھر اپنے گھر کا راشن لائے۔ تو اگر یہ سب چیزیں ہوں گی تو بجٹ پھر ہمارے عوام کی امنگوں کے مطابق تو نہیں ہے۔ مہنگائی کا جو ایک طوفان ہے اور inflation ریٹ کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے، اس میں ہماری حکومت کی طرف سے جو salaried-persons ہیں ان کی تنخواہ raise %7 کی گئی ہے تو کیا یہ justify کرتا ہے؟ میرے خیال میں تو جتنا مہنگائی کا طوفان ہے اس حساب سے تقریباً 15 سے 20 فیصد ان کی salaries raise ہونی چاہئیں۔

اگر میں صحت اور تعلیم کی بات کروں تو تعلیم اور صحت کا بجٹ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ہم اپنے لوگوں کے ساتھ کتنے sincere ہیں، ہمیں اپنے بچوں کا اور عوام کا کتنا خیال ہے۔ تعلیم پر GDP کا 0.8 فیصد اور صحت پہ شاید 0.5 فیصد یا اُس سے بھی کم ہے۔ صحت اور تعلیم کا بجٹ اگر ملایا جائے تو بھی وہ BISP کے بجٹ کو نہیں meet کرتا۔

جب بھی ہم Benazir Income Support Programme کی بات کرتے ہیں تو لوگ ناراض ہوتے ہیں۔ Benazir Income Support Programme ایک بہت بہترین پروگرام ہے جس میں وظیفے بھی دیئے جاتے ہیں، بچوں کی نشوونما کے لیے بھی بہت سارے پروگرامز ہیں لیکن ہماری درخواست یہ ہے کہ اس کی transparency اور accountability کے process کو اور مزید بہتر کیا جائے۔ ہمیں Benazir Income Support Programme کے حوالے سے جو ایک بات کہنی ہے، Benazir صاحبہ ہمارے لیے بہت قابل احترام ہیں، وہ ہمارے لیے بہت iconic اور role model رہی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

لیکن جب ہم کوئی بات کرتے رہیں یا تنقید کرتے رہیں تو وہ برائے اصلاح ہوتی ہے۔ اس میں جو لوگوں کو پیسے ملتے ہیں یقیناً وہ اُن کی ایک بہت بڑی help ہوتی ہے لیکن اس سے لوگ dependent ہوتے جا رہے ہیں۔ اب اِس میں جو ایک increase ہوا ہے، 838 ارب روپے رکھے گئے ہیں، تو میری درخواست یہ ہے کہ اس سے کچھ industries لگائی جائیں، لوگوں کو روزگار مہیا کیا جائے تاکہ وہ آگے independent خود مختار ہوں، کسی کے آگے ہاتھ پھیلا کر کھڑے نہ رہیں۔

سر! صحت کی بات کریں تو ایک بہت اچھی چیز ہے کہ contraceptives ٹیکس کو فری کیا گیا، ٹیکس ختم کیا گیا ہے لیکن پاکستان میں 33 ملین کے قریب diabetics ہیں اور یہ insulin, glucose meters اور strips بھی use کرتے ہیں تو اس پہ 18 فیصد ٹیکس ہے۔ یہ ضرورتِ زندگی ہے یہ luxury نہیں تو اس کو بھی اگر ٹیکس فری کیا جائے تو بہتر ہوگا۔ اسی طرح جو لوگ dialysis پر ہیں، کوئی ہفتے میں دو دفعہ کرواتا ہے، کوئی alternate days میں کرواتا ہے تو یہ بھی ایک بہت بڑا burden ہے، اس کو بھی consider کرنا چاہیئے کہ اس پر بھی ٹیکس کم ہو، بلکہ ٹیکس فری ہونا چاہیئے۔

اسی طرح ہمارے ہاں 40 فیصد بچے stunted growth کا شکار ہیں تو infant formula پہ کیوں ٹیکس لگایا ہوا ہے؟ جب malnutrition اتنی زیادہ ہے تو بچوں کے دودھ کو تو کم از کم ٹیکس فری کر دیجئے، ماں کم از کم بچے کو تو دودھ پلا سکے۔ سر یہ چیزیں luxury نہیں ہیں، یہ زندہ رہنے کے لیے ضروری ہیں۔

سر! ہماری گورنمنٹ کو ٹیکس لگانا آ گیا ہے۔ اگر ٹیکس لگانا ہے تو tobacco پر لگائیے۔ 2023 سے tobacco products پر کوئی FED نہیں بڑھا، اس وقت جب ہر چیز پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے تو tobacco جو کہ non-essential اور harmful product ہے، اس کو کیوں چھوڑ دیا جاتا ہے؟ اس پہ ٹیکس نہیں بڑھایا جاتا۔

سر! tobacco smoking ایک بہت بڑا health burden ہے، یہ دوا نہیں ہے، اس کی وجہ سے سالانہ 160 thousand اموات ہوتی ہیں، اور اگر ہم روزانہ کا حساب لگائیں تو تقریباً 438 لوگ tobacco smoking سے لوگ مرتے ہیں۔ ہمارے ہاں 10 سال سے کم یا 10 سال کے روزانہ تقریباً 1200 بچے tobacco smoking میں engage ہوتے ہیں۔ اور یہ بات proven ہے کہ اگر ہم کسی چیز پر ٹیکس لگاتے ہیں تو اس کی consumption کم ہو جاتی ہے۔ سر! اس طرح ہم اپنا health burden بھی کم کر سکتے ہیں۔

Climate change کی بات کریں تو پاکستان دنیا کا آٹھواں سب سے زیادہ متاثر ہونے والا ملک ہے لیکن بجٹ دیکھ کے ہمیں لگتا ہے کہ سب سے بڑا climate denial document ہے۔ یہ کوئی emergency heatwave response نظر نہیں آ رہا۔ بہت سارے شہروں میں 50 ڈگری سینٹی گریڈ تک temperature چلا جاتا ہے لیکن ہمیں وہاں کوئی cooling centers، sprinklers،

پانی پلانے کے انتظامات یا ORS نظر نہیں آتا۔ لوگ heat کی وجہ سے بے ہوش ہو رہے ہیں، گرمی کی وجہ سے بچوں کے سکول بند ہو رہے ہیں، بہت زیادہ اموات ہو رہی ہیں۔

سر! پچھلے چھ دنوں میں heat-wave and heat-stroke کی وجہ سے 538 اموات ہوئی ہیں۔ ان چیزوں کو بھی حکومت کے لوگ ہی تو address کریں گے۔ IPCC میں پاکستان بہت زیادہ خطرے میں ہے، ہر سال 3 سے 4 سیلاب آتے ہیں، two heatwaves آتی ہیں لیکن بجٹ میں ہمیں اس حوالے سے کچھ نہیں ملتا۔

سر! یہ بجٹ جتنا IMF کا مرہونِ منت ہے اتنا ہی اس بجٹ میں کراچی کا بھی contribution ہے۔ کراچی پاکستان کا economic engine ہے، اس کو خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ کراچی پاکستان کا سب سے بڑا industrial اور commercial hub ہے، قومی خزانے میں ایک بڑا حصہ کراچی کی طرف سے ہوتا ہے، یہاں پر ملک کے ہر حصے سے لوگ روزگار حاصل کرنے کے لیے آتے ہیں۔ اس کی ایک بہت بڑی export ہے لیکن یہاں سرمایہ کاری نہیں ہو رہی، investors باہر جا رہے ہیں کیونکہ کراچی اس وقت بہت سارے challenges سے گزر رہا ہے، چاہے وہ infrastructure کا ہو، چاہے gas, electricity, water کا ہو یا پھر law and order situation ہو۔ ہمارے اپنے شہر میں بہت ساری باتیں ہوتی ہیں، دوسرے شہروں میں بات کی جاتی ہے کہ لوگ وہاں پر مارے جاتے ہیں، ہمارے اپنے شہر میں لوگ آئے دن dumper سے کچل دیئے جاتے ہیں۔ مجھے کوئی ایک example دے دیں، میں سندھ حکومت کے معزز ممبران سے درخواست کرتی ہوں کہ مجھے کوئی ایک example دے دیں کہ ڈمپر سے جو اموات ہوئی ہیں تو اُن میں کتنے drivers کو سزا ہوئی؟ کتنی families کو compensation ملا؟ سر! ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ Mobile snatching میں ہمارے بچے مارے جاتے ہیں۔

ان چیزوں کو بھی ضرور دیکھنا چاہیئے، تھوڑی سی توجہ ان سب پر کریں، اگر ہمارا infrastructure improve ہو جائے تو کراچی بہت مضبوط ہو جائے گا۔ پورے پاکستان کی economic growth بڑھے گی، industrial sector مضبوط ہو گا تو export زیادہ ہو گی، investment اور job opportunities بڑھیں گی اور پاکستان میں ان شاءاللہ خوشحالی آئے گی۔

Lastly بس میں یہی کہوں گی کہ دنیا بھر میں AI ہماری jobs کو ختم کرتا جا رہا ہے۔ ہم سنتے تھے AI آ رہا ہے، لیکن AI آ گیا ہے۔ اس کے لیے ہماری کیا preparedness ہے؟ ہم نے کیا تیاری کی ہے؟ ہمارے وہ بچے جو remotely کام کرتے تھے یا online کام کرتے تھے اب AI نے انہیں replace کر دیا ہے۔ تو ہم نے کیا ان بچوں کے لیے کوئی rehabilitation programme رکھا ہے؟ ہم ان بچوں کو کہاں accommodate کر رہے ہیں؟ کیا ہم نے کوئی ایسا پروگرام تجویز کیا ہے؟ میرے خیال میں اس چیز پر ہمیں بہت زیادہ focus

کرنا چاہئیے کہ AI سے اب ہمیں خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہ ٹیکنالوجی ہے جسے adopt کرنے کی اور اپنے نوجوانوں کے future کو secure کرنے کی ضرورت ہے۔

سر! میری بس آپ سے گزارش ہے کہ اس بجٹ سے لوگوں کو بہت زیادہ امیدیں یہی تھیں کہ ہمارے اوپر بوجھ بڑھے گا تو یقیناً ہماری امیدیں ہماری پوری ہوئی ہیں۔.Thank you so much

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ مخدوم زین حسین قریشی صاحب۔

مخدوم زین حسین قریشی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں نے تو آپ کی نذر ایک شعر کیا تھا وہ بھی کھوہ کھاتے چلا گیا اور جو ماحول تھا جس پر میری امید تھی کہ میں اپنی تقریر کروں گا.for lack of a better word اس کے ساتھ بھی وہ ہوا جو شیر افضل مروت کہتا ہے لیکن coming back to whatever is left of my speech آپ کو حقیقت بتاؤں کہ I was in half a mind to yield the Floor to you and not speak at all. اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ بد قسمتی سے یہ ہاؤس ایک اکھاڑہ بن چکا ہے اس House میں اگر کوئی پڑھی لکھی گفتگو کرے تو اس کو بے وقوف سمجھا جاتا ہے اور جملے کسنے والے اور ہلڑ بازی کرنے والے کو شاباش دی جاتی ہے۔ میں کسی ایک جماعت کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ جو میں گزارش کر رہا ہوں وہ سب سے پہلے اپنی جماعت سے کروں گا پھر کسی اور جماعت سے کہ بجٹ debate ایک ایسی debate ہے جو تعین کرتی ہے حکومت کے اگلے ایک سال کے roadmap کا اور اپوزیشن کو موقع دیتی ہے کہ وہ اس کے اوپر تنقید برائے اصلاح کر سکے۔ تو ہمیں جملے کسنے اور باتیں کرنے کے تو بہت موقعے ملتے ہیں اور یہ ایک ایسی تقریر ہے جس پر ہم اپنی عوام اور اپنے حلقوں کی نمائندگی کرتے ہوئے، اور ملک کے بہتری کے لیے کرنی چاہیئے۔

جناب سپیکر! ورنہ آج آپ کے سامنے کھڑا ہوں کہ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں ہو رہی کہ اس بجٹ سیشن کو لے کر میری جماعت میں دو آراء تھیں۔ ایک رائے میری جماعت میں یہ تھی کہ اس بجٹ سیشن کا boycott کیا جائے کیونکہ یہ فارم 47 کی حکومت ہے اور یہ 16 سیٹوں والی جماعت ہے جس کے پاس mandate نہیں ہے اور اس کے بجٹ کو legitimize نہیں کرنا چاہیئے اور boycott کرنا چاہیئے۔ ایک رائے یہ تھی کہ نہیں، عوام کے حقیقی نمائندے ہم ہیں جو جوتی کے نشان پر، چمٹے کے نشان پر اور پیالے کے نشان پر منتخب ہو کر آئے جن کو عوام نے ووٹ دیا ہے اور اگر ہم ان کی بات ان ایوانوں تک نہیں پہنچائیں گے تو ہماری عوام کی نمائندگی کون کرے گا۔ اس سوچ نے غلبہ پایا اور ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم اپنے مطالبات آپ کے سامنے رکھ کر اس بجٹ سیشن میں حصہ لیں گے۔ ہمارے تین بنیادی مطالبات ہیں۔ ہمارا پہلا مطالبہ عمران خان تک رسائی ہے۔ دوسرا مطالبہ ہمارے قائدین اور ہکارکنان کی رہائی ہے۔ ہمارا تیسرا مطالبہ عوام کی دہائی ہے۔ یہ تین باتیں سوچ کر اس ایوان میں آیا تھا اور جو تقریر میں لایا ہوں، فنانس منسٹر صاحب تشریف فرما تھے وہ بھی اٹھ کر چلے گئے ہیں۔ میں شکر گزار پارلیمانی لیڈر کا کہ وہ تشریف فرما ہیں لیکن آج پورا دن ان کا ایک وزیر نہیں تھا۔ ڈاکٹر صاحب میں نے آپ کے ہاتھ میں کوئی قلم نہیں دیکھا پتہ نہیں کوئی چیز لکھی ہے یا نہیں لیکن آپ کی مہربانی۔ سپیکر صاحب! آپ

مجھے جانتے ہیں کہ میں ایک positive سوچ رکھنے والا آدمی ہوں اور یقین کریں میں نے اسی positive سوچ کے ساتھ فنانس منسٹر کی پوری تقریر غور سے سنی اور اس نیت سے سنی کہ اس میں کوئی قابل تعریف چیز ہو تو میں اس کا ضرور ذکر کروں اور اسی سے ابتداء کروں اور بدقسمتی سے مجھے یہ آج کہنا پڑ رہا ہے کہ فنانس منسٹر کی پوری تقریر میں اگر کوئی قابل تعریف چیز تھی تو وہ ان کا سوٹ تھا۔ ماشاءاللہ اچھا سوٹ انہوں نے پہنا ہوا تھا اور میں مجبور ہو گیا تھا یہ سوچنے پر کہ شاید فنانس منسٹر کا اختیار بھی اتنا تھا کہ انہوں نے اس دن کون سا سوٹ پہننا ہے۔ باقی جو انہوں نے بجٹ کی تقریر کی ہے وہ نظر آ رہا تھا کہ کم از کم یہ Q Block میں بنائی ہوئی تقریر نہیں ہے اور اس میں ان کا عمل دخل کم سے کم ہے۔ وہ نظر آ رہا تھا کہ واشنگٹن ڈی سی کے کسی تہ خانے میں بنا ہوا یہ آئی ایم ایف کا certified بجٹ تو ضرور ہو سکتا ہے لیکن یہ عوام کو ریلیف دینے کا بجٹ نہیں ہو سکتا۔ میں نے ان کی تقریر میں ان کو بار بار یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ ترقی اور stability کا بجٹ ہے۔ انہوں نے بار بار stability کی بات کی تو stability کے بارے میں صرف اتنا کہوں گا، ایک Economist نے بڑا اچھا کہا ہے کہ "This is a Budget for stability into poverty." غربت میں ہم بڑے مطمئن طریقے سے اس ملک کو لے کر جا رہے ہیں۔ ہم اس ملک کو دیوالیہ کی طرف لے کر جا رہے ہیں، بڑے stable طریقے سے اور اس میں stability کہیں نظر نہیں آتی۔

میں نے ٹی وی کے ٹاک شوز پر بھی دیکھا، حکومتی وزراء کو بات کرتے ہوئے بھی سُنا۔ اپوزیشن بینچوں کی طرف سے اس پر تنقید بھی ہوئی لیکن اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ وزیراعظم شہباز شریف صاحب وہ پہلے وزیراعظم ہیں جنہوں نے اپنا پانچواں consecutive Budget دیا ہے۔ لیکن سپیکر صاحب! ہر چیز کو context میں رکھنا بہت ضروری ہے۔ پانچواں بجٹ ان کا ضرور ہو گا لیکن پچھلے چار بجٹ کی کارکردگی یہ ہے کہ پچھلے چار بجٹ میں کوئی ایسا ایک بجٹ بھی ان کا نہیں ہے جہاں پر وہ growth rate 4% کو touch کر پائے ہوں۔ بلکہ اگر average aggregate چار سال کا نکالا جائے تو 2.3% بنتا ہے۔ یہ بھی ایک ریکارڈ ہے جیسے انہوں نے پانچواں بجٹ دیا ہے کہ پورے پاکستان کی تاریخ میں نہیں ہوا کہ چار consecutive Budgets آئے ہوں جن کا growth rate 4% سے کم ہو۔ اب میں اگر کہوں کہ باقی دنیا میں دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں اور ساری غلطی یہاں پر ہے تو غلط ہو گا۔ میں آپ کو west کی مثال نہیں دیتا اور میں آپ کو ترقی یافتہ ممالک کی مثال نہیں دیتا۔ اسی خطے کی مثال دے دیتا ہوں اور اس خطے میں کسی بڑے ملک کی بھی مثال نہیں دیتا۔ اگر میں آپ کو بھوٹان اور نیپال کی مثال دوں تو پچھلے چار سال میں ان کا growth rate 2.3 % پر کھڑا تھا 2 فیصد پر کھڑا تھا تو وہاں نیپال اور بھوٹان 5.5 فیصد کو touch کر رہے ہیں۔ یہ جو stability کی بات کرتے ہیں تو حقیقت یہ ہے کہ یہ stability into poverty ہے۔ یہ حکومت اس بجٹ کے ساتھ ملک کو دیوالیہ کرنے کی طرف لے کر جا رہی ہے۔ جناب سپیکر! جہاں میں poverty اور غربت کی بات کرتا ہوں تو Economic Survey of Pakistan نے غربت کو redefine کیا ہے۔ ان کی نئی definition poverty کی یہ ہے کہ جو شخص 8400 ماہانہ آمدن رکھتا ہے وہ اس ملک میں غریب نہیں ہے۔ اب یہ فیصلہ میں اس ملک کی عوام پر اور آپ پر چھوڑتا ہوں کہ ساڑھے آٹھ ہزار والا اس ملک میں عزت دار طریقے سے کیسے زندگی بسر کر سکتا ہے۔ لیکن

ستم ظریفی کیا ہے، ان کی نئی definition کے مطابق بھی اس ملک میں غربت 21 فیصد سے بڑھ کر 30 فیصد پر چلی گئی ہے۔ ماشاءاللہ یہ 27 سالہ ریکارڈ ہے۔ 27 سال میں اتنی sharp increase poverty میں اس ملک میں نہیں ہوئی۔

میں مختصر کروں گا باتیں تو بہت سی کرنے کی رہ جائیں گی لیکن میں فیصلہ عوام پر چھوڑنا چاہتا ہوں۔ آسان الفاظ میں حکومت کو آئینہ دکھانا چاہتا ہوں اور عوام کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان کے قول و فعل میں کتنا فرق ہے۔ انہوں نے بہت فخر سے remittances کی بات کی ہے کہ ہمارے دور میں remittances بڑھ گئی ہیں اور record remittances ہوئی ہمارے دور میں۔ لیکن پھر وہی بات ہے سپیکر صاحب کہ جب تک چیز کو اس کے context میں رکھا نہیں جائے گا تو آپ صحیح معنی نہیں نکال سکتے۔ پڑھی لکھی گفتگو کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ چیز context میں آجاتی ہے۔ Remittances record کیوں ہیں سپیکر صاحب۔ Remittances record اس لیے ہیں کہ جب سے یہ حکومت معرض وجود میں آئی پچھلے چار سال میں ہر سال میں 7 لاکھ سے زائد پاکستانی ملک چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ ڈاکٹر، انجینئر، اس ملک کا ٹیچر، skilled worker اور نوجوان یہ ملک چھوڑ کر جا رہا ہے اور اس لیے جا رہا ہے کہ اس کو لگتا ہے کہ اس ملک میں میرے لیے اب کچھ نہیں بچا۔ امید کی کرن میرے لیے ختم ہو گئی ہے اور مجھے کوئی نئی جگہ بسانی پڑے گی۔ وہ جو ترسیلات واپس بھیجتا ہے تو اس سے ان کی remittances بڑھ رہی ہیں۔ جناب سپیکر! دنیا کی 40 بڑی economies کے اندر پاکستان وہ واحد ملک ہے جس کی remittances اس کی exports سے زیادہ ہیں۔ اب اگر آسان الفاظ میں بات کی جائے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ ملک آپ کی GDP پر نہیں چل رہا، آپ کی بنائی ہوئی چیزوں پر نہیں چل رہا۔ جو دیار غیر میں ملک پاکستانی بیٹھے ہیں ان کے چندے پر آپ ملک چلا رہے ہیں تو یہ بات کہنی غلط نہیں ہو گی۔ جناب سپیکر! یہ بات کرتے ہیں stability کی اور ترقی کی، اس کو دراصل brain drain کہتے ہیں، آپ کے ملک کا جو talented brain اور skilled worker ہے اور جو پڑھا لکھا طبقہ ہے وہ ملک چھوڑ کر جا رہا ہے، کوئی نئی جگہ تلاش کرنے کے لیے۔ Exports کی میں کیا بات کروں؟ Exports ہیں ہی نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی اس بات پر مجھے فخر ہے کہ آج پوری دنیا میں بلے بلے ہو رہی ہے۔ لیکن اس کا عام آدمی کو کیا فائدہ ہو رہا ہے؟ آپ کے ملک میں Foreign Direct Investment نہیں آ رہی، آپ کے ملک میں job creation نہیں ہو رہی، آپ کے ملک کی exports بھی 2 ارب ڈالر سے کم ہو گئی ہیں۔ یہ کہتے ہیں ہم تجربہ کار ہیں، تم لوگ نادان تھے، تمہیں experience نہیں تھا۔ لیکن نادان ہونے کے باوجود بھی، in-experienced ہونے کے باوجود بھی اور پچھلی ایک صدی کے سب سے بڑے pandemic کے باوجود بھی عمران خان صاحب کی حکومت میں 8 ارب ڈالر سے زائد ہماری exports بڑھیں، 13 % سے زیادہ Large Scale Manufacturing Industry بڑھی، اس ملک میں روزگار آیا، معیشت کا پہیہ چلا اور یہ موازنہ آپ کے سامنے ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک ٹیکس کی بات کرتے ہیں تو اس حکومت نے ٹیکس کو weaponize کر دیا ہے اور عوام کے خلاف ایک آلہ بنا لیا ہے۔ یہ حکومت بڑے فخر سے کہتی ہے کہ ہم نے middle class salaried workers کو 7 ارب کا relief دیا ہے۔ میں پھر آپ

سے گزارش کروں گا کہ جب تک چیز کو اس کے context سے نہیں سمجھیں گے آپ بات کی تہہ تک نہیں پہنچیں گے۔7ارب کا relief تو آپ نے salaried class کو دے دیا، مان لیا، لیکن صرف Petroleum Levy کی مد میں آپ نے 250ارب ان سے لے لیا۔ تو یہ وہی بات ہوئی کہ آپ نے بچے کو ٹافی دے کر اس کی جیب کاٹ لی۔ آپ نے تھوڑا سا دکھا کر زیادہ ان سے لے لیا ہے۔ میں نے کل دو تین talk shows دیکھے ہیں۔ حکومتی وزراء talk shows میں بیٹھ کر non-tax income کی باتیں کر رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے اس حکومت میں non-tax income بہت بڑھالی ہے۔ اگر آپ ایک figure دیناچاہیں، ایک headline دیناچاہیں، تو درست headline ہو گی، لیکن اگر آپ اس کی تہہ تک جائیں گے اور اس کو سمجھنے کی کوشش کریں گے، تو آپ کو پتا چلے گا کہ non-tax income کیسے بڑھی ہے۔ اس کی 2بنیادی وجوہات ہیں non-tax income بڑھنے کی۔ پہلی وجہ Petroleum Development Levy اس سال 1500ارب ہے۔ اگر میں اس کو context میں ڈالوں، تو آپ کے اس سال کے total tax revenue کا وہ 13 % بنتا ہے اور یہ ارادہ ہے کہ اگلے سال اس کو 1700 ارب پر لے کر جائیں گے۔ یہ بھی اللہ کے فضل سے ایک record ہے۔ عام آدمی کو یہ سمجھنا ہے کہ جب وہ اپنے موٹر سائیکل میں، اپنے رکشے میں، اپنے generator میں، اپنے کاروبار میں کسی قسم کا diesel یا petrol ڈالتا ہے، تو ہر ایک لیٹر پر 120 روپے PDL کی مد میں جا رہا ہے۔ اس کی وجہ سے ان کی non-tax income بڑھ رہی ہے۔

جو دوسری بڑی وجہ ہے ان کی non-tax income بڑھنے کی، وہ State Bank کا منافع ہے۔ اب ستم ظریفی دیکھیں کہ اعداد وشمار اور الفاظ کا ہیر پھیر کیسا ہے کہ جو انہوں نے income show کی ہے، وہ income show کی ہے domestic debt، جو انہوں نے borrowing کی ہے۔ ان سے پوچھیں، جو debt آپ نے commercial banks سے لے رکھا ہے، وہ کس نے ادا کرنا ہے؟ وہ بھی عوام نے ادا کرنا ہے۔ تو اس پر جو interest آپ لے رہے ہو، اس کو income show کر رہے ہو، لیکن اس کا principal جو ادا ہو گا، وہ کون کرے گا؟ وہ عوام taxes کی صورت میں ادا کرے گی۔

اگر میں sales tax کی بات کروں، تو جناب سپیکر! 2022 میں Sales tax 1700 ارب تھا، آج وہی بڑھ کر 5000ارب روپے ہو گیا ہے۔ جناب سپیکر! Sales tax کے بارے میں بڑی simple سی بات ہے۔ Sales tax غریب آدمی کا، چھوٹے دکاندار کا اور اُس بندے کا دشمن ہے جس نے کوئی چھوٹی چیز خریدنی ہوتی ہے۔ جو بڑا صنعت کار ہے، وہ تو sales tax transfer کر دیتا ہے end consumer کو، لیکن جس نے آ کر چینی، دال، ماچس یا سگریٹ کی ڈبی بیچنی اور خریدنی ہے، وہ GST کی مد میں ادا کرتا ہے۔

سپیکر صاحب! بات ہوئی ہے debt اور circular debt کی۔ Debt کی کہانی تو اتنی دردناک ہے کہ اس ملک میں پچھلے 75 سال میں اس ملک کا debt 44000 ارب تھا اور اب پچھلے 4 سال میں یہ 88000 ارب ہو گیا۔ یعنی پچھلے 75 سال کا debt اور موجودہ گورنمنٹ کے 4 سال کے debt برابر ہیں۔ یہ ہے اس حکومت کی کارکردگی۔

جناب سپیکر! بجلی ایک ایسا نوالہ بن گئی ہے جو عوام نہ اُگل سکتی ہے نہ نگل سکتی ہے۔ نہ بجلی کے بغیر گزارہ ہوتا ہے، نہ بجلی استعمال کر کے اس کے بل کی ادائیگی ہوتی ہے۔ صرف اس حکومت میں بجلی 3 گنا بڑھ گئی ہے۔ صرف اس حکومت میں جو آپ کے DISCOs کے losses ہیں، وہ 2022 میں اگر 120 ارب کے تھے، تو آج 2026 میں وہ 474 ارب ہو گئے ہیں۔

سپیکر صاحب! یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ پاکستان کی تاریخ میں جو سب سے بڑی ناانصافی اور زیادتی اس ملک میں ہوئی ہے، وہ ان IPPs کی capacity payments میں ہوئی ہے، وہ circular debt کی شکل میں ہوئی ہے۔ سپیکر صاحب! آج جو circular debt 1840 ارب تک پہنچ گیا ہے اور جب ہم نے 1240 ارب روپے پھر commercial banks سے loans لے کر ادا کیے ہوئے تھے۔ اب اس کا عوام پر کیا اثر پڑتا ہے؟ عوام پر اس کا اثر یہ پڑتا ہے کہ یہ loans بھی تو ادا ہونے ہیں۔ یہ کیسے ادا ہوں گے؟ یہ ادا ہو رہے ہیں 3 روپے 43 پیسے فی یونٹ surcharge کی مد میں، جو اگلے 6 سال عام پاکستانی شہری نے ادا کرنے ہیں۔ میں آپ کو کون سے اعداد و شمار بتاؤں اور کتنے اعداد و شمار گنواؤں؟ یہ اتنی بے حس حکومت ہو گئی ہے، انہوں نے عوام دشمن بجٹ بنا دیا ہے کہ اس پر میں زیادہ بات کروں، تو نہ ان کے کانوں پر جوں رینگتی ہے، نہ فرق ہونا ہے۔

میرا خیال ہے کہ میں اپنے علاقے جنوبی پنجاب کی بات کر لیتا ہوں۔ جناب سپیکر! ہمارا مطالبہ day one سے رہا ہے جنوبی پنجاب کے صوبے کا اور یہ شرف مجھے حاصل ہے کہ اس ایوان میں، میں نے جنوبی پنجاب صوبے کا بل Table کیا ہوا ہے۔ اس کے پیچھے ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ جنوبی پنجاب کی محرومیاں آپ سمجھ سکتے ہیں، کیونکہ یہ درد interior سندھ والا یا جنوبی پنجاب والا سمجھ سکتا ہے۔ ہمارے ساتھ ہر دفعہ یہ مذاق ہوتا ہے کہ election کے دوران جنوبی پنجاب ایک نعرہ بن جاتا ہے اور اس کو ایک slogan کی طرح استعمال کیا جاتا ہے، لیکن جب کوئی چیز دینے کی باری آتی ہے، تو اس کو محروم رکھا جاتا ہے۔ میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں PSDP کی۔ PSDP انہوں نے ایک کھرب روپے کا رکھا ہے۔ اس ایک کھرب روپے میں بھی 11 اضلاع پر مشتمل اور 4 کروڑ سے زائد کی آبادی والے جنوبی پنجاب کے لیے ایک mega project بھی PSDP میں نہیں رکھا گیا کہ کوئی سکول، کوئی ہسپتال بن جاتا، کوئی سڑک بن جاتی، کوئی bridge بن جاتا، کوئی ایسی چیز ہمیں نہیں دی گئی۔

اسی طریقے سے ستم ظریفی تو یہ ہے کہ جنوبی پنجاب اور پاکستان کا کسان پس چکا ہے۔ DAP کھاد اور یوریا اتنی مہنگی ہو گئی ہے کہ اب وہ خرید نہیں سکتا۔ اس کی محنت کا معاوضہ اس کو مل نہیں رہا۔ ہم سب نے بھی گندم بیچی ہے، جیسے تیسے منتیں ترلے کر کے بیچی ہے، یہ ہمیں پتا ہے۔ آگے مکئی کی فصل آ رہی ہے، اس کے ساتھ جو کچھ ہونا ہے، وہ آپ کو پہلے ہی نظر آ رہا ہے۔ بجلی کے بل tube wells کے ادا نہیں ہوتے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ رہتی کسر بھی پنجاب حکومت نے نکال دی۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب نے کیا منصوبہ دینا تھا؟ میں نے کئی مرتبہ اس Floor پر یہ بات کی ہے کہ اگر آپ نے اس ملک کی معیشت کو بچانا ہے، تو agriculture sector کا revival کرنا ہوگا۔ Agriculture sector آج بھی اس ملک کا سب سے بڑا employer

ہے۔ % 70 آپ کے ملک کی آبادی اس سے وابستہ ہے۔ اگر آپ نے اس sector کو revive کرنا ہے تو آپ کو اپنی productivity بڑھانی پڑے گی۔ اگر آپ نے اپنی productivity کو بڑھانا ہے تو آپ کو ملک کے اندر نیا بیج دینا پڑے گا اور اگر آپ نے اس ملک کو نیا بیج دینا ہے تو آپ research کرنی پڑے گی۔ میں اکثر بات کیا کرتا تھا کہ ملتان کے میرے حلقے میں شجاع آباد روڈ پر ایک Cotton Research Institute ہے، کھنڈر بنا پڑا ہے۔ اس امید کے ساتھ بات کرتے تھے کہ اس کو آپ revive کریں گے، اس کے اندر research ہو گی، کوئی نیا seed آئے گا، ملک میں نئی cotton آئے گی، لیکن پنجاب حکومت نے وہ خواب بھی ہمارا پورا کر دیا کہ انہوں نے Cotton Research Institute کو بند کر کے وہاں پر جم خانہ بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Please wind up کریں۔ Keep your words now short please.

مخدوم زین حسین قریشی: مجھے آپ بتادیں کتنے minute ہوئے ہیں۔ I don't want to disclose my words to you but ابھی تھوڑا سا time رہتا ہے، مہربانی فرمائیے۔ میں wrap up کر رہا ہوں۔ یہ حکومت austerity کی باتیں کرتی ہے، لیکن austerity صرف ایک slogan ہے۔ جناب سپیکر! عوام کو کہا جاتا ہے کہ اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لو، لیکن ہم نے گیارہ ارب روپے کا جہاز خریدنا ہے۔ عوام کو کہا جاتا ہے کہ اپنا ہاتھ روک لو، لیکن Civil Government کے expenditures آج بھی ایک سو ارب سے زیادہ ہیں۔ جناب سپیکر! آج بھی اس ملک میں ہمارے وزراء کا protocol, Chief Secretary Sahib کی نشوونما، ہمارے وزراء کی zero meter گاڑیاں، یہ ترجیحات ہیں اس حکومت کی۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کر رہا ہوں اور یہ زیادتی ہو گی کہ میں ان لوگوں کا ذکر نہ کروں جن کی وجہ سے میں آج اس ایوان میں کھڑا ہوں۔ جناب سپیکر! وزیراعظم عمران خان صاحب کا TV پر شاید ان کا نام نہ لے سکتے ہوں، لیکن آج بھی اس ملک کا مقبول ترین لیڈر عمران خان ہے۔ آج بھی عوام کے دلوں میں عمران خان بستا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ ساری بات آگئی، مخدوم صاحب 30 seconds wind up کے لیے.please

مخدوم زین حسین قریشی: سر! عمران خان صاحب اس ملک کے مقبول ترین لیڈر ہیں، مخدوم شاہ محمود قریشی وفا کا دوسرا نام ہے۔ جس نے تین سال کی قید تو برداشت کی ہے، لیکن اپنے اصولوں پر فیصلہ نہیں کیا۔ جناب سپیکر! ڈاکٹر یاسمین راشد 74 سالہ Cancer patient ہیں، لیکن چٹان کا حوصلہ رکھنے والی خاتون ہیں، عمر سرفراز چیمہ عمران خان کا سپاہی ہے، اعجاز چوہدری اور میاں محمود الرشید عمر کے اس حصے میں بھی جیل کاٹ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے، بہت شکریہ۔ جناب بلال فاروق صاحب۔

جناب بلال فاروق تارڑ: بہت شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر! آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں سب سے پہلے America-Iran امن معاہدے کے حوالے سے خراجِ تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں وزیراعظم پاکستان میاں محمد شہباز شریف صاحب کو اور فیلڈ مارشل سید عاصم منیر صاحب کو کہ وہ جنگ جس نے پورے مشرقِ وسطیٰ کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا اور جس میں لاکھوں مسلمانوں کے شہید ہونے کا خدشہ تھا اور جو ایک Third World War جیسی صورتحال پیدا ہوتی جا رہی تھی اور 1945 کے بعد پہلی دفعہ ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال کے خدشات اور خطرات منڈلا رہے تھے۔

اور کیونکہ آج ہم معیشت پر بات کرنے کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں تو Strait of Hormuz کے بند ہونے سے اور تیل کا بحران پیدا ہونے سے میں سمجھتا ہوں کہ کسی ایک ملک یا کسی ایک خطے کی نہیں بلکہ پوری دنیا کی معیشت کی جڑیں ہل کر رہ گئی تھیں۔ اور خواہ کوئی بندہ کتنا بھی امیر ہو، کتنا بھی غریب ہو، میں سمجھتا ہوں کہ fuel ایک ایسی بنیادی چیز ہے جس سے دنیا کا ہر شہری متاثر ہوا۔

ایسے میں اپنے vision سے اور ان unprecedented diplomatic efforts سے Prime Minister میاں محمد شہباز شریف صاحب نے اور فیلڈ مارشل سید عاصم منیر صاحب نے جو کردار ادا کر کے امن معاہدے کو ممکن بنایا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ they have not only done services for this country, or to this region, or to the Muslim World, they have also done a service to all the humanity, اور آج اس کی وجہ سے پاکستان کا سبز ہلالی پرچم پوری دنیا میں عزت پا رہا ہے۔ پوری دنیا آپ کے اس کردار کی معترف بھی ہے، مشکور بھی ہے، اور اس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ جب Strait of Hormuz میں blockade تھا اور وہاں کسی vessel کو گزرنے کی اجازت نہیں تھی سوائے اس vessel کے جس پر پاکستان کا سبز ہلالی پرچم لہرا رہا ہو۔

جناب سپیکر Budget کی طرف آتے ہوئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں Prime Minister میاں شہباز شریف صاحب نے اپنا وہ وعدہ پورا کیا جب انہوں نے کہا تھا کہ جیسے ہی کوئی گنجائش بنے گی تو relief عوام کی طرف shift کیا جائے گا، اور اس Budget میں نہ صرف یہ کہ کوئی ایک بھی نیا tax نہیں لگایا گیا، حالانکہ GST کو ایک percent increase کرنے کے لیے بہت pressure تھا جس کو out-rightly reject کیا گیا۔

اس Budget میں جو موجودہ taxes ہیں یا ان کو کم کیا گیا ہے یا ان کو ختم کیا گیا ہے، جیسے کہ salaried class کو ہر slab میں tax relief دیا گیا ہے۔ اسی طرح جو nine percent additional surcharge تھا اس کو ختم کیا گیا ہے، businesses پر جو super tax تھا اس کا خاتمہ کیا گیا ہے، اور property sector میں، real estate sector میں taxes کو کم کیا گیا ہے، اور exporters جن کے سر پر آپ کی economy نے آگے بڑھنا ہے، minimum tax دو فیصد سے کم کر کے 1.2 فیصد کیا گیا ہے۔

اس میںIT exports which have performed very well over the last financial year 20 percent decrease آیا ہے۔ اس میں کٹوتی کر کے 0.25 tax rate رکھا گیا ہے جو اگلے تین سال تک جاری رہے گا اور cancer کے علاج کی medicines کے تمام raw materials پر بھی tax کا خاتمہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک اہم مسئلے کی طرف اس ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ PSDP میں جو hydroelectric projects کے لیے allocation رکھی گئی ہے وہ ایک سو تین ارب روپیہ ہے۔ اس میں مہمند ڈیم، دیامر بھاشا، داسو اور تربیلا کی fifth extension بھی ہے، لیکن ہمیں اس allocation کو کئی گنا بڑھانا پڑے گا۔

اس کی وجہ ہے کہ جب پچھلے سال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور آپ کی عسکری اور سول قیادت کے جرأت مندانہ فیصلوں کے نتیجے میں اور Armed Forces کے جوانوں اور افسروں کی قابلیت، صلاحیت اور جرأت کی وجہ سے جب آپ نے بھارت کو بدترین اور عبرتناک شکست دی تو بھارت نے یہ بزدلانہ فیصلہ کیا ہے کہ کیونکہ وہ میدان میں پاک فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتا، اب انہوں نے غیر قانونی فیصلہ کیا ہے، which is the violation of international law کہ ہم پانی کو ہتھیار کے طور پر استعمال کریں گے۔

اور پچھلے سال ہم نے دیکھا، اور ہم جو دریائے چناب کے کنارے پر رہنے والے ہیں ہم اس سے متاثر بھی ہوئے ہیں۔ میرا حلقہ اور میرا ضلع وزیر آباد سے لے کر رسول نگر تک بری طرح اس سے متاثر ہوا، اور اب جو انہوں نے اعلان کیا ہے کہ ہم سندھ طاس معاہدے کو یکطرفہ طور پر معطل کرتے ہیں، یہ ایک غیر قانونی اعلان ہے۔

ان کے آبی ذخائر کے وزیر نے کہا ہے کہ ہم ایک بوند پانی بھی پاکستان نہیں جانے دیں گے، میں سمجھتا ہوں کہ اس غیر قانونی policy کا مقابلہ ہمیں اسی طرح کرنا ہوگا، اسی جذبے سے، اسی جرأت سے، اسی بہادری سے جیسے Operation Bunyan-un-Marsoos کر کے ہم نے بھارت کو عبرتناک شکست دی تھی۔

جناب سپیکر! چناب دریا ہماری lifeline ہے اور وہ آج سے نہیں ہے، وہ کئی دہائیوں سے ہے، ہمارے بزرگوں کی، ہمارے forefathers کی، اور جو پچیس ملین acre feet پانی چناب میں آتا ہے اس سے ایک کروڑ ایکڑ زمینوں کو فائدہ پہنچتا ہے، وہ زرخیز ہوتی ہیں اور agriculture جو ہماری backbone ہے، ہمارے GDP کا پچیس فیصد حصہ ہے اور ہمارے کسان، ہمارے زمیندار، ہماری workforce کا 37 فیصد حصہ ہیں۔

ہم کسی کو یہ اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ ہمارا پانی روکے۔ بھارت کا منصوبہ یہ ہے کہ Baglihar Dam کی capacity بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں، Salal Dam میں outlets بنا رہے ہیں پانی کی diversion کرنے کے لیے، Ratle Dam اور اب جو چناب

سے بیاس کے لیے link بنانے کی کوشش ہو رہی ہے تاکہ چناب کی capacity ، جو پاکستان میں پانی آتا ہے، اس کو پچیس ملین acre feet سے کم کر کے دس ملین acre feet پر لایا جائے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنے hydroelectric development بجٹ کو کئی گنا بڑھانا ہوگا، ہمیں نئے reservoirs چناب پر بنانے ہوں گے، ہمیں نئے ڈیم بنانے ہوں گے خواہ وہ وزیر آباد کے پاس ہوں، سیالکوٹ کے پاس ہوں، وہ حافظ آباد ہو، وہ mid رانجھا ہو، وہ چنیوٹ ہو۔ ہمیں بھی اسی جذبے سے بھارت کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ یہ صرف food security کا issue نہیں ہے۔ یہ ایک national security کا issue ہے۔ اس پہ کوئی سیاست نہیں ہو سکتی۔ ہم سب کو اپنی اپنی جماعتوں سے، اپنے اپنے حلقوں سے، اپنے اپنے صوبوں سے، لسانیت سے، ہر چیز سے بالاتر ہو کے ہمیں یہ consensus پیدا کرنا پڑے گا کہ ہم نے نئے reservoirs اور dams بنانے ہیں۔

اور آخر میں ایک بار پھر میں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں وزیر اعظم صاحب کو، فیلڈ مارشل سید عاصم منیر صاحب کو، اسحاق ڈار صاحب کو اور محسن نقوی صاحب کو، اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ جس نے ایک زندگی بچائی گویا کہ وہ ایسے ہے کہ اس نے ساری انسانیت کو بچایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ سہرا پاکستان کی قیادت کے سر ہے کہ جس نے ایک third world war ہونے سے بچائی اور لاکھوں لوگوں کو لقمہ اجل بننے سے بچایا۔ اس دعا کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں کہ۔

خدا کرے میری ارض پاک پر اترے
وہ فصلِ گل جسے اندیشہء زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے برسوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو

پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ علی موسیٰ گیلانی صاحب۔

سید علی موسیٰ گیلانی: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں اپنی بجٹ کی تقریر میں سب سے پہلے نریندر مودی کا وہ بیان جو 24 ستمبر 2016 کو اس نے State of Kerala میں دیا تھا۔ اس نے کہا تھا اور بہت famously اس نے کہا تھا that we will isolate Pakistan at every forum and I will do everything in my capacity to isolate Pakistan.

جناب سپیکر! Please fast forward 10 years and see کہ پاکستان کی قیادت صدر آصف علی زرداری، وزیر اعظم شہباز شریف اور بالخصوص CDF سید عاصم منیر کی قیادت میں آج پاکستان کہاں کھڑا ہے اور انڈیا ایک خاموش تماشائی بن کر، اس کو سمجھ نہیں آ رہی کہ زمین پھٹ جائے اور وہ اس کے اندر دھنس جائے۔

تو میں پاکستان کی عسکری اور سیاسی قیادت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جس کی وجہ سے پاکستان کو Gaza Peace Board پر جو invitation حاصل ہوا، پوری دنیا میں اس کو پذیرائی ملی۔ پاکستان نے سعودی عرب کی حکومت کے ساتھ جو Defence pact کیا اور سب سے اہم جو US-Iran conflict کے اندر پاکستان کا کردار تھا۔ انہوں نے as a geopolitical bridge between Tehran, Beijing, Washington and Riyadh جو یہ جنگ ختم کرائی اور جس کا peace accord ہو رہا ہے پاکستان کی میزبانی میں جنیوا کے اندر اس پر میں پوری قوم کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔

پاکستان نے اپنا لوہا diplomatically اور عسکری حیثیت سے پوری دنیا کے سامنے منوالیا ہے اور آج پاکستان دنیا کے اس مقام پر کھڑا ہے جہاں پر ان شاءاللہ تعالیٰ جیسے ہی ایران سے کچھ sanctions ہٹیں گی اور regional stability آئے گی تو مجھے یقین ہے کہ Foreign Direct Investment بھی آئے گی۔ Foreign investors کا ہم پر اعتماد بھی بحال ہوگا اور آج جب ہم ملک سے باہر جاتے ہیں تو جس محبت کی نگاہ سے اور جس فخر سے ہمیں دیکھا جاتا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔

جیسے کہ ہم نے international conflict کو ٹھنڈا اور ختم کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو اب internally بھی اپنے conflicts کو ختم کرنا ہوگا۔ پاکستان کو جو کشمیر کی صورتحال ہے بجائے اس کے کہ کسی اور ہم، کشمیر cause سے نہ ہٹیں گے اور نہ کسی کو ہٹنے دیں گے اور نہ ہی ایسے عناصر کو پنپنے دیں گے چاہے وہ کشمیر میں ہوں یا وہ پاکستان کے کسی اور حصے میں ہوں جو ہمیں کشمیر cause سے deviate کر دیں۔

تو ہمیں ایک ایسی actionable پالیسی اختیار کرنی چاہیئے جہاں پر سیاسی forces کو engage کر کے ہمیں آزاد جموں و کشمیر کا جو سیاسی حل ہے۔ ادھر جو حالات ہیں ان کو ہمیں فورس کے ساتھ ساتھ dialogues اور سیاسی لوگوں کو اس کے اندر involve کر کے ہمیں اس کو بہتر بنانا چاہیئے۔

جہاں تک سوال بلوچستان کا ہے، تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو اس بجٹ کے اندر Economic Council نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم 1100 ارب روپے strategic defence کے لیے تمام صوبے اکٹھا کر کے دیں گے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پیسے کو نہایت ہی اہم ضروریات کے لیے جو کہ مانگا گیا ہے اس میں سے کچھ حصہ بلوچستان پر بھی صرف ہونا چاہیئے۔ ہمیں ان کے لوکل لوگوں کو چاہے وہ گوادر پورٹ کے operations ہیں یا وہ Reko Diq کے operations ہیں، ان کو حصہ دینا چاہیئے۔ NADRA کے پاس data موجود ہے۔ ہمیں ہر household

کا estimate لگا کر certain amount of profit percentage جو ان کے صوبے سے نکل رہا ہے ہم cash transactionsان کو دیں اور وہ heavy transactions دے دینی چاہیئں۔ ہم ہزاروں میں نہیں لاکھوں میں دیں ان کو تاکہ ان کا stakeہو، تاکہ ان کو یہ پتہ ہو کہ اگر Reko Diq چلے گا۔ تو ہمارا گھر چلے گا، اگر گوادر پورٹ چلے گا تو ہمارا گھر چلے گا اور یہ فارمولا افریقہ کے اندر، روانڈا کے اند experiment کیا گیا ہے اور کامیاب ہوا ہے۔ تو ہمیں اس ماڈل کے اوپر shift کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر! بجٹ پر آ جائیں، تو میں نیلسن منڈیلا کی تقریر جو Johannesburgمیں انہوں نے کی تھی کہ Health cannot be a question of finance or income, it is a basic fundamental right.اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں access to all health facilities should be including into basic human rightsہمارے آئین کا اس کو حصہ بنانا چاہیئے پاکستان کے اندر، صرف 25 کروڑ کی آبادی کے لیے ہمارے پاس صرف اور صرف 80 MRI machines ہیں۔ اور پاکستان کے اندر صرف اور صرف667 ventilator setsہیں۔ جس میں سے بیشتر خراب رہتے ہیں۔

مجھے یہ بتائیں کہ کیا پاکستان کے اندر UNICEF کی WHO کی رپورٹ ہے کہ ہر دن آج میری تقریر کے دوران ہر گھنٹے میں کم از کم 15 بچے جو پیدا ہو رہے ہیں وہ مر رہے ہیں اور شاید میری تقریر کے دوران بھی شاید کہیں نہ کہیں دو بچے وفات پا چکے ہوں گے جو آج پیدا ہوئے ہوں گے۔

تو ہمارے پاس بچوں کے incubators نہیں ہیں، ہمارے پاس pediatric wards نہیں ہیں۔ ان کے لیے beds نہیں ہیں، pediatric ventilators نہیں ہیں۔ یہ تو وہ صرف ہیں جو کراچی، لاہور یا اسلام آباد، پنڈی میں موجود ہوں گے۔ جو BHUs ہیں، جو DHQs ہیں وہاں تک نہیں ہے اور ہم نے صرف اور صرف 50 ارب روپے رکھا ہے Health کے اندر۔ اس کے لیے ہمیں کم از کم یہ ہمارا فرض ہے کہ اگر ہم کچھ نہیں دے سکتے۔ جو PSDP کم کر دیا گیا وہ 900 ارب کے قریب کر دیا گیا۔ اس کے اندر ہمیں سڑکیں نہ دیں، پل نہ دیں۔ لیکن ہمیں زندہ رہنے کا حق دینا چاہیئے اور زندہ رہنے کا حق صرف سانس لینا نہیں ہے۔ ہمارا آئین کہتا ہے That every human being every Pakistani has access to a dignified lifeاور جو بیمار ہے لیکن علاج نہیں کرا سکتا تو کیا وہ dignified life یہ گزار رہا ہے؟ اس کی dignity ہو رہی ہے کہ اگر اُسکے پاس beds پر خرچ کرنے کیلئے پیسہ نہیں ہے، private hospital کے ventilator کا بل ایک لاکھ ہے اور میں پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین جناب بلاول بھٹو زرداری اور پاکستان پیپلز پارٹی کے ہر اس ممبر کی کوشش اور کاوش کو سراہتا ہوں، چاہے ہم جس aisle میں بیٹھے ہوئے ہیں یا ہم جس aisle کا حصہ بنے ہوئے ہیں، ہم جس حکومت کے ہم supporter ہیں اُن کے وزراء نے بھی Benazir Income Support Programme کو کہا کہ یہ بھکاریوں کا پروگرام ہے۔ اُن لوگوں کو شرم آنی چاہیئے، یہ شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کا vision تھا، ہم نے ہر اس عورت کو باوقار بنا دیا اور گھر کا سربراہ بنا دیا کہ پیسہ اُس کے پاس جائے گا۔ اور آج جو یہ ختم کرنا چاہتے تھے، آج بلاول بھٹو زرداری کی کوشش سے، پاکستان پیپلز پارٹی کے ہر اس ممبر کی کوشش تھی جس نے TV پر بھی آواز اٹھائی ہے

اور Floor پر بھی اٹھائی ہے۔ ہم نے اس بجٹ میں Benazir Income Support Programme میں 17 فیصد رقم increase کر دی ہے۔

تو میں یہ چاہوں گا کہ ہمیں Benazir Income Support Programme کے اندر health کو شامل کر دینا چاہیئے، چاہے وہ cancer کا liver کا، گردے کا، دل کا یا وہ چھوٹے سے چھوٹے بخار کا علاج بھی ہے۔ تو ہمیں اس کو BISP کے ساتھ link کر نا دینا چاہیئے۔ ہمیں یہ پیسہ جو 50 billion ہے، اس کو تگنا کر کے BISP کے through عوام کو دینا چاہیئے، میں یہ تجویز کروں گا۔ آخر میں کہوں گا کہ مجھے بھی مجبوریوں کا اندازہ ہے۔

زنداں میں بھی شورش نہ گئی اپنے جنوں کی

اب سنگِ مداوا ہے اس آشفتہ سری کا

Last but not the least میں آخر کار پھر وہی رونا روؤں گا جو ہم ازلوں سے رو رہے ہیں کہ ہمیں ہمارا صوبہ دے دو، ہمیں ہمارے وسائل پر حق دے دو۔ یہ جو PSDP بنا رہے ہیں، جو یہ funds دے رہے ہیں، یہ fund لاہور میں استعمال ہو جائے گا، اس fund میں راولپنڈی کے flyovers بن جائیں گے، اس fund سے لاہور کی سڑکیں بن جائیں گی، اس fund سے لاہور میں تیسری موٹروے بن جائے گی جو سیالکوٹ سے آتے ہوئے اسلام آباد پہنچ جائے گی لیکن اس fund سے میرے جنوبی پنجاب کا بچہ بھوکا ہی رہے گا۔ اس fund سے نہ وہاں پر سکول بنیں گے، نہ وہاں پر ہسپتال بنیں گے، نہ وہاں پر کوئی پل بنے گا، نہ وہاں کوئی trauma center بنے گا، نہ کوئی university بنے گی اور نہ کوئی hospital بنے گا۔ خدارا، اگر صوبہ نہیں دیتے، تو کم از کم Provincial Finance Award ہی دے دو۔ جتنا پنجاب کا حق ہے، ہماری آبادی اور ہمارے وسائل کے لحاظ سے، ہمیں اتنا پیسہ ہی دے دو۔ ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں، تمہیں تنگ نہیں کریں گے، لیکن ہمیں ہمارے وسائل جتنا تو ہمیں حق دے دو۔ تو میں صرف اور صرف یہ بات کر کے اپنی تقریر کا اختتام کروں گا۔ جناب سپیکر! بہت مہربانی، شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ مقداد علی خان صاحب۔

جناب محمد مقداد علی خان: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ First of all I want to congratulate the people of Iran, اُن کے leader نے اپنی جان کا نذرانہ دے کر اپنے ملک کا وقار بڑھایا اور اپنے ملک کے لوگوں کو اکھٹا کر کے جوڑ دیا۔ اُن میں جو ایک خلا تھا اس کو بھر دیا۔ میں اُن کے اور اُمت مسلمہ کے لیڈر سید علی خامنہ ای کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

آج اس بجٹ سیشن میں، بجٹ تقریر میں میں بغیر کسی اعداد و شمار کے دیئے پاکستان کے غریب، مزدور، ریڑھی بان، بیوہ ماؤں اور بے روزگار نوجوانوں کی آواز بن کر بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس بجٹ میں آپ نے ایک بار پھر اُس غریب، بیروزگار نوجوان، بیواؤں اور پاکستان کی غیور عوام کی امیدوں کا پھر سے دم توڑ دیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ پاکستانی عوام کا بجٹ نہیں ہے بلکہ مہنگائی، بیروزگاری، بے جا taxation اور معاشی ظلم کا ایک نیا فرمان ہے۔ آج ایک غریب اور امیر کے لیے، ہر گھر میں آٹا، دال، چینی، گھی، پٹرول، ضرورت کی ادویات، روزمرہ کے استعمال کی ہر چیز کو آپ نے مہنگا ترین کر دیا ہے اور غریب عوام کی پہنچ سے دور کر دیا ہے۔ آپ جائیں اور ہمارے گاؤں کے غریب لوگوں کا حال دیکھیں۔ وہ اپنے گھر کے اندر فاقے دیکھ رہے ہیں، قرض لے لے کر اپنی دو وقت کی روٹی کا گزارہ کر رہے ہیں اور آپ یہاں پر جب taxation کرتے ہیں تو آپ کو کسی غریب کی آہ اور سسکیوں اور اس کی مفلسی کا بالکل بھی احساس نہیں ہوتا۔ یہاں پر ایک حکومتی فاضل ممبر نے کہا کہ یہ اپوزیشن والے بغیر کسی اعداد و شمار کے اپنی ایک جیسی تقریریں کر کے چلے جاتے ہیں۔ ہمارے بہت سارے ایسے ممبران ہیں جنہوں نے آپ کو اعداد و شمار بھی بتائے اور بتایا کہ آپ نے اس بجٹ میں ہی نہیں، پچھلے پانچ Budgets کے تمام اعداد و شمار میں fudging کی اور آپ نے صحیح اعداد و شمار نہیں بتائے۔ اسی طرح ہم بھی غریب، مزدور اور under-privileged طبقے کی بات کرنے سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ہمیں آپ کو اعداد و شمار بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے ملک میں lower middle class کی جو salaried class ہے ان کی بہت زیادہ بھی کریں تو 60،70 ہزار یا ایک لاکھ روپے تک تنخواہ ہو گی۔ جب آپ ایک غریب کے گھر کا بجٹ بناتے ہیں تو سب سے پہلے ہمارا ایک فرمان بجلی کے بل کی صورت میں لوگوں کے گھروں میں آجاتا ہے کہ پہلے یہ ادا کرو، نوالہ لینے سے پہلے بجلی کا بل ادا کرو ورنہ ہم تمہارے گھر کی بجلی کاٹ دیں گے، ہم تمہارے اوپر بجلی چوری کے پرچے کریں گے اور ہم تمہارے گھر کا میٹر اتار کر لے جائیں گے اور پھر تم کو تھانوں اور عدالتوں میں ذلیل کریں گے۔ انہوں نے جس salaried person کی ایک لاکھ 80 ہزار سے اوپر تنخواہ ہے اس کو relief دے دیا اور جو ہمارے ملک کی بیشتر salaried class ہے اس کو آپ نے اس بجٹ سے باہر کر دیا ہے۔ Which is a shame to this Budget and to your government.

سر! میرا تعلق ایک agriculture ضلع اور کسان فیملی سے ہے اگر میں کسانوں کی بات نہ کروں تو یہ زیادتی ہو گی۔ آپ کے ملک کے GDP کا 33 فیصد حصہ ایگریکلچر سے آتا ہے اور آپ کی 70% employment بالواسطہ یا بلاواسطہ اسی ایگریکلچر انڈسٹری سے وابستہ ہے۔ آپ کی ہر انڈسٹری کسی نہ کسی طریقے سے ایگریکلچر سے جڑی ہوئی ہے لیکن انتہائی افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ 1947 سے لے کر آج تک کوئی ایسی حکومت نہیں آئی جس نے کاشتکار کو ریلیف دیا ہو۔ جس نے چھوٹے زمیندار کو ریلیف دیا ہو۔ آپ ہر سال ایک نیا فرمان جاری کر کے اس کا استحصال کرتے ہیں۔

میں ذکر کروں گا ان تین سال کا جو پاکستان تحریک انصاف کی حکومت میں خان صاحب نے کاشتکار کو facilities دیں اور اس کو زرعی اجناس کے بہترین ریٹس دیے۔ ان تین سال میں کاشتکار خوشحال ہونا شروع ہو گیا تھا۔ لیکن پھر سے یہ حکومت ہمارے پر مسلط کی گئی اور انہوں نے آتے ہیں دوبارہ سے ہمارے کاشتکاروں کا استحصال شروع کر دیا۔ کاشتکاروں کی بات کی جائے تو اس کے بعد پنجاب میں ایک PERA Force کا ادارہ بنایا گیا ہے وہ basically تو encroachment کے لیے تھا لیکن اب اس کو آپ اپنے سیاسی مقاصد اور غریب طبقے کو دبانے کے لیے اور ان کا استحصال کرنے کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ غریب آدمی اگر ریڑھی لگائے تو آپ PERA Force کے ذریعے اس کو اٹھا دیتے ہیں۔ کسان جو پہلے ہی پسا ہوا

ہے اگر وہ اپنی فصل کی باقیات کو کسی مشینری کے ذریعے ختم نہیں کر سکتا اور وہ اس کو آگ لگاتا ہے تو آپ اس پر انوائرمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے یا PERA Force کے ذریعے ان پر بھی پرچے کرواتے ہیں۔

آخر میں یہاں پر جتنے بھی ہمارے حکومتی ممبران ہیں وہ جب بھی کھڑے ہوئے ہیں سب سے پہلے ہمارے آرمی چیف فیلڈ مارشل کی تعریف کی۔ بالکل ان کی تعریف تو بنتی ہے لیکن یہ کوئی اپنے کام بھی گنوا لیتے اور اپنی بھی کوئی تعریف کروا لیتے تو بہتر تھا۔ جو کھڑا ہوا ہے اس نے فیلڈ مارشل کی تعریف کی ہے۔ کاش کہ آپ نے بھی کوئی ایسی facility پاکستانی عوام کو دی ہوتی تو آپ کی بھی تعریف کی جاتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، محترمہ شازیہ ثوبیہ سومرو صاحبہ۔

ڈاکٹر شازیہ ثوبیہ اسلم سومرو: بہت شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب۔ سر، آپ نے مجھے بجٹ 2026-27 پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ سر! بجٹ پر بات کرنے سے پہلے میں مبارک باد دینا چاہوں گی پاکستان کی عوام کو، صدر پاکستان مردِ حُر جناب آصف علی زرداری صاحب کو، وزیر اعظم پاکستان جناب شہباز شریف صاحب کو، فیلڈ مارشل جناب عاصم منیر صاحب، ڈپٹی وزیر اعظم جناب اسحاق ڈار صاحب اور Interior Minister جناب محسن نقوی صاحب کو کہ ان سب کی محنت نے، اور اس مشکل اور نازک ترین وقت پر درست فیصلوں نے، اور ان کی پالیسیوں نے نہ صرف دنیا کو ایک اور جنگ سے بچا لیا بلکہ پاکستان کا وقار بھی بلند کیا، اور پوری دنیا میں یہ ثابت کیا کہ پاکستان نے ہمیشہ امن کی بات کی ہے اور پاکستان ہمیشہ ہی امن چاہتا ہے۔

جناب سپیکر! میں مبارک باد دینا چاہوں گی جناب بلاول بھٹو زرداری صاحب اور خاتونِ اول بی بی آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کو کہ ان کی محنت سے GB میں جمہوریت اور PPP کی جیت ممکن ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! بات کرتے ہیں اس عوام دشمن بجٹ کی، کیونکہ جناب سپیکر! ملک اس وقت مہنگائی، بے روزگاری، غربت اور معاشی مشکلات کے دور سے گزر رہا ہے۔ ایسے حالات میں عوام کو ایک ایسے بجٹ کی امید تھی جو ان سب مشکلات کو کم کر سکے، روزگار کے نئے مواقع فراہم کر سکے، معاشی ترقی کے ثمرات عام آدمی تک پہنچا سکے، مگر اس بجٹ کے اہم شعبے وہ توجہ حاصل نہ کر سکے جس کے وہ مستحق تھے۔ جناب سپیکر! پاکستان کا سب سے بڑا سرمایہ اس ملک کے نوجوان ہیں، لیکن نوجوانوں کے لیے روزگار، ہنر مندی، کاروباری معاونت اور advanced technology کے شعبوں میں سرمایہ کاری ناکافی دکھائی دے رہی ہے۔ اگر نوجوانوں کو مواقع نہ دیے گئے تو پاکستان کا نوجوان طبقہ قومی ترقی میں اپنا کردار ادا نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر! پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور زراعت ملکی ترقی کی backbone ہوتی ہے۔ زراعت تب آگے بڑھے گی جب ہم agriculture policy میں اپنے stakeholders کو اعتماد میں لیں گے، جو زراعت کے شعبے سے وابستہ ہوتے ہیں۔ ان میں کاشتکاروں کو urea ،DAP، pesticides، diesel، electricity پر subsidy دیں گے، اور وہ کاشت کار کو ٹھیک وقت پر پانی ملنے سے ہی ہو سکتی ہے۔

جب زراعت کی بات ہو تو میں سندھ اور بلوچستان کے پانی پر ڈاکہ ڈالنے کی بات ضرور کروں گی کہ 1991 Accord کے تحت جو سندھ اور بلوچستان کا آئینی اور بنیادی حق ہے، وہ سندھ اور بلوچستان کو ملنا چاہیئے تاکہ کاشتکار اپنے وقت پر پوری کاشت کر سکیں۔

جناب سپیکر! سندھ میں May سے چاولوں کی کاشت شروع ہوتی ہے، لیکن وقت پر پانی نہ ملنے کی وجہ سے وہ کاشت وقت پر شروع نہیں ہو سکی، جس کی وجہ سے سندھ کا ہاری پریشان حال ہے۔ جناب سپیکر! Pakistan Economic Survey 2025-26 کے مطابق گندم، چاول اور دالوں کی پیداوار میں کمی واقع ہوئی ہے کیونکہ ان کی کاشت میں کمی واقع ہوئی ہے۔ تو ہم یہی چیزیں باہر سے import کریں گے، لیکن اپنے کسانوں کو relief دینے کی کوئی policy نہیں بنائیں گے۔

جناب سپیکر! اب ہم بات کرتے ہیں education کی۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ تعلیم کسی بھی قوم کے زندہ رہنے کی علامت ہے۔ جناب سپیکر، UNESCO and NCHD کے survey نے ثابت کیا ہے کہ 26 million سے زائد بچے سکولوں سے باہر ہیں، اور ان میں سب سے زیادہ تعداد بچیوں کی ہے۔ اور ان بچوں کو سکول میں واپس لانے کے لیے کوئی long-term policy ہونی چاہیئے، مگر افسوس کہ اس بجٹ میں تعلیم کو priority نہیں دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعظم صاحب اور Interior Minister صاحب کی توجہ educational institutions میں drug supply کے بڑھتے ہوئے رجحان کی طرف دلوانا چاہتی ہوں کہ ہماری youth اس زہر کی عادی ہوتی جا رہی ہے، ان بچوں کو بچا لیں۔ کوئی ایسی policy لائیں جو ان بچوں کی اور ہماری youth کی حفاظت کر سکے۔

سر! health پر بات کرتے ہیں۔ جس ملک کی عوام کی صحت ترجیحی بنیادوں پر address نہیں ہوتی، وہ ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ سر، WHO کا کہنا ہے کہ کسی بھی ملک کا صحت کا بجٹ GDP کا 5% ہونا چاہیئے، لیکن اس بجٹ میں صرف 1% رکھا گیا ہے۔ اور یہ بہت افسوس کی بات ہے----

(اذان مغرب)

جناب ڈپٹی سپیکر: ثوبیہ صاحبہ کا مائیک کھولیں۔

ڈاکٹر شازیہ ثوبیہ اسلم سومرو: سر! The Lancet ایک international جریدہ ہے اس کی رپورٹ کے مطابق دیہی علاقوں میں maternal mortality rate and infant mortality rate کے cause کیسے سب سے زیادہ ہو رہے ہیں وہ صرف اس وجہ سے ہیں کہ ہم بنیادی سہولتیں نہیں دے پا رہے ہیں، اس کے علاوہ جو National Programmes ہیں، جن میں HIV/AIDS, Polio cases, Hepatitis C شامل ہیں اور دنیا میں جو پاکستان Diabetes میں پانچویں نمبر پر rank کر رہا ہے، اس کے لیے ہمیں

سنجیدگی سے دوبارہ سوچنا ہوگا۔ سر! میں توجہ دلانا چاہوں گی وزیر اعظم صاحب کی کہ Polyclinic extension Hospital جو G-11 میں بننا تھا، پچھلے پانچ سال میں وہ نہیں بن سکا ہے، اس کی طرف بھی توجہ دینی چاہیئے۔

سر! میں خراجِ تحسین پیش کرنا چاہوں گی سندھ Government کو اور ہیلتھ منسٹر صاحبہ کو کہ انہوں نے سندھ میں جو initiatives لیے ہیں، جن میں DHQs ہیں، RHCs ہیں، SIUT ہے، Gambat Institute of Medical Sciences ہے اور NICVD ہے۔ NICVD کے لیے میں چند باتیں بتانا چاہوں گی کہ جو لوگ یہاں رو رہے تھے کہ سندھ میں health کے حوالے سے کوئی کام نہیں ہو رہا ہے، میں ان کو بتانا چاہوں گی کہ کراچی میں NICVD ہے، اور اس کے علاوہ SICVD کے جو دس hospitals پورے سندھ میں ہیں، جن میں لاڑکانہ، ٹنڈو محمد خان، حیدر آباد، سیہون، سکھر، شہید بینظیر آباد، مٹھی، خیر پور، لیاری کراچی اور بلدیہ ٹاؤن کراچی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ تقریباً تیس chest pain units ہیں، کیماڑی میں ہیں، گزری Flyover کے پاس ہیں، سندھ High Court Bar Association میں ہیں، GPMC میں، موسیٰ لین لیاری میں، نیو کراچی میں، کریم آباد Flyover کے پاس ہیں، KIHD، نارتھ ناظم آباد، چورنگی، گلشنِ اقبال چورنگی Flyover، SF Medical Center میں، لانڈھی میں، قیوم آباد، قائد آباد، ملیر Heart، ملیر Cantonment، گلشنِ حدید، اورنگی ٹاؤن، ٹنڈو باگو، مکلی، دادو، ٹنڈو الہ یار، بحریہ سٹی، جیکب آباد، کشمور، شکار پور، گھوٹکی، میر پور خاص، سانگھڑ اور عمر کوٹ میں ہیں۔ سر! یہ وہ initiatives ہیں جو سندھ Government نے لیے ہیں۔

ابھی ہمارے معزز Member نے بات کی تھی OZT کی کہ وہاں پر 48 billion rupees utilize نہیں ہوتے ہیں District میں۔ میں ان کی معلومات میں اضافہ کرنا چاہوں گی کہ نہ صرف OZT کے 48 billion Districts میں through Local Governments کے خرچ ہوتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ سندھ گورنمنٹ کی طرف سے جو 200 billion دیے جاتے ہیں، وہ بھی Local Governments کے ذریعے وہاں پر utilize ہوتے ہیں۔

سر! بات ہو رہی تھی K-IV کی، تو K-IV کا منصوبہ 260 million gallons پانی روزانہ کراچی لا سکتا ہے، لیکن اگر وفاق چاہے۔ وفاق اگر existing system تک پانی پہنچا دے تو وہاں سے کراچی کو پانی سپلائی کرنا سندھ Government کی ترجیح ہوگی اور اگر وہ کام شروع کرتے ہیں، کیونکہ ظاہر ہے pipelines ڈالیں گے، roads ٹوٹیں گی، کام شروع ہوگا، تو وہی لوگ جو اس وقت K-IV کے لیے رو رہے ہیں، وہی گالیاں دینے میں سب سے آگے ہوں گے۔

سر! بات کرتے ہیں taxes کی۔ اس بجٹ میں taxes کی بھرمار کی گئی ہے، جو صرف اور صرف salaried class پر ہے۔ کبھی وہ petroleum levy کے نام پر آتی ہیں، کبھی climate levy کے نام پر آتی ہیں۔ سر! یہاں تک taxes کی بات ہوگئی ہے کہ اگر کوئی بچہ کوئی award amount بھی لیتا ہے تو اس پر بھی 40 % لگا دیا گیا ہے، جو ایک بہت شرم کی بات ہے۔ حکومت نے اگر tax لگانے

ہیں تو ان کو nicotine اور tobacco products پر taxes لگانے چاہئیں، sugary اور energy drinks پر Taxes لگانے چاہئیں، processed food پر taxes لگانے چاہئیں، جس کی وجہ سے ہمارے بچے اور ہماری youth بیمار ہو رہی ہے اور ان کی صحت کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

سر! آخر میں، میں اپنے حلقے پنو عاقل کی بات کرنا چاہوں گی کہ سردی ہو یا گرمی ہو، gas اور بجلی کی load shedding ہمیشہ رہتی ہے۔ اس وقت جون کے مہینے میں پنو عاقل کا درجہ حرارت 49°C to 50°C چل رہا ہے، جب 2 جون سے لے کر 7 جون تک SEPCO والوں نے وہاں پر بجلی کی load shedding کی ہوئی تھی، پورے پانچ دن۔ ڈپٹی سپیکر صاحب! میں آپ کی توجہ چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا time up ہو گیا ہے، wind up کریں۔

ڈاکٹر شازیہ ثوبیہ اسلم سومرو: میرے حلقے کی بات ہے۔ اس پر مجھے آپ سے Ruling چاہیئے ہو گی۔ میں آپ کی توجہ چاہتی ہوں کہ 2 جون سے لے کر 7 جون تک پنو عاقل میں load shedding رہی ہے اور اس وقت پنو عاقل کا temperature 50°C چل رہا ہے۔ ان لوگوں کو کیا فرق پڑتا ہے جو AC والے گھروں سے نکل کر AC والی گاڑی میں بیٹھ کر AC کے Offices میں آکر بیٹھ جاتے ہیں۔ ان کو کیا پتا کہ 50°C کی گرمی کیا ہوتی ہے۔ ان کو کبھی اس موسم میں پنو عاقل، سکھر، جیکب آباد لائیں تو ان کو پتا چلے گا کہ 50°C میں کس طرح لوگ وہاں پر گزارہ کرتے ہیں۔ سر! میری گزارش ہو گی کہ یہاں سے کوئی Ruling آنی چاہیئے، کہ ان اداروں کو یہاں بلایا جائے اور ہماری ان سے meeting کرائی جائے، کیونکہ میں نہیں سمجھتی کہ اس طرح آنکھیں بند کرنے سے مسئلے حل ہو سکتے ہیں۔

سر! جو لوگ Benazir Income Support Programme کے لیے بات کر رہے تھے، میں اس بات پر حکومت کو appreciate کرنا چاہوں گی کہ انہوں نے 838 ارب سے پیسے بڑھا کر 857 ارب روپے کر دیے ہیں، جو بہت اچھی بات ہے اور ان خواتین کے لیے بہت اچھی بات ہے جو اپنے گھروں میں سر اٹھا کر چل سکتی ہیں، جو economically independent ہوں گی اور اپنے بچوں کا خیال رکھ سکتی ہیں۔ سر! میں بس یہی چاہوں گی کہ جو بھی کام ہو، جو بھی بات ہو، پاکستان کی بہتری کے لیے ہو، اور میں صرف یہی چاہتی ہوں کہ پاکستان ہمیشہ قائم و دائم رہے۔ پاکستان زندہ باد۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب مبارک زیب صاحب۔

معاون خصوصی برائے وزیر اعظم (جناب مبارک زیب): بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ، سپیکر صاحب! کہ آپ نے مجھے اس اہم Budget اجلاس میں قبائلی اضلاع کے عوام کی آواز اس معزز ایوان تک پہنچانے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں حکومت کی جانب سے پیش کیے گئے Budget پر وزیر اعظم پاکستان، وزیر خزانہ اور تمام حکومتی ٹیم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں، کیونکہ موجودہ معاشی حالات میں Budget تیار کرنا بہت بڑا challenge تھا۔

جناب سپیکر! میں بحیثیت قبائلی اضلاع کا نمائندہ ہونے کے وہاں کے حالات، مشکلات اور ضروریات کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ قبائلی اضلاع کے حالات سب کے سامنے ہیں۔ غربت، بے روزگاری، دہشت گردی، تعلیم اور صحت کی کمی جیسے بڑے مسائل موجود ہیں۔ MPI report کے مطابق ضلع باجوڑ پاکستان کا چھٹا غریب ترین ضلع ہے۔ اس کے ساتھ ضلع مہمند آٹھویں نمبر پر ہے، جبکہ ضلع خیبر، کرم، اور کزئی، شمالی وزیرستان اور جنوبی وزیرستان کا بھی یہی حال ہے۔ سپیکر صاحب! 2018 سے قبل قبائلی اضلاع ایک الگ نظام کے تحت چلتے تھے، پھر پچیسویں آئینی ترمیم کے ذریعے انہیں خیبر پختونخوا میں ضم کیا گیا۔ اس وقت یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ قبائلی اضلاع کو ہر سال 100 ارب روپے دیے جائیں گے، لیکن بدقسمتی سے 8 سال گزرنے کے باوجود یہ وعدہ وفا نہ ہو سکا۔ 2019 سے اب تک تقریباً 800 ارب روپے کے مقابلے میں ہمیں 200 ارب روپے بھی نہیں ملے، جو کہ انتہائی تشویشناک ہے اور اس سال بھی 100 ارب روپے کے بجائے 27 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں، جو کہ انتہائی کم ہیں۔

سپیکر صاحب! میں حکومت سے بھرپور مطالبہ کرتا ہوں کہ قبائلی اضلاع کے ساتھ کیے گئے وعدے پورے کیے جائیں اور ان کی رقم 100 ارب روپے تک بڑھائی جائے، تاکہ ترقیاتی عمل تیز ہو اور عوام کو ان کا حق مل سکے۔ یہ وہ علاقے ہیں جنہوں نے دہشت گردی، نقل مکانی اور معاشی تباہی دیکھی ہے اور بے شمار قربانیاں دی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آخر عوام مزید کتنا انتظار کریں گے؟ میں اس معزز ایوان سے پُرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ ہمارے لیے Budget میں مختص کی گئی 27 ارب روپے کی رقم بڑھا کر 100 ارب روپے دیے جائیں اور NFC Award میں بھی ہمارا حصہ ہمیں دیا جائے۔ جناب سپیکر! کیونکہ یہ ہمارا قانونی، آئینی اور اخلاقی حق ہے۔ قبائلی عوام اب وعدے نہیں بلکہ عملی اقدامات چاہتے ہیں۔ اگر آج اس ایوان نے درست فیصلہ کیا تو تاریخ میں ایک بڑی مثال کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔ شکریہ، پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، انیقہ مہدی صاحبہ۔

محترمہ انیقہ مہدی: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ (عربی) جناب سپیکر! میں کتابی باتیں نہیں بلکہ عوام کے دل کی بات کرنے کے لیے کھڑی ہوئی ہوں۔ یہ ایوان اگر واقعی عوام کا ہے تو یہاں صرف بیانات نہیں بلکہ جواب چاہیئے۔ یہ مسئلہ صرف کسان کا نہیں بلکہ پورے پاکستان کے مستقبل کی معیشت اور عوام کی بقاء کا مسئلہ ہے۔ میں زراعت پر ادھر کیا روؤں، میں تو Opposition میں ہوں، حکومتی Benches پر جو بیٹھے ہوئے ہیں وہ مجھ سے زیادہ رو رہے ہیں، آپ کم از کم ہماری نہیں سن سکتے تو ان کی ہی سن لیں، کیونکہ حکومت میں یہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ زراعت پر Opposition کم بولی ہے، ہم سے زیادہ تو ہمارے Treasury Benches والے رو رہے ہیں، ان کی ہی شنوائی ہو جائے تو اس سے شاید کسان کی بہتری ہو جائے۔ بدقسمتی سے موجودہ حکومت کی ناقص پالیسی بے جا taxes اور petroleum prices میں مسلسل اضافے نے عوام کی زندگی کو اجیرن بنا دیا ہے۔ ہر چند ہفتوں بعد petrol اور diesel کی prices میں اضافہ کر کے، حکومت شاید اپنے financial targets تو پورے کر سکتی ہے۔ لیکن اس کے نتیجے میں غریب آدمی، مزدور، کسان اور middle class کو کچلا جا رہا ہے، پیڈی کی کاشت اب

کسان کے لیے خسارے کا سودا بن گئی ہے۔ Diesel کی قیمتوں میں بے تحاشا اضافے نے tube wells اور ٹریکٹر چلانا اور فصل کی کٹائی کو نا قابل برداشت بنا دیا ہے۔ بجلی کے units کی price بڑھا کر motor چلانا نا ممکن بنا دیا گیا ہے۔ مہنگی کھاد، مہنگی زرعی ادویات اور ناقص بیج دیا جا رہا ہے۔

جس نے زمین وطن کو سونا بنا دیا

اسی کسان کو وقت نے رلا دیا

میرے خیال میں وقت نے نہیں رلایا، اس form 47 کی پیدوار حکومت نے رلایا ہے۔ ان تین سال میں کسان کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ میرے leader عمران خان کے دور میں کسان کے input rates minimum level پر تھے اور کسان کو اپنی فصل کا rate بہتر ملتا تھا۔ یہ فرق ختم کر کے آپ نے اپنی زراعت کو تباہ کر دیا ہے۔ میں حکومت سے مطالبہ کرتی ہوں کہ petroleum مصنوعات پر عائد ظالمانہ taxes اور levies میں فوراً کمی کی جائے، کھاد زرعی ادویات کی prices کو control کیا جائے۔ سر! چاول، گندم اور دیگر فصلوں کی قیمت پیدواری لاگت کے حساب سے لگائی جائے۔ کسانوں کو آسان قرضے اور بجلی میں relief دیا جائے۔ سر! Solar پر tax کم کیا جائے۔ مارکیٹ میں پہلے ہی agri inputs کی قیمتیں آسمانوں پر ہیں۔ ماشاءاللہ سے رہی سہی کسر ہماری Chief Minister Punjab جو خود کو اپنی ماں کا لقب دینا پسند کرتی ہیں۔ لیکن یہ ماں کسان کے لیے ڈائن بن گئی ہے۔ جس نے پچھلے 2 سال میں آبیانے کے rate میں 500 % اضافہ کیا ہے۔ میرا ضلع حافظ آباد جو کہ پہلے قدرتی آفات، سیلاب اور پھر ژالہ باری کا شکار ہوا۔ لیکن حکومت کی بے حسی کسان کی تکلیف کو دوگنا کر گئی۔ سر! اس کو relief نہیں ملا۔ Minister صاحب نے آج ہی کہا کہ ہم نے کسان کارڈ کا اجراء کیا۔ سر! وہ تو پچھلے 3 سال سے اجرا کیا ہوا ہے۔ آپ سروے کروا کر دیکھیں کہ کہیں کسان کو relief ملا ہے اس سے، دوسری بات انہوں نے کی کہ ہم نے چائنہ کے ساتھ meeting fix کر لی ہے، کہ چائنہ سے جدید مشینری منگوائیں گے۔ سر! چائنہ نے آ کر ہمارے کسان کی فصل کا rate لگانا ہے؟ ادھر بیٹھے کرسی پر یہ ہیں اور یہ کس کو اندھیرے میں رکھ رہے ہیں۔ ہماری عوام کو شعور عمران خان نے دیا ہے۔ ایوانوں میں جو یہ باتیں اور وعدے اور جو یہ کاغذوں پہ لکھ کر ہمیں پیش کرتے ہیں، سر! ہمیں ان پر کوئی یقین نہیں ہے۔ صرف یہ باتوں کی حد تک ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ قدرتی آفات سے فصل خراب ہونے کی صورت میں agri insurance متعارف کرائے۔

جلاتا ہے بدن دھوپ میں مٹی میں اترتا ہے

پھر بھی یہ کسان اپنے ہی حق کو ترستا ہے

کھیتوں پر پسینہ بہا کر جو اناج اگاتا ہے

آج وہی کسان دو وقت کی روٹی کو ترستا ہے

یہ حکومت ہر بار عالمی منڈی کا بہانہ بناتی ہے۔ حکومت کے Ministers کے protocols تو کم نہیں ہوئے۔ مگر عوام کے گھروں کے چولہے ضرور ٹھنڈے ہو گئے ہیں جناب سپیکر!

مہنگائی نے چھین لی لوگوں سے مسکراہٹیں

حکمران کہتے ہیں ابھی تو حالات بہتر ہیں

سر! حالات پھر خراب کب ہونے ہیں، سنا ہے مودی سرکار پاکستان کا پانی بند کرنے جا رہی ہے۔ لیکن ہمارے حکومتی leader ان کو بغیر ویزے کے ماضی میں اپنے گھر کی تقریب میں مدعو کر کے پاکستان کے مقابلے میں اپنی رشتہ داری نبھاتے رہے ہیں۔ میرا leader تو کہتا رہا کہ مودی پاکستان دشمن ہے۔ لیکن اس وقت تو ان کو یقین نہ آیا۔ آج جب اپنا رونا نکل رہا ہے۔ میرے leader کا vision تھا۔ اس نے آنے والے خطرات کو بھانپ لیا تھا۔ اس نے KP میں پن بجلی کے بے شمار منصوبے لگائے۔ جو ہماری national grid میں سستی بجلی کا اچھا ذریعہ ہیں۔ میری colleague پرسوں شاندانہ گلزار نے کہا کہ Federal Government اڑھائی روپے فی یونٹ عوام سے بجلی خریدتی ہے، جو وہ سولر سے پیدا کرتے ہیں، لیکن وہ سود سمیت عوام کو لوٹا دیتی ہے، یہ کونسی بدمعاشی ہے۔ جو کہ 35 سال رہی ہے پنجاب میں، اچھا نہری نظام ہونے کے باوجود، صوبائی level پر کوئی پن بجلی کا منصوبہ نہیں بنا سکتی۔ کیونکہ اس میں حکومت کو commission نہیں بچتا تھا۔ ساری دنیا سستے متبادل fuel کی تلاش میں ہے تو پنجاب میں مہنگے coal power plant اور furnace oil والے power plant پر کام کیا گیا ہے۔ کیونکہ سر! اس میں بھاری کمیشن ہوتے ہیں جو کہ ساہیوال میں انہوں نے بنایا بھی اور flop ہوا۔ یہ گورنمنٹ جب بھی آتی تو ایسے وہ projects لیکر آتی ہے۔ جن میں ان کے لوگوں اور آلہ کاروں کے کمیشن موجود ہوتے ہیں۔ کیونکہ لندن فلیٹس بھی خریدنے تھے

یہ کیسی ترقی ہے، یہ کیسا نظام ہے

غریب بھوکا ہے اور حاکموں کو آرام ہے

پاکستان میں اس وقت سر! دو شعبے بہت متاثر ہو رہے ہیں۔ حکومت بڑے دعوے کرتی ہے لیکن زمینی حقائق یہ ہیں کہ عوام کو نہ تو معیاری تعلیم مل رہی ہے اور نہ ہی صحت اور نہ علاج۔ سر ہم رونا روئیں تو کس کس کا روئیں؟ سکول outsource کیے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کریں۔ الفاظ کا چناؤ صحیح رکھیں، پلیز۔

محترمہ انیقہ مہدی: سکول outsource کیے۔ جس کے نقصانات یہ ہیں کہ کئی علاقوں میں داخلوں میں کمی آئی، غریب والدین پر اخراجات کا بوجھ بڑھا، ہزاروں اساتذہ کی نوکریاں خطرے میں پڑ گئیں۔

پنجاب اسمبلی کی کمیٹی جہاں ان کی اپنی حکومت ہے، انہوں نے اس پالیسی پر کمیٹی میں سوال اٹھائے اور کہا کہ outsource schools کی حالت بہتر ہونے کی بجائے بدحالی کی طرف چلی گئی ہے۔

تو سر! یہ ہیں ان کے projects؟ یہ ہے ان کا vision۔ سر! آج پاکستان کا غریب بچہ دو نظاموں میں تقسیم ہے۔ امیروں کے لیے مہنگے پرائیویٹ سکول، غریبوں کے لیے خستہ حال، بے حال سرکاری سکول۔ سر! کم از کم ان کو ادھر تو جانے دیں، ان سے وہ حق تو نہ چھینیں۔

اس بجٹ میں سر! تعلیم اور صحت کے لیے جو پیسے مختص کیے گئے ہیں، اگر اس کو فی کس آبادی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ چند سو روپے بنتے ہیں۔ کیا یہ ہے گورنمنٹ کی priority؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی wind up کریں، پلیز۔

محترمہ انیقہ مہدی: سر! ایک منٹ۔ اس حکومت نے تعلیم کو عوامی حق کی بجائے کاروبار بنا دیا ہے۔ غریب کا بچہ بھیک مانگنے پر مجبور ہو گیا ہے، اساتذہ کو عزت دینے کی بجائے contract اور عدم تحفظ میں دھکیلا جا رہا ہے۔ پاکستان کا نوجوان ملک سے باہر جا کے مزدوری کرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔

دوسری طرف hospitals کی یہ حالت ہے کہ مریضوں کے پاس medicines نہیں ہیں وہ باہر سے خرید کے لے کے آتے ہیں۔ ان کی ایمرجنسی میں medicines نہیں ہیں، سرکاری ہاسپٹل میں۔ یہ ان کی کارکردگی ہے۔ سر! جدید مشینری پڑی ہے یا تو خراب ہے یا ناکارہ ہے اس کو کوئی ٹھیک نہیں کراتا۔

سر! غریب آدمی علاج کے لیے کیوں دربدر ہے؟ یہ گورنمنٹ صرف advertisement میں ترقی دکھاتی ہے۔ آج ایک عام آدمی بیماری سے پہلے اخراجات سے مر جاتا ہے۔ سر! یہ حکومت ہاسپٹل بنانے سے زیادہ۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: شائستہ پرویز ملک صاحبہ۔ نہیں بہت موقع دیا wind up کرنے کا، یہ ایک بہت غلط روایت ہو گئی ہے کہ wind up کے لیے کہتے ہیں لیکن wind up نہیں کرتے پھر end میں بولتے ہیں wind up کا موقع دیں۔ 10 منٹ سے اوپر ہو گئے ہیں، اب ہو گیا ہے۔ جی شائستہ صاحبہ آپ بولیں۔

محترمہ شائستہ پرویز: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر! بجٹ پر بات کرنے سے پہلے میں ایوان اور اپنی عوام کی توجہ 19 جون 2026ء کی طرف دلانا چاہتی ہوں جو کہ پاکستان کی تاریخ کا سنہرا دن ہو گا ان شاءاللہ۔

Islamabad Peace Accord جس کا میزبان ہے پاکستان۔ اس سفر کو طے کرنے میں اور پاکستان کو یہ اعزاز دلوانے میں کلیدی کردار ہمارے پرائم منسٹر شہباز شریف صاحب، ہمارے ڈپٹی پرائم منسٹر اسحٰق ڈار، ہمارا فخر جناب فیلڈ مارشل عاصم منیر صاحب، ہمارے انٹیریئر منسٹر محسن نقوی کی کاوشیں شامل ہیں۔

اس ٹیم کی دانشمندی، خلوص نیت اور شبانہ روز محنت پاکستان کے سفارتی کردار کو مزید مستحکم کرتی ہے اور پاکستان نے دنیا کو یہ باور کرادیا ہے کہ مسائل کا حل dialogue میں ہی ہے اور یہ ہماری سیاسی اور عسکری قیادت نے ثابت کردکھایا ہے۔ Solutions are always on the table.

بجٹ کی طرف آتی ہوں، سب سے پہلے میں محترم وزیر خزانہ صاحب اور ان کی پوری ٹیم کو اس بجٹ پر دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ یہ بجٹ ایک ایسے وقت میں پیش کیا گیا ہے جب ملک اور دنیا معاشی مشکلات میں گھرے ہوئے تھے۔ مہنگائی تھی، قرضے تھے، IMF کے پروگرام کا دباؤ تھا، خطے میں جنگ کے سائے تھے، ایسے میں ترقیاتی منصوبوں کے لیے فنڈ مختص کرنا، صوبوں کے لیے فنڈ رکھنا، تعلیم، صحت BISP کو بجٹ میں جگہ دینا، تنخواہ داروں پینشنروں کو ریلیف دینے کی کوشش کرنا، یہ سب قابل ستائش اقدام ہیں۔

Infrastructure کے منصوبے، توانائی کے شعبے میں سرمایہ کاری، زراعت کے لیے مراعات، dams ان سب کے لیے حکومت نے جو فنڈ زرکھے اس کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ لیکن جناب سپیکر! ایک اچھا بجٹ وہی ہوتا ہے جو صرف آج کی ضرورت پوری نہ کرے بلکہ کل کی نسل کو بھی محفوظ کرے۔ اور آج میں اپنی future generation کی بات کرنے کے لیے کھڑی ہوئی ہوں۔

پاکستان کی آبادی ہمارا سب سے بڑا اثاثہ اور سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ جناب پاکستان کی آبادی 24 کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔ پاکستان دنیا کا fifth largest ملک بن چکا ہے۔ ہماری آبادی کا 60 فیصد سے زیادہ 30 سال سے کم عمر نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ ماہرین اسے demographic dividend کہتے ہیں یعنی نوجوان آبادی ہے ایک ایسا سنہری موقع ہوتا ہے قوم کے لیے، جس سے کوئی قوم بڑی تیزی سے ترقی کر سکتی ہے۔

چین نے اسی موقع سے فائدہ اٹھایا ہے، جنوبی کوریا نے اپنی آبادی سے فائدہ اٹھایا ہے، ملیشیا نے اٹھایا ہے۔ لیکن جناب سپیکر! یہ demographic dividend تب ہی کام کرتا ہے جب نوجوان صحت مند، تعلیم یافتہ، ہنر مند ہوں اور جن ملکوں کے کھیلوں کے میدان آباد ہوں۔ آج میں آپ کو ایک ایسی حقیقت بتانے جا رہی ہوں جو اس سنہرے خواب کو چکنا چور کر رہی ہے۔

پاکستان میں آج ایک کروڑ سے زیادہ افراد منشیات کے استعمال میں مبتلا ہیں۔ 20 پاکستانیوں میں سے ایک نشے کی لت کا شکار ہے، ہر ایک سال میں پانچ لاکھ افراد اس میں شامل ہو رہے ہیں۔ اور ان میں 70 فیصد کی عمر 15 سے 35 سال کے درمیان ہے۔ جناب سپیکر! یہ وہ نوجوان ہیں جن پر ہم نے demographic dividend کے خواب سجائے تھے۔ یہی اس قوم کا کل ہے۔ یہ وہی ہاتھ ہیں جو کل اس ملک کی باگ ڈور سنبھالیں گے۔ آج وہی ہاتھ نشے کی لت میں کانپ رہے ہیں۔ یہ وہی دماغ ہیں جو universities میں پڑھتے تھے، آج وہی دماغ منشیات کی دھند میں گم ہیں، یہ وہی بچے ہیں جو ہمارے گھروں کے چراغ تھے۔ آج وہ چراغ بجھتے جا رہے ہیں۔ آج منشیات کی آگ ہمارے گھروں تک پہنچ چکی ہے۔

کتنے ہی پھول کھلنے سے پہلے مرجھا چکے ہیں، کتنے ہی خوشحال گھرانے اس لعنت کی وجہ سے ویرانیوں میں بدل گئے ہیں۔ میری آنے والی نسلیں تباہ ہو رہی ہیں۔ میرے وطن کا مستقبل اس لعنت کی وجہ سے تباہ ہو رہا ہے اور ہم سب خاموش تماشائی بن کے بے بسی سے یہ تماشہ دیکھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! بجٹ اور منشیات کا ایک ناقابل انکار رشتہ ہے۔ رواں مالی سال کا کل وفاقی بجٹ 18.217 rupees روپوں سے زائد ہے۔ جس میں صحت کا حصہ 0.3 percent اور mental health جو منشیات کی لت کی بنیادی جڑ ہے۔ اس کا بجٹ اس میں بالکل نہ ہونے کے برابر ہے۔ اور اب اس کو اگر دوسری طرف سے دیکھیں تو منشیات کی وجہ سے پاکستان کو سالانہ نقصان جو ہے we are losing in human capital یعنی افرادی قوت ہم lose کر رہے ہیں۔ لاکھوں لوگ جو کام کے قابل نہیں رہتے بلکہ خاندان اور معاشرے پر ایک بوجھ بن جاتے ہیں۔ سینکڑوں ارب روپے کا نقصان کا باعث بنتے ہیں۔

صحت کا بوجھ یعنی کہ ہیلتھ پر burden علاج ہسپتال، قومی خزانے پر اضافی بوجھ، قانون اور جرائم نافذ کرنے کا بوجھ، کورٹس میں 50 پرسنٹ drugs related cases ہیں۔ Economists کہتے ہیں کہ یہ بحران پاکستان کو سالانہ 500 ارب روپے سے زیادہ کا نقصان پہنچاتا ہے۔ یہی وہ لمحہ فکریہ ہے۔ جناب سپیکر! یہ رقم ہمارے صحت کے پورے بجٹ سے بھی زیادہ ہے۔ ایک طرف بجٹ بنتا ہے، اور دوسری طرف منشیات اسے کھا جاتی ہیں۔ پچھلے دنوں یہاں پر بہت بات ہوئی۔ منشیات کا کاروبار کرنے والے لوگ منظرِ عام پر آتے ہیں، میڈیا انہیں اٹھاتا ہے، کچھ دن ان کے اوپر اخباروں میں discussion ہوتی ہے، اور پھر وہ نہ جانے کہاں گم ہو جاتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کو منطقی انجام تک پہنچایا جا سکے، وہ ہاتھ سامنے لائے جا سکیں، کیونکہ وہاں بڑے کھلے عام یہ الفاظ کہے جاتے ہیں کہ مجھے کوئی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا، تو وہ کون سے ہاتھ ہیں جو ان کے پیچھے ہیں؟ میری suggestion ہو گی کہ بجٹ میں منشیات سے بچاؤ اور بحالی کے لیے فنڈ مخصوص کیا جائے۔ ہر ضلع میں کم از کم ایک مفت سرکاری بحالی مرکز قائم کیا جائے، جہاں غریب اور امیر علاج کروا سکیں۔

جناب سپیکر! میں ایک بات آپ کے اور سب کے علم میں لانا چاہوں گی کہ یہاں چپے چپے پر بحالیِ منشیات کے نہ جانے کس طرح کے مراکز کھلے ہیں، جو نہ regulated ہیں، نہ monitored ہیں، نہ ان کا کوئی framework ہے، نہ ان کو کوئی دیکھتا ہے۔ وہ کیا علاج کر رہے ہیں، کیا لے رہے ہیں، کیا کر رہے ہیں، کسی کو کچھ معلوم نہیں۔ تو اگر حکومت اس طرف توجہ دے تو جنہوں نے یہ دکانیں کھولی ہوئی ہیں، ان کو ذرا monitor کیا جا سکے۔

سکولوں اور کالجوں میں منشیات آگاہی کو لازمی نصاب کا حصہ بنایا جائے۔ منشیات استعمال کرنے والوں کو جیل نہیں، علاج دیا جائے، بلکہ جو لوگ supply کرتے ہیں، ان کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر منظرِ عام پر لایا جائے، کیونکہ یہ ایک بہت بڑا گناہ ہے جو وہ قوم کے ساتھ کر رہے ہیں اور ان کو سخت سے سخت سزا دی جائے۔ ذہنی صحت کا بجٹ رکھا جائے، کیونکہ نشے کی جڑ اکثر وہ زخم ہوتا ہے جس کا علاج نہیں ہو سکتا۔ اس ملک میں بے روزگاری ہے، جہالت ہے، غربت ہے، اور لوگ، کہتے ہیں، نشے میں پناہ تلاش کرتے ہیں۔

جنابِ سپیکر! میں پھر کہوں گی، یہ بجٹ موجودہ حالات میں بہت اچھا ہے، لیکن مکمل بجٹ وہی ہے جو اپنے لوگوں کی تکالیف کو یاد رکھے۔ ایک کروڑ نشے کے شکار نوجوان، یہ ہمارا ایک قومی بحران ہے، یہ ہمارا اجتماعی درد ہے۔ ہم اپنے بچوں کو منشیات کی نظر نہیں ہونے دیں گے۔ آیئے، ایوان میں بیٹھے سب لوگ، اس طرح تو ہمیشہ ہی وہ issues پر بات کرنے کے لیے یہاں ہوتے ہی نہیں ہیں، ہم تمام لوگ مل کر اپنی قوم کو اس لعنت سے بچائیں، یہ ہمارا عہد ہونا چاہیئے اور یہ اس ایوان کی ذمہ داری بھی ہے کہ ہم اس پر توجہ دیں۔ یہ ایک دیمک ہے جو اس قوم کو چاٹ رہی ہے، اور اس کا علاج، اس کا حل تلاش کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ قیصر احمد شیخ صاحب۔

وزیر برائے سرمایہ کاری بورڈ (جناب قیصر احمد شیخ): بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ۔ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! اس بجٹ کے بارے میں کافی گفت وشنید ہوئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تو ہم سب کو علم ہے کہ ہمارے ہاں، باوجود پوری effort کے، مختلف حکومتیں، کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے تمام politicians، چاہے وہ کسی بھی پارٹی سے ہوں، وہ مخلص ہیں اور ملک کے بہترین مفاد کے لیے انہوں نے کام کیا ہے، لیکن اس کے باوجود اگر آپ دیکھیں تو ہمارے یہاں غربت بڑھی ہے۔ جو 2018 میں غربت 22 فیصد تھی، وہ آج 29 فیصد ہو گئی ہے۔

ہمارے مقابلے میں، اگر China کو دیکھیں، تو انہوں نے 800 ملین یعنی 80 کروڑ لوگوں کو غربت کی لکیر سے نکال دیا ہے۔ تو بات یہ ہے کہ ہماری ہر حکومت نے، جتنی بھی ہماری پارٹیاں ہیں، بجائے اس کے کہ ہم ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچیں، یہ محسوس کریں کہ کیا وجہ ہے کہ ہم غربت کو ختم نہیں کر سکے، اور ہمارے یہاں غربت بڑھ رہی ہے۔ ہم نے education میں بھی زور نہیں دیا۔ ہماری population بڑھ رہی ہے، سب کے علم میں ہے۔ Bangladesh جب ہم سے الگ ہوا تو ان کی آبادی ہم سے زیادہ تھی، آج وہ 18 کروڑ ہیں، اور ہم 25 کروڑ اور اس کو بھی ہم ہنر مند نہیں کر سکے۔ ہم ان کو، اتنی بڑی آبادی جس میں ہمارے 60 فیصد نوجوان ہیں، اس کے باوجود ہم benefit نہیں لے سکے۔ Engine of growth وہی SMEs ہوتا ہے، چھوٹا طبقہ چاہے وہ کاشتکار کا ہو یا بزنس کا ہو، وہی engine of growth ہوتا ہے۔ اُسی سے ملک کی ترقی ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر! میرا یہ کہنا ہے کہ کوئی بھی پارٹی، بجائے کہ ہم ایک دوسرے کو کہیں، ہم ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچ رہے ہیں۔ Throughout ہی میں نے دیکھا ہے اپنے democratic process میں، لیکن دنیا نے اس طرح ترقی نہیں کی۔ انہوں نے مل جل کر ترقی کی ہے۔ ابھی India نے پاکستان پر جو حملہ کیا، اس حملے میں ہم پوری قوم اکٹھی ہو گئی، اور ہم نے اس کو کامیابی سے counter کیا، اور ساری دنیا کو پتا ہے کہ حالانکہ ہمارا defence Budget 9 ارب ڈالر ہے اور India کا defence budget 85 billion dollar ہے، اس کے باوجود ہم نے ان کو ناکوں چنے چبوائے اور ان کو شکست ہوئی۔ ساری دنیا اس کو تسلیم کرتی ہے۔

تو بات یہ ہے کہ ہم نے مل کر کام کیا۔ ابھی جو Iran اور United States کے درمیان war ہوئی، اس میں پاکستان نے جو role play کیا، یہ ایک ایسا role تھا جس کو ساری دنیا سراہ رہی ہے۔ وجہ کیا ہے؟ کہ ہم سب نے مل کر اس کو support کیا۔ ہماری قوم ایک تو بہت زیادہ talented ہے، اور ہمارے یہاں بڑی capability ہے۔ لیکن ہوا کیا؟ ہم کیوں آگے نہیں بڑھ سکے؟ دیکھتے دیکھتے China، Bangladesh، India، Vietnam، یہ تمام ممالک، حالانکہ ہم ان کو سکھاتے رہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں 1972 میں پہلی بار China گیا، آج سے 54 سال پہلے تو ان کے ہاں کوئی international airline نہیں تھی، ان کے پاس television نہیں تھا، ان کے ہاں گاڑی نہیں تھی، ایک private car نہیں تھی، اور آج دنیا میں سب سے زیادہ گاڑیاں ان کے پاس ہیں۔

جب 1968 میں ہمارے ہاں Habib Bank کی building بنی، تو وہ پورے ایشیا میں اس وقت Hong Kong اور Japan کو چھوڑ کر ایسی building نہیں تھی۔ آج میں چین جاتا ہوں تو ان کے ہاں ہزاروں buildings بن گئی ہیں۔ تو ایسی کیا وجہ ہوئی کہ ہم آگے نہیں بڑھ سکے؟ وجہ یہ ہوئی کہ جو بھی حکومت آئی، ہم نے اس کو کام نہیں کرنے دیا۔ دوسری پارٹی والے نے کہا، ہماری پارٹی بہت اچھی، ان کی پارٹی بری۔ اسمبلی میں تو ہم یہی بات discuss کر رہے ہیں۔ جب تک ہم، as a nation، مل جل کر کام نہیں کریں گے، اور یہ فیصلہ نہیں کریں گے کہ ہم نے اپنی young generation کو develop کرنا ہے، ہم نے اپنی economy کو develop کرنا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ جب میرے دوست ڈاکٹر محبوب الحق صاحب یہاں Finance Minister تھے، تو ان کے ساتھ اسی دور میں، 1991 میں، منموہن سنگھ India کے Finance Minister تھے۔ یہ دونوں آپس میں friend تھے، کیونکہ دونوں Cambridge University میں پڑھے تھے۔ تو میرے سامنے منموہن سنگھ نے phone کر کے پوچھا کہ پاکستان کیسے grow کر رہا ہے۔ ہمارے ہاں اس وقت growth بہت زیادہ تھی، اور India کو IMF Hindu rate of growth کہتے تھے۔ تو India کے Finance Minister پوچھ رہے تھے کہ بتائیے، ہمیں بھی کوئی گر بتائیے کہ پاکستان کیسے آگے بڑھا؟

ڈاکٹر محبوب الحق صاحب نے اس وقت کہا کہ آپ کی economy closed ہے، اور آپ اپنی economy کو ہماری طرح کھولیں۔ ہوا یہ کہ India نے اپنی economy کھول دی، اور پاکستان نے اپنی economy بند کر دی۔ آج میں Ministry of Board of Investment میں دیکھ رہا ہوں کہ regulations ہی regulations ہیں۔ ہمارے ہاں regulators ہیں، ہر چیز کی پابندیاں ہیں۔ Business کسی نے کرنا ہو تو اس کو تیس چالیس permissions لینی پڑتی ہیں، ہر ادارے سے۔

ہم یہی کام اب کر رہے ہیں، یہ کام جو آج سے تیس چالیس سال پہلے ہونا چاہئیے تھا، وہ کام ہم آج کر رہے ہیں کیونکہ ہمارے ہاں، دیکھئے، ہم نے تو روک کے رکھ دی ہے۔ ہماری تو growth ہو رہی تھی۔ ہم نے China کو اور Korea کو سکھایا ہے کہ business کیسے ہوتا ہے۔ میں خود ان لوگوں میں موجود ہوں، اور میں آپ کو کہتا ہوں کہ کاروبار کے بارے میں ہم پاکستانیوں نے وہاں جا کر بتایا ہے، اور آج ان کی ترقی دیکھئے۔ تو جب

تک ہم مل جل کے کام نہیں کریں گے،اور vocational training، education میں، میں زیادہ زور نہیں دیں گے، کیونکہ ہمارے بچے باہر جارہے ہیں،اور یہاں ہم ان کو ایسی jobs نہیں دے رہے، جب تک ہماری poverty بڑھتی رہے گی اور ہم jobs provide نہیں کریں گے، صرف remittances پر کہ باہر سے remittances آجائیں، کسی کو عزت محسوس نہیں ہوتی، جب وہ اپنا کام کرتا ہے تو اس کی عزتِ نفس satisfy ہوتی ہے اور وہ اپنے آپ کو اس mission کے لیے اور develop کرتا ہے، تو ہمیں مل جل کے اپنے اس process کو آگے بڑھانا ہے، کیونکہ پاکستان اس وقت grow کر رہا ہے، 3.7 فیصد growth ہوئی ہے، باوجود اس کے کہ ہم نے marvelous کام کیا، جو کہ India کی war کے دوران اور Iran - America کے conflict کے دوران۔ ہم کیوں نہ اپنی معیشت میں اسی طرح مل جل کے کام کریں؟ اور میں یہ سمجھتا ہوں، بہت بڑا potential ہے، اور اتنا potential ہے، اب آپ بتائیے کہ جب اتنے بڑے بڑے صوبے ہیں، دنیا میں کہاں اتنے بڑے بڑے صوبے ہیں؟ جب تک ہم ان صوبوں میں ہی concentrate کریں گے اور ہر اپنے علاقے کو برابر کا، population کے حساب سے ان کا حق نہین دیں گے تو growth نہیں ہو گی۔ China نے دیکھ لیا، کتنے شہر انہوں نے develop کر لیے ہیں، اور آج ان کے ہاں industry ہی industry نظر آرہی ہے۔ تو ہمارے ہاں ہمیں مل جل کے، میرا جو emphasis ہے، وہ یہ ہے کہ بالکل محنت ہماری حکومت کر رہی ہے، لیکن اس کا جواب جب تک ہم ٹانگ کھینچتے رہیں گے اور کسی کو آگے بڑھنے نہیں دیں گے، تو یہ ملک کی ترقی کے سبب، اس میں نقصان اُٹھا رہے ہیں، اور ہمیں چاہیئے کہ ہم اس کو consensus کے ساتھ آگے بڑھ کے ایک دوسرے کی مدد کریں۔ چاہے جس طرح بھی politicians elect ہو کے آتے ہیں اپنے حلقوں سے، وہ sincere بھی ہوتے ہیں اور ملک کے مفاد میں بھی۔ لیکن ہمارے ہاں جو بھی کوئی بھی اُٹھتا ہے وہ کہتا ہے میری پارٹی بہت اچھی اور آپ سب کی پارٹی ٹھیک نہیں ہے۔ ہمیں یہ mentality ختم کرنی پڑے گی اور ہمیں مل جل کر کام کرنا ہے۔ بہت بہت شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم رشید الدین صاحب۔

مخدوم طاہر رشید الدین: شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب For giving me the Floor and providing me with the opportunity to speak on the Federal Budget, سب سے پہلے میں صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری صاحب کا vision اور ان کی advice کی تعریف کرتا ہوں اور وزیر اعظم پاکستان ہمارے فیلڈ مارشل صاحب کی efforts کے ساتھ پاکستان کا جو international status ہے وہ بہت بڑھا ہے۔ امریکہ اور ایران کے مابین جو معاہدہ ہونے والا ہے وہ ان کی efforts کی وجہ سے ہے۔ اس کے علاوہ

Coming to the Budget, the tax collection target set by the FBR, which is of 15.26 trillion, is quite ambitious and perhaps might not be achieved. And the government might have to bring in another mini-Budget later on or increase

petroleum levy, which is quite high already. And the petroleum levy is directly causing inflation. And the commodities used for the daily consumption, the prices of those commodities have gone up anyway, which are beyond the purchasing power of a common man. The government can easily reduce petroleum levy and energy costs to ensure the GDP growth of 5 percent. And the real reforms of cost-cutting in the government expenses have not been witnessed. Although the government has been trying, however, I reckon that those attempts were all cosmetic rather than real attempts.

Mr. Deputy Speaker! The government really needs to invest and focus on latest technologies, such as AI. And if we have four or five success stories of multi-billion dollar companies in Pakistan, that could easily help us achieve our export targets because our current exports are way less than almost half of what we import. And we try to fill the gap through our remittances so we will not have to do this. And we need to partner with top companies globally to bring us this success. The government needs to give special incentives in this regard and perhaps give a 100 billion rupee fund to act as a venture capital fund for AI companies.

If we invest, of course we have other aspects as well as far as exports are concerned, but it is going to take much longer to achieve that target, which we could easily achieve through AI investments.

Sir! Apart from that, Textile Industry. Textile is quite important to our economy and we really need to work on it and we really need to boost our textile industry. And our government policies are actually hampering the textile industry. We need to give more incentives to our textile producers. For example, let's take the example of Vietnam, which a few years ago was not really doing well, but these days Vietnam is perhaps much ahead of us as far as textile is concerned. And let me also point out that Vietnam does not produce cotton and Vietnam does not produce synthetic fiber. They import cotton and they import synthetic fiber, but they do not impose any import duty on these two raw materials which are needed for their textile production. And this, of course, adds to their competitiveness as far as textile exports are concerned. And Pakistan could obviously do the same and increase our exports.

Sir! Apart from that, as far as tobacco is concerned, there was a talk about tobacco as well in the tobacco industry. There is an alarmingly illegal growth of tobacco. Our concern is that this smuggled tobacco is quite high and we really need to give more incentive in this regard to our own local manufacturers. And this illegal and illicit trade is actually depriving the national exchequer of billions of rupees of revenue.

Therefore, Sir, my suggestion is that we introduce a third tier under Federal Excise Duty, and a balanced taxation structure would strengthen the local industry and support the livelihood of tobacco farmers.

Sir! Our GDP target is 4 percent and inflation target is 8 percent for the fiscal year 2027. This means the value of money will go further down and there will be no real growth and no real job growth. So, Sir, the government really needs to consider all these policies and help the Pakistan economy get better.

اس کے علاوہ coming from South Punjab, میں بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ South Punjab کیونکہ آج سے کوئی 10 سے 15 سال پہلے پنجاب اسمبلی میں Resolution پاس ہوئی دو سرائیکی صوبوں کے لیے اور بہاولپور صوبے کے لیے جو کہ نہیں بن پایا تھا، لیکن کم از کم ساؤتھ پنجاب کا NFC میں الگ share ہونا چاہیئے۔ جو ہمارے تین Divisions ہیں، Dera Ghazi Khan Division، Multan Division اور Rahim Yar Khan Division، ان کا جو revenue generation ہے، ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارا revenue ہمارے اوپر ہی خرچ کیا جائے۔ ہمارا revenue کہیں زیادہ ہے، compared to what is spent on us. جیسے ابھی مخدوم زین صاحب فرما رہے تھے، کوئی major project نہیں آیا، جو کہ ایک انتہائی تشویشناک بات ہے۔
The most important thing is we've been hearing about water, but tell you what, Rahim Yar Khan and South Punjab are also facing shortage of water, and our water goes I don't know where. All I know is it does not come to us.
مجھے اتنا یاد ہے کہ ہماری نہریں میرے بچپن میں نو مہینے چلتی تھیں، اب اڑھائی سے تین مہینے چلتی ہیں، اس سے زیادہ نہیں چلتیں۔ آبیانہ کتنے گنا بڑھا دیا گیا ہے۔ پانی جب دیتے نہیں ہیں تو آبیانہ کیوں بڑھا رہے ہیں، اس کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ تو میں گزارش کرتا ہوں Government سے کہ اس کو revisit کیا جائے اور سرائیکی علاقے کے جو مسائل ہیں، ان کو فوری حل کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب مجاہد علی خان صاحب۔

جناب مجاہد علی خان: شکریہ، جناب سپیکر! اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ (عربی)۔

جناب سپیکر! Budget speeches چل رہی ہیں اور زبردست discussion ہو رہی ہے۔ ماشاءاللہ Budget بھی پیش ہو گیا اور دو تین دن میں pass بھی ہو جائے گا ان شاءاللہ۔ لیکن ابھی میں سوچ رہا تھا کہ کافی عرصہ ہو گیا، تقریباً میری عمر تقریباً 57 سال ہے اور اس hope کے ساتھ کہ ہمارا ملک انشاءاللہ ترقی کرے گا، لیکن ابھی تک کچھ دور دور تک نظر نہیں آ رہا۔ اندھیر ہی اندھیر ہے۔ ہمارے سامنے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اور اللہ کی کتاب موجود ہے اور ہم West اور America کے پیچھے بھاگ رہے ہیں اور ان کے طرزِ زندگی سے متاثر ہیں۔ ہمارے پاس جامع کتاب قرآن مجید ہے۔ اس میں سب کچھ ہے، اس میں سب مسائل کا حل ہے۔ اگر ہم اس قرآنِ مجید کو follow کریں اور اس کے احکامات کو read کریں تو سب مسائل کا حل نکل آئے گا۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ اسلامی ملک ہوتے ہوئے بھی اسلام کے حوالے سے کچھ بھی نہیں ہو رہا۔ یہ صرف ہمارے ملک میں نہیں، پوری اسلامی دنیا میں دیکھیں، آپ لوگ West کے پیچھے بھاگے ہوئے ہیں۔ یہ ایمان کی کمزوری ہے۔ ہمارے ملک میں جو سود کا مسئلہ ہے۔ تو اس سود سے کس طرح آدمی چھٹکارا حاصل کرے گا؟ اس سود سے کس طرح نکلیں گے؟

پاکستان تو ایک ایسا خوش قسمت ملک ہے کہ اس میں ایسے لوگ ہیں۔ میں پچھلے دنوں ایک magazine پڑھ رہا تھا کہ پوری دنیا میں اسلامی دنیا میں ایک کروڑ بیس لاکھ قرآن کے حافظ ہیں اور اس میں اسی لاکھ پاکستان میں موجود ہیں اور چالیس لاکھ باقی اسلامی دنیا میں ہیں۔ 52 اسلامی ملک اس وقت دنیا کے نقشے پر ہیں۔ اس لحاظ سے پاکستان بڑا زرخیز ہے۔ آپ کے پاس تقی عثمانی جیسی ہستی ہے، اس سے مستفید ہو جائیں، ان کو بلائیں یا ان کے پاس چلے جائیں۔ ان سب مسئلوں کا حل اللہ کے رسول ﷺ اور اللہ کے کلام میں ہے۔ Banks سود پر چلتے ہیں یا ملک پورا سود پر چلتا ہے، آپ تقی عثمانی صاحب کے ساتھ بیٹھیں اور اس مسئلے کا وہ آپ کو حل بتا دیں گے کہ کس طرح اس کو حل کرنا ہے۔ ہمارے لیے تو دلیل اللہ، اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ اور قرآنِ مجید ہے۔ پتہ نہیں ہم west سے کیوں متاثر نہیں ہیں اور west کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔

Budget پر Budget پیش ہوتا رہا ہے، لیکن آج تک میں نے دیکھا کہ common-man کی زندگی میں کوئی بھی فرق نہیں آیا۔ فرق آیا تو وہ نیچے گر رہے ہیں۔ بالکل لوگ ایسے حالات پر پہنچے ہیں کہ آپ اپنے علاقوں میں جائیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ crimes کیوں زیادہ ہو جاتے ہیں۔ جب ناانصافی، مہنگائی، یہ چیزیں بڑھ جاتی ہیں تو crimes خود بخود بڑھتے ہیں۔ تو ان چیزوں کے ذمہ دار کون ہیں؟ ان کے ذمہ دار ہم سب ہیں۔ یہاں جو بھی left and right بیٹھے ہیں، لوگوں نے ہمیں منتخب کر کے ادھر بھیجا ہے، تو ان مسئلوں کا حل ہم نے ڈھونڈنا ہے۔ سب مل بیٹھ کر اپنے ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کریں۔

مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی، جو ملک کے لیے سوچتا ہے، اس کے ساتھ ایسا ہوتا ہے جس طرح عمران خان کے ساتھ ہوا ہے اور جس طرح عمران خان کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اگر عمران خان غلطی پر ہے اور اس نے کچھ غلط کیا ہے، اگر یہ غلط کیا ہے کہ شوکت خانم بنایا ہے، Namal University بنائی ہے، لوگوں کو صحت کارڈ دیا ہے، ہمارے صوبے میں بھی چیزیں چل رہی ہیں، لوگ دعائیں دے رہے ہیں، تو پھر ٹھیک ہے، اس کو بالکل باہر نہ نکالیں اور ہم سب کو بھی جیلوں میں ڈالیں۔ ہمیں بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ایک دفعہ بندہ جیتا ہے، ایک دفعہ مرتا ہے۔ جو بہادر بندہ ہوتا ہے، زندگی میں ایک دفعہ مرتا ہے، اور بزدل بندہ روزانہ مرتا ہے۔ ہم اپنے لیڈر کے پیروکار ہیں۔ Specially میں آپ سے کہوں گا، اگر مجھے پتہ چلے کہ عمران خان غلطی پر ہے، قسم خدا کی میں سیاست چھوڑ دوں گا، صرف پارٹی کا ساتھ نہیں، سیاست چھوڑ دوں گا۔ لیکن اگر وہ صحیح ہے اور وہ deserve کرتا ہے، تو اس ملک کی خاطر، آنے والے مستقبل کی خاطر، اپنے بچوں کو آپ دیکھیں، بچے کدھر ہیں؟ قسم خدا کی، نوجوان طبقے میں جتنی بے چینی ہے، میں بتا نہیں سکتا۔ ہر گھر میں کوئی بچہ ادھر رہنے کو تیار نہیں ہے، باہر نکل رہا ہے۔ کوئی Europe جا رہا ہے، کوئی Middle East جا رہا ہے، جس کا بس جدھر بھی چلتا ہے وہ اُدھر نکل جاتا ہے۔ ہمارا ملک تو ایسا ہے کہ اس میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ History check کریں، محمد علی جناح کے ساتھ کیا ہوا، لیاقت علی خان کے ساتھ کیا ہوا، بھٹو صاحب کے ساتھ کیا ہوا، بینظیر بی بی کے ساتھ کیا ہوا۔ اللہ عمران خان کی حفاظت کرے، کدھر لے جا رہے ہیں ملک کو۔ بلا امتیاز میں کہہ رہا ہوں کہ ہم سب نے اللہ کے حضور پیش ہونا ہے اور اللہ کے دربار میں ہم سے پوچھا جائے گا جو جس capacity میں بھی ہے، جدھر بھی بیٹھا ہے، جس کرسی پر بیٹھا ہے اس سے اس کی حیثیت کے مطابق پوچھا جائے گا۔ اللہ نہ کرے کہ ہم پر پکڑ آ جائے تو بربادی ہی بربادی، اس کے لیے سوچیں، آنے والے مستقبل کے لیے سوچیں، کرپشن کی بات ہو رہی ہے، کافی لوگ کہہ رہے ہیں کہ کرپشن ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم فرشتے ہیں، ہم کرپشن نہیں کرتے ہیں، کوئی بھی perfect نہیں ہے، perfect صرف اللہ کی ذات ہے۔ Corruption free پاکستان کس طرح بڑھائیں گے۔ اللہ نے رزق کا وعدہ کیا ہے کوئی بھی کھائے بغیر نہیں سوتا۔ جو ہستی حضرت محمد ﷺ کی یا صحابہ کرام کی ہستیاں، مہینوں مہینے تک وہ پتھر باندھتے تھے اپنے پیٹوں پر کچھ کھانے کو نہیں تھا۔ ابھی تو اتنا ملتا ہے کہ لوگوں کو سمجھ نہیں آتی۔ پھر بھی جس محکمے میں بندہ جاتا ہے تو وہ کرپشن ہی کرپشن کرتا ہے۔ ابھی شرم ہی نہیں ہے۔ تو ان چیزوں کو کس طرح ٹھیک کریں گے یہ ایک پارٹی کا کام نہیں ہے یا مسلم لیگ (ن) یا پیپلز پارٹی یا تحریک انصاف یا جمعیت، سب کے سب ہم مل کر بیٹھ کر ان مسئلوں کا حل نکالیں اور انشاءاللہ یہ possible ہے یہ ہو سکتا ہے۔

باقی جناب سپیکر! میں آپ کے notice میں لاؤں گا اپنے بڑے سپیکر صاحب جو ہیں وہ بھی صوم وصلاۃ کے پابند ہے۔ With due respect نماز کا ٹائم جب بھی ہو جائے، اذان ہو جائے، اذان کے بعد جو بھی کارروائی ہوتی ہے وہ اسمبلی میں ہو یا اسمبلی سے باہر ہو جو بھی ہو، بندہ جو بھی کام کرتا ہے وہ اذان کے بعد وہ چیزیں حرام ہوتی ہے۔ لہٰذا جب بھی اذان ہوتی ہے پندرہ منٹ ہوتے ہیں زیادہ سے زیادہ کارروائی stop کیا کریں اور نماز کے لیے پورے House کو مسجد میں جانا چاہیئے تو برکت تب آئے گی۔ اس کے علاوہ internationally ہمارے غزہ اور فلسطین کے لوگ ہیں، ہم سب کے لیے بات کرتے ہیں لیکن غزہ اور فلسطین کے لیے کوئی نہیں بولتا، سب ہمارے مسلمان ملک ہیں، سب کے لیے بولنا چاہیئے۔ لیکن غزہ فلسیطن پر اس وقت جو مصیبت ٹوٹ پڑی ہے تو ہم سب کو ساتھ مل کر ان کے ساتھ stand لینا چاہیئے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا۔ اگر ہو سکے، ممکن ہو تو اسمبلی کی کارروائی پوری کی پوری یہ قومی زبان میں کریں، اس لیے کہ ہم پاکستانی ہیں۔ انگلش کی سمجھ ہی نہیں آتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عبدالحلیم ان صاحب۔

جناب عبدالحلیم خان: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر! آپ نے بجٹ 27-2026 پر بات کرنے کا موقع دیا۔ بجٹ پر کافی گفتگو، تنقید اور مختلف proposals دونوں جانب سے آرہے ہیں۔ میں بجٹ پر بات کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر اور فخر سے یہ بات کرتا ہوں کہ معرکہ حق کی کامیابی کی آواز پوری دنیا میں گونجی اور تمام دنیا کو معلوم ہوا کہ قائداعظم کا پاکستان امن پسند ہے اور پاکستان دفاع کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔ اسی صلاحیت کی وجہ سے امریکہ ایران جنگ کی ثالثی کا اعزاز پاکستان کو ملا، تیسری جنگ عظیم کا خطرہ ٹل گیا۔ میں اور اپنے حلقے کی عوام این اے 219 حیدرآباد کی طرف سے وزیراعظم پاکستان جناب شہباز شریف، ڈپٹی پرائم منسٹر اسحٰق ڈار، فخرِ پاکستان فیلڈ مارشل سید عاصم منیر، انٹیریئر منسٹر محسن نقوی، افواجِ پاکستان اور شہداء کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس تاریخی کامیابی پر میں اپنے حلقے کی عوام کی طرف سے چند اشعار dedicate کر رہا ہوں:

جب معرکہ حق کی تلوار اٹھی

لہو کی جگہ حکمت بولی

دشمن کے نقشے جل اٹھے

تیسری جنگ کی آگ ٹھنڈی ہوئی

جس تدبیر نے جنگ ٹالی

اسی تدبیر سے مہنگائی ٹالو

معرکہ حق جیتا ہے قوم نے

اب معاشی حق بھی جیتنا ہے

جناب سپیکر، بجٹ Article 80 کے تحت ایک آئینی تقاضا ہے جو ہر سال پیش کیا جاتا ہے اور basically یہ ایک comprehensive financial plan ہے۔ اس سال بجٹ کا جو تخمینہ 18.8 trillion ہے اور 8.8 trillion loan ادا کرنا ہے۔ اس 8.8 trillion loan کی وجہ سے اب یہ دیکھنا ہے کہ جو آگے اخراجات ہمیں meet کرنے ہیں، اس کے لیے strategic plans develop کرنے ہوں گے۔ Targets مناسب ہیں۔ Targets میں two million jobs ، 4% GDP growth اور employments 8.2% مہنگائی کی شرح شامل ہے۔ اس میں جہاں target jobs کا تعین کیا ہے، اس میں Government ادارے یہ ensure کریں کہ جو jobs ہیں وہ merit پر دی جائیں نہ کہ سفارش پر دی جائیں۔ ہمارا youth جو ہے وہ اس وقت مایوسی کا شکار ہے اور unemployment زیادہ ہونے کی وجہ سے اب یہ ضروری ہے کہ جو jobs create ہوں وہ merit پر دی جائیں۔

جناب سپیکر! جب بجٹ آتا ہے تو تنخواہ دار طبقہ جو ہے ان کو ایک امید ہوتی ہے کہ اس میں ہمیں incentives ملیں گے، ہماری salaries میں اضافہ ہوگا۔ Pensioners جو ہیں وہ بھی پُرامید ہوتے ہیں مگر اس دفعہ تنخواہ دار طبقہ کے لیے 7% کا جو اضافہ کیا ہے salary میں، یہ illogical نظر آتا ہے اور inflation rate زیادہ ہے، تو اس کے تناسب سے کم از کم یہ 7% کو بڑھا کر double figure میں کیا جائے۔ جناب سپیکر! Article 25 مساوات اور Article 38 جو ہے سماجی انصاف کا تقاضا کرتا ہے۔ ہم اگر education کی طرف دیکھیں، education اور health جو ہیں یہ دو ایسے sectors ہیں جو ملک کی ترقی کے لیے backbone ہیں۔ اس میں education کے لیے GDP کا 1.3% اور health کے لیے 1% allocate کیا گیا ہے اور HEC کے funds میں cuts بھی لگائے ہیں۔

تعلیم کے لیے میری تجویز ہے کہ education اور health کے لیے GDP کا کم از کم 3% allocate ہونا چاہیئے اور اس کی طرف خاص توجہ دینی ہوگی۔

جناب سپیکر! ہم education کی طرف اگر دیکھیں تو average literacy rate جو ہے وہ 63% ہے جس میں 73% male اور female % 54 ہیں۔ یہ بڑا تکلیف دہ عمل ہے کہ out of school children جو ہیں وہ دو کروڑ اور 60 لاکھ کے قریب ہیں، تو گورنمنٹ کو چاہیئے کہ اس concern کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے لیے ایک special allocation رکھی جائے تاکہ یہ out of school children جو ہیں یہ reduce ہوں اور literacy rate میں اضافہ ہو۔

ہم education کی طرف آتے ہیں تو یہ recorded facts ہیں کہ تعلیمی اداروں کے اندر drugs اور harassment کا جو عنصر پایا جاتا ہے وہ تکلیف دہ ہے۔ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ harassment اور drugs کے لیے tangible measures لیں، legislation کریں۔

اب تک یہ دیکھا گیا ہے کہ harassment cases جتنے بھی رپورٹ ہوئے ہیں۔ اس میں prosecution rate وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس کے لیے revolutionary اقدامات کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت تعلیم اور صحت کے علاوہ بہت سے ایسے sectors ہیں جن کو ہم multidimensional challenges کے طور پر دیکھتے ہیں۔ جس میں climate change, business ہے، investment ہے اور agriculture خاص طور پر۔ اس کے لیے بھی ہمیں allocation اور ان کے طریقہ کار کو modify کرنا ہوگا۔

اب میں کچھ باتیں اپنے حلقے کی کرنا چاہوں گا۔ میرا تعلق حیدر آباد، لطیف آباد سے ہے۔ میرے حلقے کے اندر اس وقت جو مسائل ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ آخری بات کریں۔ Time up ہو گیا۔ آخری بات کریں پلیز۔

جناب عبدالحلیم خان: Electricity top پر ہے electricity, loadshedding, transformers خراب ہوتے ہیں تو 10, 10 دن لگ جاتے ہیں ان کی replacement کے لیے اس کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ گیس کی loadshedding عروج پر ہے۔ آپ تعجب کریں گے گیس کی line میں بہت سی جگہوں پر water آرہا ہے، تو technically کافی faults ہیں۔ Water supply میں بہت زیادہ تکلیف ہے۔ اس میں خامیاں ہیں۔ ٹینکر مافیا عروج پر ہے۔ Development schemes جو federal کی طرف funding ہوتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

جناب عبدالحلیم خان: ایک منٹ، سر ایک منٹ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ ایک منٹ نہیں۔ 30 سیکنڈ میں ختم کریں۔ پلیز۔

جناب عبدالحلیم خان: Development funding سے جو ہمارے ترقیاتی کام جاری ہیں حیدر آباد میں، وہاں ہمیں مئیر کی طرف سے NOC کی جو شرط لگائی جارہی ہے وہ تکلیف کا باعث ہے۔ حیدر آباد کے اندر ایک ایئرپورٹ موجود ہے اس کو functional کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ عرفان لغاری صاحب۔

جناب عرفان علی لغاری: مہربانی سپیکر صاحب! آپ نے مجھے 2026 اور 27 بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں آج معزز ایوان میں اپنے حلقہ انتخاب NA دادو ڈسٹرکٹ میہڑ اور خیرپور ناتھن شاہ کے عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے چند نہایت اہم عوامی اور قومی مسائل پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلے میں 27 اور 2026 کے وفاقی بجٹ کے حوالے سے چند نکات ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ ملک کو معاشی استحکام کی ضرورت اپنی جگہ۔ لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ بجٹ کے اثرات عام آدمی اور غریب پر نظر رکھ کر مرتب کیے جائے۔ غریب اور مہنگائی، بے روزگاری اور بڑھتے ہوئے گھریلو اخراجات کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہے۔ روزبروز استعمال کی اشیاء، بجلی اور گیس کے بل، ٹرانسپورٹ، تعلیم، صحت اور اخراجات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ میں حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ کم آمدنی اور مقرر آمدنی والے خاندانوں کے لیے مزید relief اور اقدامات کیے جائیں۔ سماجی تحفظ کے پروگراموں کو مضبوط بنایا جائے اور نوجوانوں کے لئے روزگار اور فنی تربیت کے موثر موقع پیدا کیے جائیں۔ معاشی ترقی اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتی جب تک اس کے ثمرات عام آدمی تک نہ پہنچیں۔

تباہ کن سیلابوں نے ہمارے علاقے سمیت 2022 میں پورے سندھ میں شدید تباہی مچائی، ہزاروں گھر تباہ ہوئے اور زرعی زمینیں متاثر ہوئیں۔ بے شمار خاندان بے گھر ہو گئے۔ آج بھی کئی علاقے مکمل بحالی کے منتظر ہیں۔

میں وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ متاثرہ علاقوں کے لیے مزید funds فراہم کیے جائیں اور بحالی کے عمل کو تیز کیا جائے۔ موسمی تبدیلیاں پاکستان کے لیے ایک بڑا challenge بن چکی ہے۔ اور سندھ اس سب سے زیادہ متاثر صوبوں میں شامل ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ آفات سے بچاؤ کے اداروں کو مضبوط بنایا جائے۔ مستقبل کے لیے منصوبہ بندی کی جائے تاکہ قیمتی جان واملاک کو بچایا جاسکے۔

میں دریائے سندھ کے پانی کی منصفانہ تقسیم کا مسئلہ بھی اٹھانا چاہتا ہوں۔ سندھ tail end صوبہ ہے اور پانی کی کمی کا سب سے زیادہ اثر ہمارے کسانوں اور عوام پر پڑتا ہے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ آئینی اور قانونی اصولوں کے مطابق سندھ کے حقوق کا تحفظ یقینی بنائے جائے۔

زراعت ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے مگر مہنگائی، کھاد، ڈیزل اور دیگر زرعی اجناس کی قیمتوں کی وجہ سے کسان مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ کسان دوست پالیسی متعارف کروائی جائے اور زرعی شعبوں کے منصوبے بنائے جائیں۔

پٹرول اور ڈیزل کی مسلسل بڑھتی ہوئی قیمتوں نے عام آدمی کی زندگی مشکل بنادی ہے۔ اس کا اثر transportation اور روز بروز استعمال کی ہر چیز پر نظر آتا ہے۔ میں حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ عوام کو ممکن relief فراہم کیا جائے۔

میہڑ اور خیرپور ناتھن شاہ عوام غیر اعلانیہ طور پر loadshedding سے شدید پریشان ہیں۔ کئی کئی گھنٹوں کی بجلی بندش گھریلو زندگی کے ساتھ ساتھ کسان اور تاجر بھی نقصان اٹھاتے ہیں۔ میں متعلقہ اداروں سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اس مسئلے کا فوری notice لیا جائے۔

Railways عوام کے لیے سفر کا سب سے کفایتی ذریعہ ہے۔ کراچی سے دادو، میہڑ اور بالائی سندھ کے علاقوں کے درمیان railways سہولت میں بہتری وقت کی اہم ضرورت ہے۔ بولان میل کی ہمارے دادو ڈسٹرکٹ اور لاڑکانہ سے بحالی اور خوشحال خان خٹک ایکسپریس کی سہولتیں بہتر ہونے سے طلباء، تاجر اور عوام مسافر مستفید ہوں گے۔ کیونکہ یہ ہمارے لاڑکانہ سے سپیکر صاحب پہلے 18،18 ٹرینیں چلتی تھیں اب ان کو ہمارے حلقے میں 2،2 سال ہوگئے ہیں۔ ہڑتال میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن کوئی چیز نہیں ہوئی اور ایک Train بھی نہیں چل رہی۔ حالانکہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے دور میں ساری یہ ٹرینیں چلتی تھیں۔ میرے خیال میں 18 چلتی تھیں ابھی ہمیں کوئی Train نظر نہیں آتی ہمارے حلقے میں جو ادھر سے چلے۔

میں بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں اور جو غریب مستحق خاندان کے لیے ایک سہارا ہے۔ میں وفاقی حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ اس پروگرام کے دائرہ کار کو مزید وسیع کیا جائے اور امدادی رقم میں اضافہ کیا جائے تاکہ مہنگائی کے اس دور میں غریب طبقہ کو بہتر سہارا مل سکے۔

میرے حلقہ میہڑ اور خیرپور ناتھن شاہ کے عوام کسی خاص رعایت کا مطالبہ نہیں کر رہے وہ صرف اپنی بنیادی حقوق ترقی موقع اور بہتر مستقبل کا مطالبہ کر رہے ہیں میں وفاقی حکومت سے پرزور درخواست کرتا ہوں کہ ان تمام مسائل کے حل کیلئے فوری عملی اقدامات کئے جائیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عوام کی بہتر خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک آخری بات، ہمارے لاڑکانہ کی بات کرنا ضروری ہے، یہ لاڑکانہ سے منچھر جھیل تک،اب تک یہ نہیں بتایا جاتا کہ وہ وفاق کے under ہے یا صوبے کے under ہے،RBOD کے سارے bank کمزور ہے اوراس کو مضبوط کرنا لازمی ہوگیا ہے ۔اس بجٹ میں اس کی maintenance کیلئے کچھ نہیں رکھا گیا،اس کیلئے بھی بجٹ رکھا جائے۔ہماری دونوں تحصیلوں میہڑ، خیرپور ناتھن شاہ اور ہمارے ٹاؤن ہیں سیتا روڈ اور ٹاؤن راندہڑ ہیں وہاں گیس کا نام ونشان نہیں ہے۔بچے سکول جاتے ہیں تو ناشتے کے بغیر جاتے ہیں۔میں وفاقی حکومت کو کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے دادو ڈسٹرکٹ میں خیرپور ناتھن شاہ اور میہڑ کو گیس کی سہولت دی جائے، مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔یوسف خان صاحب۔

جناب یوسف خان: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ۔ جناب سپیکر! شکریہ۔آپ نے بجٹ 2026-27 کے سیشن پر موقع دیا۔میں بجٹ کی تفصیل پر نہیں جاؤں گا۔کیونکہ سارے ممبران نے، چاہے وہ اپوزیشن سے ہوں یا حکومتی benches سے ہوں، انہوں نے بڑی تفصیل سے گفتگو کی ہے۔اس ایوان میں دونوں طرف سے 99 فیصد نے اس بجٹ کو عوام دوست کی بجائے عوام دشمن قرار دے دیا۔ہمیں سمجھ نہیں آرہا، حکومتی ارکان خود بھی اس سے ناخوش ہیں تو پھر یہ بجٹ کس نے بنایا؟ یہ پیش کس نے کیا؟ اگر یہ IMF کا بجٹ ہے، IMF نے پیش کرنا ہے، تو یہ لوگ اس کا دفاع کیوں کرتے ہیں؟

جس طرح ہمارے colleagues نے کہا کہ میری 57 سال عمر ہے، بجٹ سے لوگوں کی بڑی امیدیں ہوتی ہیں کہ اس سے ہمارے مستقبل، بچوں، ہماری، بجلی، fundamental rights، گیس اور صحت کے لیے کچھ ہو جائے گا، لیکن ہر دفعہ افسوس کے علاوہ کچھ بھی نہیں مل رہا۔خاص طور پر یہ وزیراعظم شہباز شریف کا پانچواں بجٹ ہے اور یہ تو بڑا بدترین Budget ہے جو اُس نے پیش کیا ہے۔آپ اِس کو عوام کش Budget کہہ سکتے ہیں۔ہم بھی مانتے ہیں، لیکن ہم اپنے صوبے کی بات ضرور کریں گے۔ 47 سال سے ہم چیخ رہے ہیں، ہم رو رہے ہیں، کیا اِن لوگوں کا حق نہیں بنتا؟ پرائی شادی میں عبداللہ دیوانے والی بات ہے، وہ بھی اپنے خیبر پختونخوا کے لوگوں کے لیے آواز اٹھائیں۔

جس طرح وزیراعظم نے کہا، ہم نے اسے کہا کہ تم نے صوبے کے بجٹ پر کٹ کیوں لگایا؟ وہ کہتا ہے یہ اپنے صوبے ہیں۔ہم نے کسی پرائے ملک سے تو قرض نہیں لیا۔تو کیا یہ وزیراعظم خیبر پختونخوا اور بلوچستان کا وزیراعظم ہے کہ نہیں؟ یہ صرف پنجاب کا وزیراعظم ہے؟ پنجاب میں صرف لاہور کا وزیراعظم ہے؟اور پھر بھی یہ لوگ بات کرتے ہیں۔اُدھر جنوبی اضلاع والے بولتے ہیں کہ وہ بھی ان سے ناراض ہیں لیکن یہ حق بات نہیں

کرتے کیونکہ یہ planted ہیں، یہ خاص Form-47 سے آئے ہیں اور وہ بات نہیں کر سکتے جو اس ملک کو آگے چلانے کیلئے ہو۔ بس صرف یہ ہے کہ caption چلائیں گے، ان کی تعریفیں کر دیں گے اس کیلئے میں پشتو میں ایک شعر کہوں گا۔ (پشتو)

خدا کے لیے ان چیزوں سے نکلیں، اس ملک کے لیے سوچیں۔ ابھی ہماری ایک بہن نے drug کے بارے میں کہا، بہت اچھی باتیں سیکھیں، جب حکومت والے بھی اس طرح کہتے ہیں اور اپوزیشن والے بھی اس طرح کہتے ہیں تو ہمیں سمجھ نہیں آرہا کہ اختیار کس کے پاس ہے؟ یہ control کس کے پاس ہے؟

وزیر اعظم صاحب نے تو cut لگا دیا ہے NFC، فاٹا اور net hydel profit میں۔ صوبائی حکومت کا مرکز کے اوپر 4800 ارب روپے بقایا ہے۔ فاٹا کے انضمام کے وقت، merged اضلاع کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ہم سالانہ 100 ارب روپے دیں گے لیکن 7 سال گزرنے کے باوجود بھی 168 ارب روپے دیئے ہیں اور 532 ارب روپے ابھی بھی بقایا ہیں۔ ضم شدہ اضلاع کے NFC کی مد میں 1375 ارب روپے بقایا ہیں۔ Net hydel profit کی مد میں 2400 ارب روپے بقایا ہیں تو صوبہ خیبر پختونخوا کیسے ترقی کر سکتا ہے؟

محدود وسائل کے باوجود بھی وہاں بڑے بڑے projects جاری ہیں لیکن جب تک مرکز صوبے کی واجب الادا رقم ادا نہیں کرے گا تو صوبہ میں دہشت گردوں کے خلاف جنگ کیسے کامیاب ہو گی؟ بے روزگاری کیسے ختم ہو گی؟ ہم بجلی 7 روپے کے حساب سے دیتے ہیں، وفاق واپس ہمیں 60 سے 70 روپے میں دیتا ہے، پھر بھی ہمیں بجلی نہیں دے رہا۔ وفاق کہتا ہے کہ صوبے میں امن و امان آپ لوگوں کا کام ہے۔ دہشت گردی کے خلاف وفاق نے National Action Plan بنایا جو وفاق کے کنٹرول میں ہے۔ پولیس کا IG وفاق کے کنٹرول میں ہے۔ چیف سیکرٹری وفاق کے کنٹرول میں ہے، دہشت گردی کی عدالتیں وفاق کے کنٹرول میں ہیں، سکیورٹی ادارے بھی آپ کے کنٹرول میں ہیں اور ہمارے ہاتھ باندھ دیے گئے ہیں پھر بھی کہتے ہیں کہ دہشت گردی ختم کرنا آپ کا کام ہے۔ تو اس طرح کے سوال ہیں جن کی سمجھ نہیں آرہی، سب چیزیں آپ کے ہاتھ میں ہیں، پھر بھی کہتے ہیں دہشت گردی آپ کا کام ہے، سینتالیس سال سے ہم رو رہے ہیں۔ لیکن ہمارے لیے کسی بھی حکومت نے کوئی دلچسپی نہیں لی اور خاص طور پر میں پنجاب سے گلا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے حق کے لیے کیوں نہیں بولتے ہیں۔ امریکہ کے لیے بولتے ہیں اور ملکوں کے لیے بولتے ہیں تو ہمارے لیے کیوں نہیں بولتے ہیں۔

باقی میں اپنے حلقے کی بات کروں گا۔ میں ڈسٹرکٹ ہنگو، اورکزئی سے ہوں۔ وہاں پر آئل اینڈ گیس ہمارا ضلع ہی دے رہا ہے لیکن وہاں پر بجلی 20 سے 22 گھنٹے نہیں ہوتی۔ گیس بھی نہیں ہے۔ ہمارے ضلع میں 2013 میں ڈسٹرکٹ اورکزئی میں آپریشن ہوا تھا اور وہاں پر ابھی تک ان لوگوں کو جن کے گھر مسمار ہوئے ہیں، تباہ ہوئے ہیں، ابھی تک معاوضہ نہیں ملا۔ احسن اقبال صاحب تو کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اڑان بنا دی ہے۔ پورے صوبے میں، پورے حلقے میں تو خدا کے لیے ہمارے ضلع پر بھی رحم کریں۔ یہ پختونخوا بھی پاکستان کا حصہ ہے اور اس وقت ہم کسی کو مبارکباد نہیں دیتے جب تک میرے صوبے میں امن قائم نہ ہو۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محمد بلال بدر صاحب۔

جناب محمد بلال بدر: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔شکریہ سپیکر صاحب، میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ اس معزز ایوان کا مجھے رکن بنایا۔ اس کے ساتھ ساتھ خاص طور پر میاں نواز شریف صاحب کا، جنہوں نے مجھ پر اعتماد کیا اور میرے حلقہ کی عوام نے ان کے نام پر مجھے ووٹ دیا اور میں کامیاب ہو کے اس House میں پہنچا۔ جناب سپیکر! آج پاکستان جس عزت کی بلندیوں پہ ہے، بلا شبہ پاکستان کے قائد میاں محمد نواز شریف کی ٹیم کی بدولت ان کی خاص طور پر selection کی بدولت جس میں خاص الخاص میاں محمد شہباز شریف صاحب وزیر اعظم جن کی قائدانہ صلاحیت نے، جن کی مدبرانہ سیاست نے پاکستان کو آج اس افق پر لا ٹھہرایا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ساتھ بالخصوص جناب فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کو، جنہوں نے اپنی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ اپنی قائدانہ صلاحیتوں کے ساتھ اس تیسری جنگ عظیم کو مذاکرات کی ٹیبل پہ لائے اور پاکستان کا نام اقوامِ عالم میں بلند کیا، اور تیسری جنگ عظیم کو امن مذاکرات پہ لائے، امن مذاکرات کو کامیاب کرایا۔ ان کی ٹیم، جناب اسحٰق ڈار صاحب اور وزیرِ داخلہ صاحب کو بھی میں خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔

اس کے ساتھ ساتھ بجٹ 27-2026، جو ہمارے ملک کے وسائل ہیں، ان کے حساب سے دیکھا جائے تو ملکی تعمیر و ترقی کے لیے اور آنے والے مستقبل کے لیے یہ بہترین بجٹ ہے۔ اٹھارویں ترمیم کے بعد زیادہ تر وسائل صوبوں کے پاس چلے گئے ہیں۔ اگر صوبے وزیرِ اعظم کی ٹیم کے طور پر کام کریں، جس کی مثال میرے صوبے کی وزیرِ اعلیٰ محترمہ مریم نواز نے بلا شبہ قائم کی ہے، انہوں نے ان وسائل کو عوامی طور پر بھرپور طریقے سے عوام کے مفاد میں لا کر بے شمار initiatives لیے، جن میں خاص طور پر ستھرا پنجاب، Solarization، کسان کارڈ، ہمت کارڈ، مزدور کارڈ، اور اس کے ساتھ ساتھ پنجاب کی عوام کو تحفظ دینے کے لیے CCD بنائی۔

میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ میرے صوبے کی وزیرِ اعلیٰ نے اس وقت اپنے اقدامات سے نوے فیصد جرائم میں کمی کی ہے۔ اسی طرح باقی صوبوں کے وزرائے اعلیٰ بھی اگر کام کریں تو مجھے امید ہے کہ یہ پاکستان روشنیوں کا پاکستان ہو گا اور اس میں دہشت گردی کا نام و نشان نہیں ہو گا۔ Teamwork کے بغیر ترقی ممکن نہیں ہے۔ Teamwork چاہیئے۔ ہمارے ملک میں دو چیزیں ایسی ہیں جو اس وقت ہماری ترقی کی راہ میں حائل ہیں۔ ایک تو بے جا بڑھتی ہوئی آبادی ہے۔ جب ہم دو لخت ہوئے تو بنگلہ دیش کی آبادی، پاکستان کی جو اس وقت آبادی ہے، اس سے زیادہ تھی، لیکن انہوں نے بہترین اقدامات کرتے ہوئے آج وہ تناسب میں ہماری آبادی سے کہیں پیچھے ہیں۔ اور ہم نے اس چیز پر اگر غور نہ کیا، ہمارے بجٹ جتنے مرضی اچھے آ جائیں، جو مرضی ہمارا اچھے سے اچھا philosopher ہم ادھر بٹھا لیں، لیکن ترقی ممکن نہیں ہے۔ ترقی کے لیے ہمیں اس population کو کنٹرول کرنا بہت زیادہ ضروری ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑی لعنت ہے، منشیات۔ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ہمیں synthetic اور organic drug میں فرق کرنا پڑے گا۔ پوری دنیا میں ترقی یافتہ ملکوں میں اس وقت organic اور synthetic کے لیے علیحدہ علیحدہ قوانین ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ

ہم بھی اس پر سوچیں۔اور یہ جو synthetic drug ہے، یہ اس وقت law and order کے پیچھے سب سے بڑا element ہے۔ اگر آپ چیک کریں گے کہ کسی صوبے میں کس کس طرح کے جرائم پیشہ افراد ہیں تو ان میں سب سے زیادہ synthetic drug لینے والے ہیں، جو سب سے زیادہ جرائم کر رہے ہیں۔ان کو روکا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ organic drug کو کسی legal way میں لے کر آیا جائے۔یہ میری گزارش ہے۔

CCD بنی، پنجاب کی عوام امن کی زندگی بسر کر رہی ہے۔اسی طرح باقی صوبوں کو بھی چاہیئے کہ اپنے ادارے بنائیں، اپنے اداروں کو بھرپور طریقے سے طاقت دیں، اور اس طاقت کے ساتھ عوام کے لیے سہولت میسر کریں۔میرے صوبے کی وزیرِاعلیٰ نے بے شمار ترقیاتی منصوبے شروع کیے، جن میں electric buses ہیں، جن میں pink buses ہیں، جن میں بے شمار اور سہولیات دی جارہی ہیں۔اپنا گھر، اپنی چھت دی جا رہی ہے۔میری گزارش ہے کہ باقی وزرائے اعلیٰ بھی ان کو دیکھتے ہوئے، ان کو role model بناتے ہوئے، اقدامات کریں اور بہترین طریقے سے عوام کی خدمت کریں۔

جناب سپیکر! میرا تعلق فیصل آباد کی تحصیل جڑانوالہ سے ہے۔جڑانوالہ تحصیل بے شمار اضلاع سے بڑی تحصیل ہے۔پنجاب کے بے شمار اضلاع میری تحصیل سے چھوٹے ہیں۔میرا مطالبہ ہے کہ میری تحصیل کو ضلع کا درجہ دیا جائے۔اس کے ساتھ ساتھ وہاں صحت کی سہولیات کا تھوڑا سا فقدان ہے۔ ہمیں بڑا hospital دیا جائے۔پینتیس کلومیٹر میرے حلقے کی عوام کو دور university کے لیے جانا پڑتا ہے، تو میری گزارش یہ ہے کہ ہماری آبادی چھوٹے ضلعوں سے بڑی ہے، تو ہمیں اس کے لیے university بھی دی جائے۔اور اس کے ساتھ ساتھ، باقی میں آپ کو بتاتا چلوں کہ ان تین سال میں وزیرِاعلیٰ پنجاب نے میرے شہر کو model city کا درجہ دیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ جناب قائد میاں محمد نواز شریف نے میرے شہر کو motorway کا تحفہ دیا ہے۔ابھی میری گزارش ہے کہ میرے شہر کو، میری تحصیل کو ضلع کا درجہ دیا جائے۔

یہاں جناب سپیکر! Opposition کے بے شمار لوگ یہ کہتے ہیں، یہ پاکستان تب بنے گا جب یہ ہوگا، یہ پاکستان تب رہے گا جب یہ ہوگا۔ نہیں، یہ پاکستان 14 اگست 1947 کو معرضِ وجود میں آیا اور تا دیر سلامت رہے گا۔یہ ان کے خیالات، ان کی یہ باتیں کہ وہ آئے گا تو یہ ہوگا۔یہ پاکستان اللہ کی کرم نوازی سے بنا ہے، نعلینِ پاک کے صدقے سے بنا ہے۔جب تک سورج چاند رہے گا، تب تک پاکستان رہے گا۔جب تک باقی جہان رہے گا، تب تک پاکستان رہے گا۔

اس House میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو قومی سوچ کے دائرے میں آنا پڑے گا۔اگر ہم قومی سوچ نہیں اپنائیں گے، ہم اپنے چھوٹے مفادات اور اپنی غلطیوں سے بھرپور زندگی کو نہیں دیکھیں گے کہ ہمارے اندر کیا غلطی ہے اور دوسروں پر کیچڑ اچھالتے رہیں گے، تو یہ ملک ترقی نہیں کر سکے گا اور نہ ہی آپ کی کامیابی ہوگی۔آپ کو کامیاب ہونے کے لیے میرے وزیرِاعظم کی گزارشات پر عمل کرنا پڑے گا۔آئیں، وزیرِاعظم کے ساتھ بیٹھیں، اس ملک کی ترقی کے لیے بیٹھیں، اس ملک کی خوشحالی کے لیے بیٹھیں اور آنے والی نسلوں کی ترقی اور روشن پاکستان کے لیے بیٹھیں، نہ کہ ایک

مجرم کی رہائی کے لیے بیٹھیں۔ یہ کسی مجرم کی رہائی کا forum نہیں ہے۔ مجرم کی رہائی کے لیے اگر کوئی forum ہے تو وہ عدالتیں ہیں، وہاں جائیں اور وہاں جا کر رہائیاں مانگیں۔ یہ ملک کی ترقی کا forum ہے۔ یہاں ہم قومی دھارے میں آ کر بیٹھیں، نہ کہ کسی ایک فرد کی زد میں اس وقت کو ضائع کریں اور ملک کی ترقی کی راہ میں حائل ہوں۔

(اس موقع پر جناب چیئرپرسن علی زاہد مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب محمد بلال بدر: جناب عالی! آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کسان محنت کرتا ہے۔ اس کی فصلوں کی payments جو ہیں، جیسے sugar mills ہیں، جیسے دوسرے ادارے ہیں جو کسان سے فصلیں لیتے ہیں، ان کو باور کرایا جائے کہ وہ کسان کو وقت پر اس کی payment کریں۔ یہاں لوگ پانی کا شور مچا رہے ہیں۔ یہ پانی کا subject وفاق کے ساتھ صوبوں کے پاس بھی ہے۔ ہاری تو شور کرتے ہیں، لیکن بڑا زمیندار پانی سے سیراب ہو رہا ہے، ہاری رو رہا ہے۔ اس لیے اس کو برابری کی سطح پر لایا جائے۔

جناب عالی، گزارش یہ ہے کہ جیسے میاں محمد نواز شریف صاحب نے اپنی قائدانہ صلاحیتوں سے ایک ٹیم بنائی جو پاکستان کے وقار کو بلند کر رہی ہے، اس میں تمام پارٹیوں کو اس وقت شمولیت اختیار کرنی چاہیئے اور پاکستان کو ترقی کی طرف لے کر جانا چاہیئے۔ پاکستان ہمیشہ سلامت رہے گا۔ یہاں بیٹھے ہوئے اپوزیشن والوں کی گیدڑ بھبکیوں سے پاکستان کو کچھ نہیں ہوگا۔ پاکستان کا دفاع مضبوط ہے۔ پاکستان نے کر کے دکھایا ہے اور ان شاء اللہ، پاکستان تا ابد سلامت رہے گا۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔ محترمہ شذرا منصب علی کھرل صاحبہ۔

Minister of State for Climate Change and Environmental Coordination (Dr. Shezra Mansab Ali Khan Kharal): Thank you Mr. Speaker. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ Congratulations Pakistan. Mr. Speaker! This is the finest hour of Pakistan and it will go down in history as the golden hour of Pakistan, as the historic and the landmark achievement of the soon to be signed Islamabad Peace Accord in Switzerland with Pakistan as the host. And, I join the nation in expressing my deepest gratitude and heartiest congratulations to Prime Minister Shahbaz Sharif, who led from the front, and Field Marshal Syed Asim Munir, who spent many sleepless nights and days as borne witness by the Prime Minister on more than one occasion. And, the Deputy Prime Minister Ishaq Dar Sahib. So, all of them continued their quiet but determined diplomacy and achieved this landmark and historic event where now Pakistan has undergone a paradigm shift in the perception and the reality of the position of Pakistan in the world. Let me make it clear that this did not happen in

one day, or in one meeting, or in one phone call, this was achieved by acute and determined diplomacy, perspicacity and unwavering Resolution so that now we have come to a place where the whole world and all the leaders of the world are looking at Pakistan and praising Pakistan in very strong terms. We have averted a disaster that could have enveloped all nations and all continents and could have potentially become a world war. And this is no mean feat.

Mr. Speaker! From India's dream of an isolated Pakistan just a few years ago, they said that Pakistan was becoming isolated and they there were going to do everything to ensure that Pakistan was isolated till today. When the President of the United States re-tweets the tweet of our Prime Minister who announced this peace negotiation as successful and bring us to this place where now Pakistan and every Pakistani stands with his head held high and Pakistan has emerged as the main peace provider of the world and the next security provider of the region and India's dream has shattered to pieces. In the same way, after Bunyanum Marsoos and Marka-e-Haq last year, when India was vanquished in the war field, and when to cover its ignominious defeat, India decided to unilaterally hold the Indus Water Treaty in abeyance and they announced to the world that they were going to overlook all international laws and they were going to hold the international treaty overlooked by the World Bank in abeyance. That is another dream of India that is going to be shattered. And just like they were vanquished in the war field, just in the same way, Inshallah, Pakistan and the Pakistani nation is not going to let India do any water terrorism in our waters. And, Inshallah the world will see that Pakistan will stand firm and not allow India who, by the way, in sharp contrast, now has receded into the background. Nobody is talking about India, everybody is talking about Pakistan and what Pakistan has achieved. And, with the superb diplomacy of the Field Marshal and the Prime Minister, we have reached here and the stature of our country has immeasurably gone up in the world.

So, Mr. Speaker! To safeguard our waters and coming to the Budget now, we have announced in the Budget of 2026-27 Rs. 103.1 billion for 43 hydropower projects, the largest single-year clean energy investment and in these, the key projects are the Diamer Basha and the Dasu Dam as well as the K-IV water project in Karachi with 10 billion rupees for that. But, having said that, I would like to

emphasize that for our water security, which is also our national security, we need more funds, more water reservoirs and more dams to ensure that our water security is not in any way undermined.

Mr. Speaker! And, furthermore, in today's Budget, this is a testament to the resolve of the government that inherited an economy, Mr. Speaker! Many people have here in the Opposition Benches been talking about this is not done and this is not done in the Budget, but we have to see what we inherited and where this Budget is taking us. We inherited an economy which was at the brink of default. And steadily, through discipline and determination, we have charted a new course for this nation. History will record that when this government assumed office, Pakistan foreign exchange reserves had dwindled to barely a two week of import cover. Inflation had reached 38%. GDP growth had collapsed to near zero.

Today, the story is dramatically different. Through a combination of fiscal discipline and structural reforms, Pakistan has pulled back from the abyss nothing. Our economy has expanded to 452 billion USD, a new all time high, and per capita income has increased from 1,751 USD to 1,901 USD.

Mr. Speaker, nothing hits the common citizen harder than inflation. When we took office, average inflation stood at 29%. Millions of families could not afford basic needs. Today, the average CPI inflation has been brought down to 6.7% for 2026. The policy rate has been slashed from a crippling 22% to 11%, making credit accessible again to families and businesses.

Today, foreign exchange reserves stand at 17.2 billion USD, a 49% increase, providing approximately 2.75 months of import cover. This has been driven by record remittances, surging IT exports, FDI inflows, and prudent external sector management. Credit rating agencies have taken notice. Fitch and Moody’s have all upgraded Pakistan.

PM's Apna Ghar, affordable housing for every Pakistani is a programme found on the principle that the dream of owning a home is universal, and every Pakistani family dreams this. This government launched the Wazir-e-Azam Apna Ghar programme, which is a nationwide housing scheme. And privatization is another achievement, which was promised by many previous governments, but with relentless hard work, has been achieved by this government.

Coming to climate-linked revenue, this Budget marks a historic milestone in Pakistan's climate fiscal architecture. The up-scaled Green Pakistan Programme of the Prime Minister, as well as the Green Skills for Sustainable Development Programme and the National Urban Resilience Strategy have been launched.

I would like to give a few recommendations. First of all, I think that mandatory climate reinvestment rules should be applied, so that at least 25% of climate-tagged revenues must be ring-fenced and reinvested exclusively in climate adaptation, mitigation, and loss and damage programmes.

I would also urge the government to remove taxes on clean energy, or substantially reduce all taxes on solar panels, battery storage, and renewable energy equipment. I would also say that a federal and provincial climate fund should be established, which should be dedicated with special allocations for Balochistan, Gilgit-Baltistan, and KP, which are the most climate vulnerable provinces.

At the end, Mr. Speaker, I would like to talk about my constituency, Nankana Sahib, NA 112. Nankana Sahib is a historic place because Baba Guru Nanak, who is the Sikh religious leader, was born here. It is an exemplar of religious coexistence and interfaith harmony. Keeping that in mind and keeping in mind that most of Nankana is comprised of Evacuee Trust Board Land. People have no land of their own to buy or to sell, and this is giving rise to illegal occupation.

To overcome that, Mr. Speaker, I would urge the government to make a housing colony for the people of Nankana with a 30-year lease so that all land can be made legal. And I would also urge the government to have a fixed-price 30-year lease on the agriculturally-owned land as well.

Apart from that, two areas in my constituency, Bucheki and Syedwala, are without gas. I would urge the government to, in this day and age, please provide gas to Bucheki and Syedwala. Thank you very much. Pakistan Zindabad.

Mr. Chairperson: Thank you very much. Fiaz Hussain Sahib, please.

جناب فیاض حسین: بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ. جناب سپیکر! بجٹ دستاویز میں نے پڑھی ہے جس میں پاکستان کے غریب عوام اور غریب کسان، غریب مزدور اور تنخواہ دار طبقے کے لیے ایک نقطہ بھی نہیں ہے۔ میں اس بجٹ کو مسترد کرتا ہوں۔ جناب

سپیکر! حکومت ہر وقت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ معیشت بہتر ہو رہی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر معیشت بہتر ہو رہی ہے تو عوام کی زندگی بہتر کیوں نہیں ہو رہی ہے۔ بجلی، گیس، پیٹرول، روزمرہ کی اشیاء کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میرا حلقہ این اے 180 ہے جس میں پارکو ہے Pak-Arab Refinery Company اور دو شوگر ملیں ہیں۔ جناب سپیکر! پارکو کا MD میں اس کو ملنے کے لیے کراچی گیا۔ PARCO نے معاہدہ کیا تھا مقامی لوگوں کے ساتھ، انہوں نے مقامی لوگوں کو نوکریاں بھی دینی تھیں اور مقامی لوگوں کے فلاح و بہبود کے لیے انہوں نے فنڈز بھی دینے تھے۔ اربوں روپے کے فنڈز بنتے ہیں۔ میں جب ایم ڈی کو ملنے گیا تو ایم ڈی نے کہا کہ میں ادھر ہی آرہا ہوں۔ میں اپنے staff کے ساتھ آپ کی meeting کرواؤں گا، جو مقامی لوگوں کا حق ہے وہ مقامی لوگوں کو ملے گا۔ ان کو نوکریاں بھی ملیں گی اور جو وہاں پر لوگوں کے فلاح و بہبود کے لیے جو فنڈ ہے وہ بھی ہم سارا آپ کو بتائیں گے۔ دوسرا انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو خوشخبری دے رہے ہیں کہ ہم اس کو oil city بنا رہے ہیں تو oil city کے لیے بھی ہم آپ کو briefing دیں گے۔ جناب سپیکر! ایم ڈی آیا ہمیں کوئی خبر نہ ہوئی، وہ meeting کر کے چلا گیا، ہمیں کوئی خبر نہ ہوئی۔

جناب سپیکر! وہاں پر مقامی لوگوں کے لیے ایک راشن کا بھی انتظام ہوتا ہے سالانہ، وہ بھی ایم ڈی اپنے اثر و رسوخ والے لوگوں کو دے دیتے ہیں، وہاں مقامی لوگوں کو کچھ نہیں ملتا۔ مقامی لوگ صرف پارکو کا زہر لے رہے ہیں جو پارکو کا دھواں نکل رہا ہے جو زہر نکلتا ہے، ان کے نصیب میں وہ زہر ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے چاہتا ہوں کہ اس پارکو کے MD کو آپ نے پابند کرنا ہے اور یہ ہمیں بتائے کہ مقامی لوگوں کے بارے میں کیا کر رہا ہے؟ میں ان کا نمائندہ ہوں، اور مجھے کچھ پتہ نہیں، باہر یاریاں دوستیاں وہ نبھا رہا ہے، باہر کے لوگوں کو دے رہا ہے، نوکریاں بھی دے رہا ہے اور راشن بھی پتہ نہیں کس کو دے رہا ہے۔ مقامی لوگوں کو کچھ بھی نہیں مل رہا تو جناب سپیکر! پارکو کے ایم ڈی کو پابند کیا جائے کہ وہ ہم سے بات کرے اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر بتائے کہ مقامی لوگوں کے لیے اور اس خطے کے لیے کیا کر رہا ہے۔

دوسرا میرے حلقے میں دو شوگر ملیں ہیں، ایک کا نام فاطمہ شوگر مل ہے، ایک شیخو شوگر مل ہے۔ جناب سپیکر! فاطمہ شوگر مل والے، شیخو شوگر مل والے سالانہ ایک فنڈ رکھتے ہیں جس کو road cess کہتے ہیں اور ہمیں کوئی پتہ نہیں ان فنڈز کو DC کیسے تقسیم کرتا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ جو ہمارے کاشتکار ہیں ان کے روڈ بنتے ہیں اور وہ روڈ ملوں تک آتے ہیں یا ان کی سہولت کے لیے ہوتے ہیں۔ تو وہ وہاں کے جو جاگیر دار ہیں ان کے اثر و رسوخ پہ دیتا ہے۔ وہاں پہ جو غریب کاشتکار ہیں یا جو دوسرے لوگ ہیں وہ ان سے محروم ہیں۔ اس کو بھی جناب پابند کیا جائے کہ وہ ہمیں بتائے کہ وہ یہ کیسے تقسیم کرتا ہے، یہ DC سالانہ میٹنگ بھی کرتا ہے اور یہ اربوں روپے کے فنڈز ہوتے ہیں۔

دوسرا شوگر ملوں کے جو ملازمین ہیں، جو وہاں پہ لیبر کام کرتی ہے وہ بھی باہر سے لوگ منگواتے ہیں۔ تو ان کو اس کے لیے بھی پابند کیا جائے کہ مقامی لوگوں کا کوٹہ دیا جائے اور ان بیچاروں کا کوئی روزگار ہو سکے۔

جناب سپیکر! میرے حلقے کے نوجوان بیچارے پڑھ لکھ کے کوئی مزدوری کر رہا ہے، کوئی باہر چلا گیا ہے۔ان کو مقامی انڈسٹریاں جتنی بھی ہیں وہ ان کو روزگار نہیں دے رہیں، نوکریاں نہیں دے رہیں۔

دوسرا جناب سپیکر! میں آٹھ لاکھ آبادی کا نمائندہ ہوں۔ چھ دفعہ میرا نام آیا، ہائی کورٹ کے آرڈر پہ میرے لیڈر عمران خان سے ملاقات کا اور میں آپ کو مزے کی بات بتاؤں کہ ایک دفعہ یہ ہوا، پہلے تو ہمیں ڈیڑھ کلومیٹر، دو کلومیٹر پہلے روک لیتے تھے۔ایک دفعہ یہ ہوا کہ جون میں، یہ پچھلے جون کی بات کر رہا ہوں۔ جون میں میرے ساتھ ہماری پارٹی کے سندھ کے president بھی تھے، دو سابق MNA بھی تھے اور ایک ہمارے MNA لطیف چترالی صاحب جن کو بعد میں ناحق جیل میں ڈال دیا گیا، وہ بھی تھے۔

ہمیں entry دی اور پہلے گیٹ سے بھی انٹری دی دوسرا جو گیٹ ہے جہاں پہ ID cards وغیرہ چیک کرتے ہیں اس پر بھی entry دی۔اس کے بعد چار گھنٹے ہمیں دھوپ میں کھڑا کیا اور کہتے ہیں ابھی بلا رہے ہیں، ابھی بلا رہے ہیں۔ تو چار گھنٹے ہمیں وہاں ذلیل کرتے رہے اور ہمارے لیڈر سے ہماری ملاقات نہیں کرائی۔ کہتے ہیں جی پانچ بج گئے ہیں، پانچ بج گئے اب آپ جائیں، ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

اور یہ بھائی کہہ رہے ہیں، ابھی کہہ رہے تھے جی وہ بیٹھے ہیں۔ ابھی کہہ رہے تھے جن کا لیڈر 50 روپے کا اسٹامپ پیپر دے کے پاکستان سے بھاگا ہے۔اور وہ ہمارے لیڈر کو طعنے دے رہے ہیں۔

تو جناب سپیکر میں نے بس یہ عرض کرنی تھی۔شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: جی شکریہ۔ محمد ادریس صاحب، please۔

جناب محمد ادریس: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ بجٹ کے موقع پر ہمیں ٹائم دیا میں حکومت پاکستان کے جانب سے پیش کردہ بجٹ 27-2026 کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ یہ بجٹ ایسے وقت میں پیش کیا گیا ہے۔۔۔

(اذان مغرب)

جناب چیئرپرسن: جی، محمد ادریس صاحب، پلیز۔

جناب محمد ادریس: 27-2026 کا بجٹ کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ یہ بجٹ ایسے وقت میں پیش کیا گیا جب ملک معاشی استحکام کی جانب گامزن ہے اور حکومت نے مالی نظم وضبط ترقی اور عوامی فلاح کے درمیان توازن قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنے حلقے کوہستان کے عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے چند اہم مطالبات ایوان اور حکومت کے سامنے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ کوہستان ایک دشوار گزار مگر قومی معیشت اور توانائی کے شعبے کے لیے انتہائی اہم علاقہ ہے۔ ڈیموں کی بات کی جائے تو میرے حلقے میں چار ڈیمز اور کئی ہائیڈرو پاور پراجیکٹ بن سکتے ہیں۔ جیسا کہ داسو ڈیم اور دیامر بھاشا ڈیم کے 60 سے 70 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔اسی طرح پٹن، بالس ڈیم کا بھی

سروے مکمل ہو چکا ہے اور چوتھی، پٹن ڈیم کا بھی سروے مکمل ہو چکا ہے۔ دوبیر خوڑ پراجیکٹ تقریباً 600 میگاواٹ اب بھی پاکستان کو بجلی دے رہا ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اب بھی اسی پانی کی وجہ سے ہر مہینے یا دوسرے مہینے میں اس کا روڈ خراب ہوتا ہے، لوگوں کو پیدل چلنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔

اسی طرح دوبیر خوڑ کا ایک کونا اوپر جا کر GB کے ساتھ connect کرتا ہے۔ دوسرے کو سوات، مدین کے ساتھ connect کرتا ہے۔ اتنا لمبے اور خوبصورت علاقے کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کو روڈ ابھی تک مہیا نہیں کیا گئی ہے۔

دوسری بات سپٹ ویلی پراجیکٹ ہے جو ایک ہائیڈرو پاور پراجیکٹ تھا۔ جس کا tender ہو کر بھی cancel ہو گیا ہے، وہ ختم کر دیا گیا۔ اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ اور سپٹ ویلی کا ایک ہی رقبہ اوپر ناران کے ساتھ مل رہا ہے اور ایسے خوبصورت علاقے ہیں کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

دوسری طرف جا کر GB کے بابو سر ٹاپ کے ساتھ لگ رہا ہے۔ تو میں حکومت سے یہ مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ اسی علاقے کو develop کر دے تاکہ آگے پاکستان کے مستقبل کے لیے بہت مفید ہوگا۔

اور تیسرا Palas hydropower project کا منصوبہ بھی تیار ہو کر رہ گیا ہے اور وارث پالس جا کر اتنے بڑے خوبصورت علاقے وہ جا کر کاغان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ تو ایسے علاقوں کے لیے یا تو نہ روڈ کا مسئلہ ہے ورنہ اس کا بجلی اور راستوں کا مسئلہ ہے۔ ایک دوبیر خوڑ پراجیکٹ کا ٹینڈر بھی ہو کر 30 فیصد کام بھی ہو کر اس کو ختم کیا گیا ہے۔ لہٰذا میں حکومت سے یہ بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کو بھی پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے۔

میں ایک بات پہ حیران ہوں کہ صبح پنجاب والا اور سندھ والے آپس میں لڑ رہے تھے کہ ہمیں پانی ایک زیادہ دے دے دوسرا زیادہ دے دے۔ لیکن یہ ڈیموں کے ہمارے ایک ہی دریائے سندھ سے، یہ اتنے source ہو سکتے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں اس کی طرف توجہ دیں تاکہ ان کے لیے پانی کی کمی نہ ہو، وہ پانی ہوا تو کسان کے لیے تکلیف کا باعث نہ بن جائے، اس لیے کوہستان کی رابطہ سڑکیں، دیہی شاہراؤں اور پلوں کیلئے خصوصی funds مختص کئے جائیں۔ Dasu Hydropower Project اور دیگر پن بجلی projects، مقامی آبادی کو روزگار، تعلیم، صحت اور خصوصی مواقع فراہم کیے جائیں۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کی upgradation، جدید طبّی سہولیات اور Doctor کی تعیناتی کو یقینی بنایا جائے۔

میں وفاق سے یہ درخواست کرنا چاہوں گا کہ آج تک جتنی حکومتیں آئیں وہ ہمیں یہ ثابت کریں کہ وفاق سے ہمیں کوئی fund مہیا ہوا ہے، ابھی تک وفاق کا کوئی fund وہاں نہیں لگا۔ تو میں وفاق سے یہ درخواست کرنا چاہوں گا کہ ہمارے لیے جدید ہسپتال اور سکولوں کا انتظام کیا جائے۔ نوجوانوں کیلئے ٹیکنکل اور تربیتی ادارے قائم کیے جائیں۔ سیلاب اور دیگر قدرتی آفات سے متاثرہ علاقوں کی بحالی کیلئے خصوصی package دیا جائے کیونکہ وہاں 2010 سے آج تک آفات سے نمٹنے کیلئے کوئی انتظامات نہیں ہیں۔ نہ صوبائی حکومت کی طرف سے ہے، صوبائی حکومت کو تو یہی سمجھیں کہ لوٹ مار حکومت ہے، وہ کسی علاقے کا تحفظ کرنے کیلئے نہیں، وہ ایک انفرادی اور شخصیاتی حکومت بن چکی ہے۔

جناب سپیکر! کوہستان نے ہمیشہ قومی آبی وسائل اور توانائی کے منصوبوں میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔اب وقت آگیا ہے کہ قومی ترقی کے اثرات کو کوہستان کے عوام تک بھی، بھرپور انداز میں پہنچائے جائیں۔میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ PSDP اور خصوصی ترقیاتی funds میں کوہستان کیلئے نمایاں حصہ مختص کیا جائے تاکہ یہ علاقہ ترقی کے قومی دھارے میں مزید مضبوطی سے شامل ہو سکے۔

اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود جب کوہستان میں حقوق کیلئے roads پر آئے تو KP حکومت ان پر سختی کرتی ہے، جب جلوس و جلسے کریں تو 780A کی مد میں ان کو بند کر دیا جاتا ہے، انہیں دبایا جا رہا ہے لہٰذا میں اپنے وفاق سے یہ request کرنا چاہوں گا کہ اس پر خصوصی توجہ دے کر کوہستان کے مسائل کو حل کیا جائے۔کیونکہ آج تیسرا دن ہے، کوہستان کے چند مسائل میں بجلی کا مسئلہ ہے، واپڈا کے issues پر پہلے دن بھی ہماری meeting ہوئی، اس میں جو ادارے کا صاحب اختیار ہے وہ ایک صاحب کی طرح بیٹھا ہوا ہے، اس کو یہ پتہ نہیں ہے کہ لوگوں کا حق ضائع ہو رہا ہے اور لوگوں کے آباؤ اجداد کی زمینیں جا رہی ہیں اور حقوق حاصل کرنے کیلئے جو Government کی policy ہے اور اس policy کے مطابق جو package ہے وہ دینے کو وہ تیار نہیں ہے۔لہٰذا میں کہتا ہوں کوہستان کے project بڑے ہیں اور اگر انہیں چلانے کا ارادہ ہے تو WAPDA کا جو مقامی staff دیا ہوا ہے، اس میں جو GM اور چند اور افسران ہیں ان کو یہاں سے transfer کیا جائے تاکہ لوگوں کو بھی دشواری نہ ہو اور قوم کے مسائل بھی حل ہوں اور پاکستان کے project میں بھی پریشانی نہ ہو، تو میں کہتا ہوں اس کا ازالہ کیا جائے، یہ بات نوٹ کی جائے۔

میں آخر میں یہ دوبارہ کہنا چاہوں گا کہ آج بھی وہاں احتجاج جاری ہے۔میں وفاق سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کا فوراً notice لے کر مسائل کو صحیح بنیادوں پر حل کیا جائے، شکریہ۔اللہ تعالیٰ پاکستان کو ترقی و خوشحالی اور استحکام عطا فرمائے۔پاکستان زندہ باد۔

جناب چیئرپرسن: بہت شکریہ۔جیمس اقبال صاحب۔

جناب جیمس اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔میں آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ 27-2026 پر اظہار خیال کا موقع دیا۔اس سے پہلے کہ میں اپنی تقریر کا آغاز کروں، میں وزیر خزانہ، وزارتِ خزانہ کے افسران اور ان تمام لوگوں کو، جنہوں نے بڑی انتھک محنت سے یہ بجٹ تیار کیا ہے، انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں Opposition کا Member ہوں اور میرا ایمان ہے کہ جو کام اچھا ہو اس کی تعریف ہونی چاہیئے اور جس میں خامی ہو اس پر تعمیری تنقید ہونی چاہیئے۔مخالفت برائے مخالفت نہیں ہونی چاہیئے بلکہ accountability, transparency اور good governance کو یقینی بنانا چاہیئے۔میں نے اس بجٹ کو پاکستان کے عوام، نوجوانوں، مزدوروں، کسانوں، تاجروں، اقلیتوں اور آنے والی نسلوں کے point of view سے دیکھنے کی کوشش کی ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک اہم بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں، جو میرے صوبہ کے اقلیتی عوام کے حقوق کے بارے میں ہے۔ہم کل 10 اقلیتی Members ہیں، اُن میں سے 9 حکومتی بینچوں پر بیٹھے ہیں اور میں واحد اقلیتی نمائندہ Opposition اور KP کی طرف سے ہوں۔جو

اقلیتی نمائندے Treasury Benches پر بیٹھے ہیں،ان کو development funds عطا کیے گئے، جو اچھی بات ہے، لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ مجھے کیوں محروم کیا گیا ہے؟ کیا KP میں minorities نہیں بستیں؟ کیا وہاں Churches نہیں ہیں؟ کیا وہاں مندر اور گردوارے نہیں ہیں؟ اُن کو کیوں محروم رکھا گیا؟ آپ کی توسط سے میں وزیر اعظم صاحب سے یہ request کرنا چاہوں گا کہ اس کا جلد از جلد ازالہ کریں۔

جناب سپیکر! بجٹ ہر سال بنتا ہے، لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ ایک عام انسان کی زندگی میں کوئی واضح فرق نہیں آتا اور اس کی quality of life نہیں بدلتی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ جیسے ہم سب جانتے ہیں کہ اس ایوان پر اربوں روپے خرچ ہوتے ہیں لیکن جب بجٹ بنتا ہے تو یہاں پر سیاستدانوں کو اعتماد میں نہیں لیا جاتا۔ میرا حکومت کو ایک مشورہ بھی ہے کہ میرے قائد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی سربراہی میں ایک معاشی کمیٹی بنائی جائے جس میں تمام پارٹیوں کے لیڈران اور senior Members شامل ہوں، اور وہ عوام کو ایک معاشی roadmap دیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا beneficiary پورا پاکستان ہوگا۔ جیسے اُن کے والد محترم حضرت مفتی محمود صاحب نے پاکستان کو آئین دیا، اسی طرح میرے قائد بھی اس عوام کو کبھی مایوس نہیں کریں گے۔

مجھے پاکستان کی تمام forces پر فخر ہے۔ میں ان کی گراں قدر خدمات کو سلام پیش کرتا ہوں جن کی وجہ سے آج ہمارے سر فخر سے بلند ہیں۔ اسی طرح مجھے اپنے مسیحی جوانوں پر فخر ہے، جنہوں نے ہمیشہ پاکستان کے دفاع کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے ہیں۔ مظفر آباد میں helicopter کے حادثے میں شہید ہونے والوں میں 2 مسیحی تھے، جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ اسی طرح Squadron leader Cecil Chaudhry اور Air Vice Marshal Eric Gordon Hall کی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

مجھے اپنے سپہ سالار Field Marshal Syed Asim Munir صاحب پر ناز ہے، جن کی قیادت میں آج ہم دنیا کے disputes کو حل کرنے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ جن کی وجہ سے ہمارے ملک اور passport کی عزت میں اضافہ ہوا ہے۔ لٰہذا دفاع پاکستان پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! بجٹ صرف آمدن اور اخراجات کا حساب نہیں ہوتا بلکہ یہ قوم کے خوابوں، ترجیحات اور مستقبل کا آئینہ ہوتا ہے۔ یہ بجٹ ہمیں بتاتا ہے کہ ہم بحیثیت قوم کس direction کی طرف جا رہے ہیں اور کن شعبوں کو ترجیح دے رہے ہیں اور آنے والی نسلوں کے لیے کس قسم کا پاکستان چھوڑ رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میں ہر ایسی پالیسی کو appreciate کرتا ہوں جیسے وزیر اعظم Youth Business and Agriculture Loan Scheme, Kamyab Youth Programme پانی کے شعبے، Higher Education Commission، وفاقی تعلیم، National Health Services, Climate Change, Disaster Management, Green economy کا علیحدہ chapter وفاقی PSDP۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام اور ان تمام ترقیاتی اخراجات کے لیے مختص فنڈز کو سراہتا ہوں۔

جناب سپیکر! موجودہ بجٹ کے مطابق ملکی اور غیر ملکی قرضوں کی ادائیگی پر 8000 ارب سود پر خرچ ہوں گے جو کہ ہمارے کل بجٹ کا آدھا حصہ بنتا ہے۔ یہ عدد نہیں یہ warning ہے۔ جناب سپیکر! ہمیں چاہیئے کہ قرضوں پر انحصار کم کریں، برآمدات بڑھائیں، tax net وسیع کریں اور پیداواری معیشت کو فروغ دیں۔

جناب سپیکر! ہمارے ملک کی 60 فیصد آبادی کا حصہ نوجوان نسل پر مشتمل ہے۔ اگر ہم نے تحقیق اور جدید technology میں سرمایہ کاری نہ کی تو ہم global competition میں پیچھے رہ جائیں گے۔ جناب سپیکر! صحت کے شعبے میں اگرچہ وسائل مختص کیے گئے ہیں لیکن زمینی حقائق کچھ اور تصویر پیش کرتے ہیں۔ چونکہ پاکستان میں ہزاروں خاندان صرف ایک بیماری کی وجہ سے غربت کی لکیر سے نیچے آجاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں وفاقی تعلیم Higher Education Commission کے مختص فنڈ کا بھی خیر مقدم کرتا ہوں لیکن ساتھ ہی گزارش کرتا ہوں کہ تعلیم کے صرف اخراجات نہیں بلکہ سرمایہ کاری سمجھا جائے۔ ایک تعلیم یافتہ بچہ ریاست پر بوجھ نہیں بلکہ ریاست کا اثاثہ ہوتا ہے۔ میں اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ child education کو قومی ایمرجنسی قرار دیں۔

جناب سپیکر! یہ حقیقت ہے کہ ایک معزز ریاست کی پہچان اس کے flyovers نہیں ہوتے، اس کے hospitals ہوتے ہیں، اس کے schools ہوتے ہیں، اس کے research centers ہوتے ہیں اور universities ہوتی ہیں۔ آج پاکستان کی youth پوچھ رہی ہے کہ میرے لیے business opportunity کہاں ہیں؟ میرا future کہاں ہے؟

جناب سپیکر! پاکستان کی آبادی کا بڑا حصہ youth پر مشتمل ہے۔ اگر نوجوان disappoint ہو گا تو کوئی بھی بجٹ کامیاب نہیں ہو گا۔ اگر ہم youth پر سرمایہ کاری نہیں کریں گے تو پاکستان کی ترقی رک جائے گی، اور اگر ہم youth پر سرمایہ کاری کریں تو پاکستان کی ترقی کو کوئی نہیں روک سکتا۔ جناب سپیکر! ہمارے ملک میں پچھلے 30 سال سے technical education کی کوئی جامع پالیسی مرتب نہیں کی گئی۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم پرانے subjects کے بجائے ان کو دور حاضر کی latest technology سے آشنا کریں۔

جناب سپیکر! کسی بھی ملک کی backbone اس کی economy ہوتی ہے۔ اگر آج ہماری economy کمزور ہے تو اس کی بڑی وجہ entrepreneurship کا فقدان ہے۔ ہمارا نوجوان جب ڈگریاں لے کر business میں آتا ہے تو PPRA کے سخت terms and conditions کی وجہ سے وہ qualify ہی نہیں کر پاتا۔

ہمارے نوجوانوں کو بھی یہ opportunity ملنی چاہیئے کہ وہ بزنس میں آسکیں تب ہی ہماری economy improve ہو سکے گی۔ لہٰذا ایسے قوانین پر نظر ثانی کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ جناب سپیکر! PSDP ایک ایسا پروگرام ہے جس کو true spirit کے ساتھ اگر implement کیا جانا چاہیئے۔ لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ آج تک پچھلے دس سے پندرہ سال میں کبھی بھی PSDP کے پروجیکٹ مقرر وقت پر اور allocated funds میں پورے نہیں ہو سکے۔ جس کی وجہ سے cost escalation and projects کی economic

viability ختم ہو جاتی ہے۔ پچھلے سال کا PSDP صرف 52 فیصد ہی استعمال ہو سکا جو کہ ہمارے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے۔ جناب سپیکر! ٹیکس ان اشیاپر بھی لگایا گیا جو روزمرہ زندگی میں استعمال ہوتی ہیں اور سب سے حیران کن بات یہ ہے کہ وہ اشیا جو تعلیم کے فروغ کے زمرے میں آتی ہیں، ان پر بھی سیلز ٹیکس لگایا گیا ہے۔ جس سے حکومت کی تعلیمی شعبہ میں غیر سنجیدگی کا صاف پتہ چلتا ہے۔

جناب سپیکر! میں appreciate کرتا ہوں کہ حکومت نے critical care feminine hygiene and family planning کی اشیا پر ٹیکس ختم کر دیا ہے جو کہ خوش آئند بات ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ایک اور بہت بڑا مسئلہ ہے اور وہ ہے پینے کا صاف پانی لیکن اس بجٹ میں بھی کوئی جامع پالیسی نظر نہیں آتی۔ پینے کا صاف پانی ہر پاکستانی کا fundamental right ہے۔ جناب سپیکر! بجٹ 27-2026 کے مطابق Ministry of Religious Affairs and Interfaith Harmony کے ترقیاتی اخراجات کے لیے صرف 312 ملین رکھے گئے ہیں۔ میں حکومت سے پوچھتا ہوں کہ کیا نفرت سستی ہے اور محبت مہنگی؟ کیا تقسیم آسان ہے اور اتحاد مہنگا؟ کیا ہم قومی یکجہتی کو صرف تقریروں کے زریعے فروغ دیں گے؟ ہمیں اس سوچ کو بدلنا ہو گا کیونکہ پاکستان سب کا ہے اور ہم پاکستان ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس ایوان میں صرف Christians کی نہیں بلکہ تمام minorities کی اور پاکستان کی بات کرتا ہوں۔ ہماری وفاداری پاکستان کے ساتھ ہے اور ہمارا مستقبل بھی پاکستان کے ساتھ وابستہ ہے۔ للٰذا ہمارا حق بھی برابر ہونا چاہیئے کیونکہ اقلیتیں پاکستان میں نہ تو مہمان ہیں اور نہ ہی بوجھ۔ ہم سب اس گلدستے میں پھولوں کی مانند ہیں اور گلدستہ تب ہی نظر آتا ہے جب اس میں ہر قسم کے پھول ہوں۔

جناب سپیکر! افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اتنی خدمات کے باوجود بھی اقلیتوں کو آج تک متعدد مسائل کا سامنا ہے۔ مثلاً عبادت گاہوں کا تحفظ اور بعض اوقات مذہبی بنیادوں پر امتیازی سلوک job quota پر عملدرآمد۔ جناب سپیکر! سی ڈی اے (CDA) میں Christian Community کی کالونی جو اسلام آباد میں مقیم ہے اور یہ لوگ 40 سے 50 سال سے یہاں رہ رہے ہیں، ان کو بے دخل کیا جا رہا ہے۔ للٰذا میری وزیرِاعظم اور وزیرِداخلہ سے گزارش ہے کہ وہ اس کا نوٹس لیں۔

جناب سپیکر! پاکستان کو ایسا نظام چاہیئے جو ہر شہری کو برابر کا پاکستانی سمجھے۔ اگر آج ہم نے صحیح فیصلے کر لیے تو آنے والی نسلیں ہمیں دعائیں دیں گی۔ اور اگر ہم نے یہ موقع گنوا دیا تو تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ میں اپنی تقریر کا اختتام اس بات پر کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کو قرض نہیں خود انحصاری چاہیئے، وعدے نہیں عمل چاہیئے، تقسیم نہیں اتحاد چاہیئے، تعصب نہیں مساوات چاہیئے، مایوسی نہیں امید چاہیئے، سیاست نہیں ریاست کی خدمت چاہیئے۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب چیئرپرسن: بہت شکریہ، جناب ندیم عباس ربیرا صاحب۔

جناب ندیم عباس: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میں انتہائی مشکور اور ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے آج 27-2026 بجٹ پر بولنے کا موقع دیا ہے۔ 28 فروری 2026 کو ایران پر حملہ ہوا، جو کہ امریکہ اور اسرائیل نے کیا، جس کے نتیجے میں امتِ مسلمہ کے ایک عظیم لیڈر آیت اللہ خامنائی کی شہادت ہوئی۔ آہستہ آہستہ یہ جو ایک جنگ کی آگ تھی، یہ پورے خطے میں پھیل گئی اور اس نے تمام گرد و نواح کے تمام مسلم ممالک ہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ہر مسلمان کا دل افسردہ تھا۔ پوری دنیا ایک خوف کا شکار تھی کہ یہ جنگ کہاں تک پھیلے گی۔ یہ جنگ دنیا کی تیسری جنگ عظیم بن سکتی تھی اور پاکستان پر اس کے براہِ راست اثرات مرتب ہوئے۔ ایک بہت بڑا طبقہ، پاکستان کے بہت سارے لوگ، خلیج میں ملازمت کرتے ہیں اور وہ پاکستان کی معیشت میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں، جہاں سے وہ پیسے بھجواتے ہیں، زرِ مبادلہ آتا ہے، جس سے بہت سارے گھروں کے چولہے بھی چلتے ہیں اور پاکستان کی economy بھی چلتی ہے۔ تیل کی قیمتیں آسمان تک پہنچ گئیں اور پوری دنیا جو ہے، جب پریشان تھی اور کسی کو اس مسئلے کا حل سمجھ نہیں آرہا تھا، اس وقت پاکستان کی قیادت نے اس دنیا میں امن قائم کرنے کی ذمہ داری کو سنبھالا اور پاکستان کی قیادت نے جب اس پر اپنی کاوشوں کا آغاز کیا تو بہت ساری باتیں سننے کو ملیں۔ لوگوں نے کہا کہ اس میں کوئی حقیقت ہی نہیں ہے، یہ محض باتیں ہیں، لیکن پھر وقت نے دیکھا کہ اسلام آباد میں مذاکرات ہوئے اور جہاں سے مذاکرات شروع ہوئے تھے، وہی اس معاہدے کی بنیاد بنے اور آج پوری قوم اس بات پر فخر کرتی ہے کہ پاکستان کے وزیر اعظم جناب شہباز شریف صاحب اور جناب CDF سید عاصم منیر صاحب کی کوششوں سے یہ معاہدہ ممکن ہوا اور ان شاءاللہ جمعہ کے دن اس پر دستخط بھی ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ ایک نئے پاکستان کی بنیاد تھی۔ اس سے پہلے بھی پاکستان نے اپنی صلاحیتوں کو منوایا۔ جب ہم پر ہندوستان حملہ آور ہوا، تو جس بھرپور طریقے سے اس کو جواب دیا گیا، وہ پوری دنیا نے دیکھا، اور اس سے پاکستان کے ہر فرد کا سر فخر سے بلند ہوا۔ ماضی میں یہاں کہا گیا تھا کہ ہم جنگ لڑنے کی صلاحیت نہیں رکھتے کہ ہم انڈیا پر حملہ کر دیں، لیکن پھر پوری دنیا نے دیکھا اور پاکستان نے دیکھا کہ بھرپور جواب بھی ملا، اور ایسا جواب ملا کہ ان شاءاللہ آئندہ کبھی بھارت یہ جرأت نہیں کرے گا کہ وہ پاکستان کی طرف میلی آنکھ سے دیکھے۔

ایک اہم معاملہ جو اس سے وابستہ ہے، وہ سندھ طاس معاہدہ ہے۔ جناب چیئرمین! پاکستان کے لیے پانی، جو ایک معاہدے کے تحت ہمیں 1960 میں ملا تھا، یہ نہ صرف پاکستان کی معیشت کے لیے بہت اہم ہے، بلکہ پاکستان میں زندگی کے وجود اور یہاں کی زراعت کے لیے اس کی بڑی بنیادی اہمیت ہے۔ بھارت نے یکطرفہ طور پر 2025 میں اس کو منسوخ کرتے ہوئے اپنے جن ناپاک عزائم کا اظہار کیا ہے، اس سے پورے پاکستان میں تشویش کی لہر دوڑ گئی تھی اور ہر بندہ پریشان تھا۔ یہ پاکستان کے چاروں صوبوں کی سالمیت اور ان کی بقا کا مسئلہ ہے۔

میں اس House کے توسط سے یہ بات کرنا چاہوں گا کہ ہم تمام عالمی اداروں سے اس چیز کا مطالبہ کرتے ہیں پاکستان اپنے اس مطالبے سے کبھی بھی پیچھے نہیں ہٹے گا۔ یہ مسئلہ دو ایٹمی قوتوں کے درمیان ایک جنگ کا باعث بن سکتا ہے، اور اس کو جتنی جلدی حل کروایا جائے، اتنا پاکستان کے

لیے اور عالمی استحکام اور امن کے لیے بہتر ہو گا۔ ہمیں یقین ہے کہ ہماری حکومت پہلے بھی کام کر رہی ہے اور مزید بہتر طریقے سے کام بھی کرے گی اور عالمی ادارے اس میں اپنا کردار ادا کریں گے۔

جناب سپیکر! دو بنیادی چیزوں پر بات کرنا چاہوں گا۔ سب سے پہلا مسئلہ، جو اس قوم کا سب سے بڑا مسئلہ بن چکا ہے اور پاکستان کی 70 فیصد آبادی کا مسئلہ ہے، وہ ہمارے نوجوان اور ان کے مسائل یعنی بے روزگاری ہے۔ پاکستان کی 70 فیصد آبادی کے لوگ تیس سال سے کم عمر ہیں، لیکن وہ اپنی jobs کے حوالے سے اس حکومت کی طرف دیکھ رہے ہیں، اس ایوان میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ وہ کون سی policy لے کر آتے ہیں جس سے آنے والے وقت میں ان کا روشن مستقبل ہو، کیونکہ ان کا روشن مستقبل اس ملک کے روشن مستقبل کی ضمانت ہے۔

بد قسمتی سے ہم ایک ایسا نظام تعلیم لے کر آئے ہیں جس نے اس ملک میں بہت زیادہ مسائل پیدا کیے ہیں اور یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہونے والے بچوں کے لیے job opportunities نہیں ہیں۔ میں یہ مطالبہ کروں گا کہ اس بجٹ میں، جو پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے نوجوانوں کی jobs کے حوالے سے، ان کو کاروبار کرنے کے حوالے سے ان کی مدد کی جائے اور ایک ایسا نظام تعلیم لے کر آیا جائے جس سے یہ نوجوان اپنا مستقبل بہتر بنا سکیں۔ یہ ایسی تعلیم حاصل کریں جس سے آگے ان کو jobs مل سکیں اور یہ ایسی skills سیکھیں جن کی ملک کے اندر اور باہر ضرورت ہے، جس سے یہ اپنا باعزت روزگار کما سکیں۔ جناب سپیکر! اگر ہم نے اس بات پر توجہ نہ دی تو پھر پاکستان کی کوئی policy پاکستان کو بہتری کی طرف نہیں لے جا سکتی۔

دوسرا سب سے بڑا مسئلہ پاکستان کے کسانوں کے مسائل ہیں۔ 70 فیصد لوگ زراعت سے وابستہ ہیں، لیکن بد قسمتی سے پچھلے دو تین سال میں زراعت اور اس سے وابستہ کسان انتہائی پریشانی سے گزر رہے ہیں۔ مکئی، آلو اور گندم کی فصل میں ان کے اخراجات پورے نہیں ہوئے۔ پھر ہماری policies کچھ اس طرح سے رہی ہیں کہ پچھلے سال گندم کو خریدنے کے لیے کوئی تیار نہیں تھا اور اس وقت کہا گیا کہ آپ اس طرح کی policies نہ بنائیں، مستقبل میں یہ بہت بڑا نقصان ہو گا۔ یہ صرف بیس فیصد لوگوں کا مسئلہ تھا، شہری آبادی کا، لیکن ہم نے اس کو پورے ملک کا مسئلہ بنا دیا اور دیہات تک یہ پہنچ گیا۔ اس دفعہ اس کے برعکس لوگوں کے گھروں میں داخل ہو کر زبردستی گندم خریدی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر! اس طرح کی policies ہی کی وجہ سے آج پاکستان کا زرعی شعبہ یہاں تک پہنچا ہے اور اسی کی وجہ سے کسان پریشان ہیں۔ اگر ہم پاکستان کی ترقی چاہتے ہیں تو صرف قرضوں تک محدود نہیں رکھنا چاہیئے کسان کو، بلکہ ہمیں ان کو بہتر سہولتیں، بہتر بیج، سستی کھاد، ڈیزل کی قیمتوں میں رعایت اور بجلی کی قیمتوں میں رعایت دینا پڑے گی۔

بد قسمتی سے ہر مقرر یہاں بات کرتا ہے، لیکن جب ہم بجٹ دیکھتے ہیں تو ان چیزوں کو بجٹ میں نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس دفعہ کسانوں کے ان مسائل کا کوئی ٹھوس حل اس بجٹ میں تجویز کیا جائے گا اور معقول رقم زراعت کے شعبے کو ترقی دینے کے لیے رکھی جائے گی۔

جناب چیئرمین! یہاں باتیں بہت کی جاتی ہیں۔ میں کوئی political بات کرنا نہیں چاہ رہا تھا، لیکن بہت سے لوگوں کی تقریریں، جو PTI کے حضرات نے یہاں کی ہیں، وہ کچھ اس طرح کا منظر پیش کرتی ہیں کہ یہاں بہت اچھی حکومت چل رہی تھی اور اس کے بعد PML(N) آگئی اور حالات خراب ہوگئے، جبکہ حالات بالکل اس کے برعکس تھے۔

2017 میں جب میاں نواز شریف صاحب کی حکومت، جو پاکستان کے سب سے زیادہ مقبول لیڈر تھے، ایک سازش کے تحت ختم کروائی گئی تو اس وقت پاکستان کی معیشت اپنے عروج پر تھی، ترقی کی شرح 6 فیصد تھی، ڈالر کی قیمت صرف ایک سو روپے تھی، بجلی کے plants بن رہے تھے، motorways بن رہے تھے، لیکن اس حکومت کے جانے کے بعد جو اس ملک کی معیشت کے ساتھ ہوا، وہ ہم سب نے دیکھا۔ وہی ڈالر ایک سو ستر روپے تک گیا، ترقی کی شرح منفی میں چلی گئی، بجلی کی قیمتیں بڑھیں، تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہوا اور صرف کھوکھلے اور جھوٹے نعرے اس قوم کو سننے میں آئے۔

انہوں نے نعرے لگائے۔ بات شروع ہوئی کہ جناب ہالینڈ کا وزیر اعظم سائیکل پر جاتا ہے اور وہاں سے چلتے چلتے پھر وہ بات 50 روپے فی کلومیٹر کے حساب سے ہیلی کاپٹر کے سفر تک پہنچ گئی۔ جناب چیئرمین! ان کا 2018 کا mandate بھی جعلی تھا، ان کے وہ "Absolutely Not" کے نعرے بھی جعلی تھے، اور ان کے "ہم کسی کے غلام نہیں ہیں" والے نعرے بھی جعلی تھے اور انہوں نے صرف اور صرف جھوٹے نعروں کے علاوہ اس قوم کو آج تک کچھ دیا ہے تو وہ بتا دیں۔ پندرہ سال سے KP میں حکومت ہے، ایک ہسپتال بتا دیں جو انہوں نے بنایا ہو، ایک سکول جو انہوں نے بنایا ہو۔ صرف اور صرف تنقید برائے تنقید مسائل کا حل نہیں ہے۔ پاکستان اس وقت ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ اس بجٹ میں کوشش کی گئی ہے کہ relief دیا جائے۔ عام طور پر تقریریں یہ ہوتی تھیں کہ نئے taxes لگائے گئے ہیں، لیکن اس دفعہ taxes میں کمی کی گئی ہے۔ ترقی کی جو growth rate ہے وہ expected ہے کہ ایک معقول growth rate ہوگا جس سے پاکستان ترقی کرے گا۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے FBR کے targets پورے کریں، پاکستان کی exports میں اضافہ ہو، اور اس کے لیے صنعتوں کو اور زراعت کو relief دیا جائے، ان کی بہتری پر focus کیا جائے۔ اس ملک کا خواب علامہ اقبال نے دیکھا تھا اور قائداعظم نے دن رات محنت کر کے پاکستان بنایا۔ لاکھوں لوگوں نے اس کے لیے اپنا خون دیا۔ اس کے استحکام کے لیے ابھی تک لوگ اپنی جانیں قربان کر رہے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ جس طریقے سے ہماری موجودہ حکومت کوشش کر رہی ہے، اچھی policies لے کر آئی ہے، پاکستان میں زراعت کا شعبہ ترقی کرے گا، industry بہتر ہوگی، نوجوانوں کو روزگار ملے گا اور پاکستان ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔ لیکن اس کے لیے پوری قوم کو متحد اور متفق ہونا ہوگا اور اس ایوان کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی ہوں گی۔ آخر میں میں ایک شعر پر اپنی تقریر کا اختتام کرنا چاہوں گی۔ اس ملک سے محبت ہر شخص کو ہے اور اس ملک کی محبت میں ہی میں کہنا چاہوں گا:

اے میرے دیارِ وفا و یقین

خوشحال سدا آباد سدا

تیری سرخی لب شاداب سدا

تیرے بازو گجرے لال سدا

سر رکھ دیں گے ہر پتھر پر

دل رکھ دیں گے ہر ڈالی پر

ہم آنچ نہ آنے دیں گے کبھی

اس خاک کی خوش اقبالی پر

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔ محترمہ روبینہ خورشید عالم صاحبہ۔

محترمہ روبینہ خورشید عالم: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب چیئرپرسن! سلام ان ماؤں کو، ان بہنوں کو، ان والدین کو، ان بیٹیوں کو، ان بچوں کو جن کے جوان، جن کے گھر والے، ہمارے پیارے وہ نوجوان جو سرحد پر اس ملک کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہوتے ہیں۔ ان ماؤں کے درد کو ہم میں سے بہتر کون جانتا ہے؟ وہ تمام مائیں جو یہاں بیٹھی ہیں جانتی ہیں کہ ایک اولاد کا درد کیا ہوتا ہے اور کس مشکل سے ایک ماں اور باپ اپنی اولاد کو پالتے ہیں۔ اور پھر وہ مائیں جن کے قدموں تلے جنت ہے، جب وہ اس دھرتی ماں کے لیے اپنی اولاد کو نثار کر دیتی ہیں تو اس پر کیا کہا جائے۔ پنجابی کے اشعار ہیں:

(پنجابی اشعار)

اس وقت جنگ لڑتے ہوئے جب ہمارے جوان شہید ہوتے ہیں تو ایک لمحے کے لیے بھی وہ یہ نہیں سوچتے کہ ان کے بعد ان کی اولاد، ان کی بیوی، ان کے ماں باپ کا کیا ہوگا۔ وہ سوچتے ہیں ان لاکھوں کروڑوں پاکستانیوں کا، اس قوم کا، ہم ان کے احسان مند بھی ہیں اور قرض دار بھی ہیں۔ میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان تمام لوگوں کو سلام پیش کرتی ہوں۔ کیونکہ وہ شہید ہیں، جنت کے وارث ہیں۔ لیکن جو لوگ ان پر تنقید کرتے ہیں، انہیں اپنے گریبان میں جھانکنے کی ضرورت ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے خرچے یا یہ کہاں سے نکالا۔ اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے دفاعی نظام کو مضبوط کریں۔ جہاں دشمن ملک لاکھوں کروڑوں ڈالرز invest کر رہا ہے، ہمیں بھی اسی طرح اپنے دفاع کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ We also need to do that honourable Chairman. ہمیں ایک دل، ایک جان ہو کر اپنے جوانوں اور اپنی پاک افواج کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیئے۔ محدود ترین وسائل میں ہمارے جوانوں نے، ہماری پاک افواج نے جو طمانچہ دشمنوں کے منہ پر مارا ہے وہ معرکۂ حق اور بنیانِ المرصوص کی صورت میں موجود ہے۔ اور ایک اور طمانچہ Indus Water Treaty کا ہے جو International Court of Justice میں بھارت کے منہ پر پڑا ہے۔ میں سمجھتی ہوں پوری قوم کو اس پر مبارکباد دینی چاہیئے۔ وہ مودی جو کہتا تھا کہ میں پاکستان کو

اکیلا کر دوں گا، آج اس کے پاس منہ چھپانے کے لیے جگہ نہیں۔ آج وہ دنیا میں اکیلا کھڑا ہے۔ جو جا، جا کر لوگوں کو جادو کی جپھی مارنے کی کوشش کرتے تھے اور photo shoots لیتے تھے۔ آج دنیا نے دیکھا ہے کہ ان کا کیا حال ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمیں بہت ضرورت ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ جب ہم بات کرتے ہیں Indus Water Treaty کے اوپر تو میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پاکستان کے لیے ایک اور مبارک باد یہ بھی ہے کہ پوری دنیا پاکستان کے ساتھ کھڑی ہے اور انڈیا جو ہمیشہ اپنے گھٹیا قسم کے ہتھکنڈے آزماتا ہے آج اس کو منہ توڑ جواب مل چکا ہے، چاہے وہ اقوام متحدہ کے مقابلے میں ہو، چاہے وہ neutral experts کی صورت میں ہو، چاہے وہ international media کی صورت میں ہو۔ آج جب ہم بات کر رہے ہیں پاکستان کے ثالثی ہونے کی، پاکستان کی peace talks کی، تو ایک اور چیز جہاں پر ہم سب مبارکباد دے رہے ہیں پاکستان کے وزیر اعظم کو، پاکستان کے آرمی چیف کو، پاکستان کی اس پوری ٹیم کو۔ یہ پوری کی پوری میں سمجھتی ہوں جو کامیابی ہے یہ اس قوم کی ہے۔ لیکن اس کا سہرا کسی ایک کو نہیں بلکہ پوری ٹیم کو جاتا ہے، اور پوری ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے۔ Honourable Chair! I believe that Pakistan should take leverage from the fact that Pakistan is a trusted facilitator for regional stability. Pakistan today, Alhamdolillah, stands as a bridge of peace, dialogue and mutual understanding between the nations. The nations cannot forget that today the peace in this region and in the world is because that Pakistan has played a pivotal role as a bridge among the nations. So, in the world will always remember Pakistan. Honourable Chairman! I would like to draw attention towards everyone towards the Budget where we are all talking about the Budget. Of course, in that hard situation, we all know that so many crises were there, but I want to congratulate that government on the way, it brought this Budget in these tough situations.

بیشک کہ وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ مانا کہ بجٹ یہ بہت آسان نہیں ہے، لیکن جب ہم سب اکٹھے ہوں تو مشکل بھی نہیں ہے۔ مشکلیں بھی تب ہی آسان ہوتی ہیں جب آپ ساتھ ہوتے ہیں، آپ کیوں بھول جاتے ہیں، جب آپ ہم پر انگلیاں اٹھاتے ہیں اور بات کرتے ہیں کہ ہم نے کیا کیا، آپ جو کہتے ہیں وزیر اعظم کیا پنجاب کا ہے، کیا لاہور کا ہے، بھائی آپ وزیر اعلیٰ KP کے بنے، آپ نے کیا گل کھلائے، آپ نے اپنی بجٹ کو کہاں لگایا؟ کتنے schools بنائے؟ کتنے hospitals بنائے؟ کتنی سڑکیں بنائیں؟ اور آج جب آپ challenge کرتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں چادر اور چار دیواری کی، honourable Chairperson ہم سب گواہ ہیں جب ہم opposition میں یہاں پر بیٹھتے تھے تو ہماری ایک ایک جو senior leadership تھی وہ تمام کی تمام جیلوں کے اندر تھی۔ ہم تو نہیں روتے تھے یہاں پر، کوئی ہمارا leader نہ بھاگا نہ رویا۔ ہم سب نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آج تم لوگ روتے ہو، کس بات کو روتے ہو، مکافاتِ عمل ہے، اتنا جبر کرو، جتنا تم برداشت کر سکو، یہی بار بار کہا جاتا ہے کہ کسی پر جبر کرتے ہیں تو اتنا کرنا چاہیئے جتنا کل کو آپ برداشت کر سکیں۔ جب آپ کسی کے اوپر انگلی اٹھاتے ہیں، کیچڑ اچھالتے ہیں تو یاد رکھیں کل کو آپ کی

بھی باری ہے۔ میں معذرت کے ساتھ honourable Chairperson! I cannot use any bad language کیونکہ میری قیادت نے مجھے یہ نہیں سکھایا۔ میرے leader نے مجھے یہ نہیں سکھایا۔ کہ ہمیں اپنے کردار سے نیچے گر کے بات کرنی ہے۔ ہمیں تمیز اور تہذیب سکھائی گئی ہے، جو کہ معذرت کے ساتھ یہاں پر نہیں ہے۔ ہمارے ہاں بہنوں، بیٹیوں کی گالیاں نہیں بکی جاتیں، ہمیں عزت سکھائی جاتی ہے کیونکہ عزت ہی سب سے بہترین چیز ہے۔ And we cannot compromise on that and that is the reason ہماری leadership نے جیلوں کے اندر، چاہے وہ مریم بی بی ہیں، چاہے ان کے والد، ان کی بیٹی، اور اس کے بعد ہماری تمام leadership نے جو جیلوں کی سختیاں سہیں، آپ بھول گئے؟ کیسے آپ تصویریں دیکھ دیکھ کے خوش ہوتے تھے؟ آج تک ہم نے تو ایسی کوئی خوشی کا اظہار نہیں کیا، کیونکہ ہماری تربیت یہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر کہنا چاہتی ہوں، بہت ادب کے ساتھ، کہ if we talk very honestly about this Budget, یہاں پر ایک چیز، دو چیزیں جو بہت ساری جماعتیں یہاں پر بات کرتی ہیں، Budget کیا ہے؟ وفاق نے تو Budget دیا، بہت سارے صوبے ہیں ان کے پاس اپنے Budgets ہیں، جس میں انہوں نے بہت سارا کچھ کرنا ہے۔ So, I am sure کہ چیزیں جو ہیں وہ آئینے کی طرح صاف ہوتی ہیں، اور میں ہمیشہ ایک چیز کہتی ہوں، تاریخ بڑی ظالم ہے، ہر چیز رقم کر لیتی ہے۔ ہمارے ہاں پر خوبصورت slogans دیے جاتے تھے، اور slogans دینے کے بعد اگلی destructions ہو جاتی تھیں۔ Promises کیے جاتے تھے، پر deliver chaos کیا جاتا تھا۔ اور اگر یاد ہو میرے تمام تر یہاں پر معزز جو میرے رکن بیٹھے ہیں، Members کہ ایک U-turn کی Ministry کی بھی بات ہوتی تھی کہ بات کرو U-turn لے لو، بات کرو U-turn لے لو۔ تو میرے خیال میں اس کی طرف بھی ہمیں دیکھنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! ہمیں کہنے والے کہ یہ کیا Budget ہے؟ Economy کو ventilator پر چھوڑ کے جانے والے، بھاگ کے جانے والے، یہاں پر اسی Assembly کی بے حرمتی کر کے جانے والے، آج ہمیں سبق پڑھاتے ہیں۔ پہلے جا کر اپنی کتابیں درست کرو۔

آپ ہمیں کہتے ہو، معذرت کے ساتھ، کتنی شرم کی بات ہے کہ august House میں مثالیں کیا دی جاتی ہیں؟ مراسیوں کی، معذرت کے ساتھ Chairman صاحب۔ شاید مراسی بھی یہاں پر ایسے مثال نہ دیتے۔ اللہ کے 99 ناموں کے نیچے کھڑے ہو کے۔ ترتیب ہمیں درست کرنے کی ضرورت نہیں، بھائی صاحب۔ ترتیب اپنی درست کرو، سانوں ترتیب آن دی ہے۔ I remember, honourable Speaker, that when in 2013, our leader, honourable leader Mian Muhammad Nawaz Sharif took the charge of this country, اس ٹائم پہ جو حالات تھے، ان حالات کو مشکلات میں سے نکالنے والے honourable Prime Minister Mian Muhammad Nawaz Sharif، جو تین وقت کے وزیر اعظم ہیں، ان کے ساتھ جو کچھ کیا گیا، انہوں نے ایک ہی بات کہی۔

ہم کیسے بھول جائیں؟آپ آج بیماری کارونا روتے ہیں، ہم کیسے بھول جائیں کہ ان کی زندگی کا ساتھی۔ جس ٹائم زندگی کی بازی ہار گیا تھا، آپ لوگوں نے کیا مذاق کیے تھے؟ ہم کیسے بھول جائیں؟ لیکن اس کے باوجود بھی انہوں نے کہا، میں اپنا دل بڑا کر کے اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑتا ہوں۔ تو آج اللہ نے دکھایا، ہم سب کو بھی اور ان کو بھی، کہ یہ کیا سے کیا ہوئے۔

جناب سپیکر! اگر آج پاکستان کی تاریخ میں سے Mian Muhammad Nawaz Sharif اور ان کی leadership کے منصوبوں کو نکال دیں، تو مجھے بتائیں پیچھے کیا رہ جاتا ہے؟ یہاں پر باتیں کرتے ہیں Motorway، Motorway، اور یہ اور وہ، اور Orange Buses، اور یہ وہ باتیں۔ مجھے بتائیں، کس پہ سفر کر کے جاتے ہیں آپ؟ انہی جگہوں پہ جاتے ہیں۔ آپ سے کیوں نہ بنی؟ آپ سے کیوں نہ چیزیں ٹھیک ہو سکیں؟

However, Mr. Chairperson, within a few years, I would really like to say, through the China Pakistan Economic Corridor, this government transformed our energy landscape. Official data from the Ministry of Energy shows very clearly that from 2013 to 2018, a total of 11,650 megawatts of electricity was added to the national grid. And what happened afterwards when they took the charge, it is very obvious and everybody knows. I don't want to waste my time on that, but the reality we need to check, and they also need to cross-check.

جناب سپیکر! یہاں پر تنقید برائے تنقید کرنے سے پہلے حقائق کو واضح کر دینا چاہیئے۔ Then when we came back again, when Prime Minister Shehbaz Sharif اور PDM کا دور آیا، اس ٹائم honourable Prime Minister Shehbaz Sharif صاحب نے اپنی سیاسی چیزوں کو side پہ کرتے ہوئے ملک کا سوچا، سب کو ساتھ لے کے چلے۔ آسان نہیں تھا وہ مسافت کو طے کرنا، آسان نہیں تھا سب کو ساتھ لے کر چلنا، لیکن انہوں نے کر کے دکھایا۔ اور یہ کس نہج پہ پاکستان کو چھوڑ کے گئے؟ پاکستان bankruptcy کے دہانے پر آ چکا تھا۔ And let us ask ourselves and they should ask themselves, Mr. Chairperson, that who put us there? Can they tell us who put us there? The same slogan was given to us by those who were at that time in the Government?

جناب سپیکر! اس وقت ہمیں باتیں کرتے ہیں، اس وقت یہ تو بڑے بڑے تیس مار خان لے کر آئے تھے Budget بنانے کے لیے، تو پھر کیا ہوا؟ دنیا جہاں کے لوگوں کو لے کر آئے تھے، تو پھر کیا ہوا؟ They came. They ruled. They failed. They took U-turn. And then they cried, کیونکہ رونا ہی تو ہمیں آتا ہے۔ And then they left. We remember the empty coffers. We remember reverses falling to just 3 billion dollars. We remember inflation. We remember default. We remember کس کس طرح سے انہوں نے دنیا کے سامنے پاکستان کی جگ

ہسائی کی۔ کس کس طرح سے انہوں نے letters لکھے، کس کس طرح سے جو آج ہمیں بات کرتے ہیں، کس کس طرح سے انہوں نے کون کونسے فائدے کہاں کہاں پہ باہر کی قوتوں کو، ان قوتوں کو جو پاکستان کے خلاف ہیں، ان کے ساتھ مل کے پاکستان کے خلاف، پاکستان کی economy کے خلاف چیزیں کیں۔

Mr. Chairperson! The Prime Minister Shehbaz Sharif did not run away. He stood here. He is here. And he proved to the world that he and his team, they brought success. They brought peace to the world. And this is the success of Pakistan. He risked his own political career to save this state. He took the tough decisions that others were too cowardly to take. Today the result is not hidden. It is in front of everyone. Today, not only as a Pakistani politician I am standing here, I feel so privileged and proud in the world that yes, I am from Pakistan, where the woman is empowered. The woman is the Chief Minister of Punjab. The strongest ministers are women. And this is from where, from Pakistan. The most developed countries also do not have women ministers or a Prime Minister, but Pakistan has that.

سو مجھے فخر ہے کہ میں پاکستان کی بیٹی ہوں، مجھے فخر ہے اپنی لیڈرشپ پر جن کا ہم پر trust ہے۔ جس کا جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ وہ کس طرح ہماری لیڈرشپ عورتوں کو promote کرتی ہیں اور کس طرح ان کو اہم ذمہ داریاں دی جاتی ہیں۔ آنریبل چیئر یہاں پر بہت ساری باتیں ہوئیں کہ international investors نہیں آ سکتے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہم میں سے کون نہیں جانتا بہت سی کامیاب چیزیں ہوئیں۔ Mines and minerals, port and shipping, maritime affairs میں کتنی ترقیاں ہوئیں۔ Uraan Pakistan, youth and IT, what is not.

Mr. Chairperson! I just take two more minutes. Now let me speak about the heart of this Budget, where everybody is talking about where is the climate is? Excuse me, the climate is very much here. We know the honourable Prime Minister always said in different international forums that we are a vulnerable country. We are vulnerable to climate change, but still we don't talk only about Pakistan. We talk about all vulnerable countries. We ask for climate justice. Honourable Chair, if you talk about the Budget, I would really like to say that the honorable Prime Minister always talks about climate change, and for that the Government has treated climate change in the strongest way, the slogan, the regional stability and solutions. And we are not the ones, honourable Chair,

جنہوں نے یہ کہا کہ ہم نے billion tree لگا دیئے ہیں، ان میں کتنے درخت مر گئے ہیں، ہم میں سے کسی کو پتہ نہیں ہے۔ Where is the record? Unfortunately, it is not there. So this is the first time ever I would really want to say that کہ ان سخت ترین حالات کے اندر بھی we have allocated the Budget اگر نہیں تو جا کے پڑھ لیں کہ کتنا بجٹ ہے۔ یہاں پر تنقید نہ کریں properly دیکھ کے بات کریں۔ Electrical Vehicles کی اگر بات کی جائے اس کے اوپر بات کریں۔ NDMA کو جا کر دیکھیں جو یہ بات کرتے ہیں وہ یہ دیکھیں کہ این ڈی ایم اے کیا کر رہا ہے اور پھر بتائیں کہ ان کا اپنا پی ڈی ایم ہے کیا کر رہا ہے؟

Mr. Chairperson! Let me speak plainly about the numbers. The total Budget outlay is 18.7 trillion rupees. The deficit and the GDP—everybody knows the way Pakistan is growing and grooming, Insha Allah.

جناب سپیکر! یہاں پر بات ہوئی اب گھروں کی، چھتوں کی کہ گھر نہیں مل رہے۔ ہم سب جانتے ہیں ہمیں وہ وقت بھی یاد ہے کہ لوگوں کو آپ پناہ گاہیں دیتے تھے۔ پناہ گاہیں ان حالات میں دی جاتی ہیں جب کوئی disaster ہو۔ یہاں پر اپنا گھر، اپنا چھت دیا جا رہا ہے۔ آج ایک سرکاری ملازم بھی، ایک single parent بھی یعنی کوئی بھی اپنا گھر لے سکتا ہے۔ کوئی بھی تنقید کرنے سے پہلے ذرا نظر اٹھا کر دیکھ لیجیے۔ میں یہ پھر سے کہوں گی کہ یقیناً یہ بجٹ شاید ہر کسی کے لیے آسان نہیں ہے، لیکن honourable Chair، میں نے جیسے پہلے بھی کہا کہ مشکل بھی نہیں اگر ہم سب ایک ساتھ ہو جائیں۔ Opposition Benches سے بڑی سخت آوازیں آتی ہیں، چاہے وہ کسی طرف سے بھی ہوں، لیکن میں ان سے ایک simple question کرنا چاہتی ہوں کہ آپ نے اپنے دور میں Did you slash property taxes from the common man? No. Did you extend long-term certainty to the IT sectors? No. Did you remove taxes from agriculture and labour? No. Did you respect overseas Pakistanis by cutting their taxes? No. کہنا آسان ہے کرنا مشکل ہے and actions speak louder. And today, action is sane. So, did you successfully ban the plastic? Did you build the green roads? Carbon markets allocations? No, honourable Speaker. ایسا نہیں ہوا This did not happen. History proves a simple truth, Honourable Chair. Other parties give us slogans, beautiful, empty, forgettable slogans. They promise the moon, but cannot fix a single street. They talk about change, but leave us without nothing but tax forms and loadshedding. PML (N) gives us stability to this nation, growth and real economic protection.

جناب چیئرپرسن: Thank you Romina Sahiba, 20 منٹ ہو گئے ہیں۔

محترمہ روبینہ خورشید عالم: Just one second please, I will take just one more minute. I just wanted to say, honourable Chair, اس وقت جب ہم نے اتنی ساری چیزیں کی ہیں جو بہت زیادہ ضروری چیز ہے جو میں کہنا چاہتی ہوں۔ Water crises بہت زیادہ challenging ہے We all have to look into it. We all have to sit for it, and we have to create the dams. Population is a great challenge. We all need to sit and sort it out. Mental health and drugs. We don't talk about mental health. It's the most important and challenging issue. We need to talk about it. And another thing, جب ہم بات کرتے ہیں exports کی پاکستان کا fruit دنیا کے بہترین fruits میں سے ایک ہے۔ We need to look after into the exports. Long live Pakistan. Alone, we can't stand. I always say, I can't do anything. When we come, we together can bring a great change. Thank you so much. Jazakallah.

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔ راجہ دانیال صاحب please۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات ونشریات (جناب دانیال چوہدری): جناب چیئرپرسن! آپ کا ٹائم دینے کا بہت شکریہ۔ سب سے پہلے میں اپنی بات کا آغاز یہاں سے کرنا چاہوں گا کہ حالیہ دنوں میں مظفرآباد میں پاک آرمی کا ایک ہیلی کاپٹر کریش ہوا جس میں آرمی کے 22 جوان شہید ہوئے، جس میں ہمارے دو مسیحی بھائی بھی تھے۔ اس کے بعد مردان میں پاک فضائیہ کا تربیتی طیارہ گرا جس میں دو پائلٹ شہید ہوئے، میں ان تمام شہدا کو سلام پیش کرتا ہوں اور خاص طور پر ان کی فیملی سے اظہار یکجہتی کرتا ہوں اور ان سے پورے ہاؤس کی طرف سے اظہار افسوس بھی کرتا ہوں۔

اُس کے بعد میں اس چیز پر بات کرنا چاہوں گا کہ پرسوں بروز جمعہ جنیوا میں ایران امریکہ کا جو معاہدہ ہونے جارہا ہے، اس کی کوشش، اس کی محنت اور یہاں تک پہنچنے میں جو پرائم منسٹر جناب شہباز شریف صاحب، چیف آف ڈیفنس فورس، فیلڈ مارشل عاصم منیر صاحب، Interior Minister محسن نقوی صاحب اور وزیر خارجہ اسحٰق ڈار صاحب جنہوں نے انتھک محنت کی اور ان کی انتھک کوششوں کا یہ ثمر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو یہ عزت دی، اللہ تعالیٰ نے پاکستان پر یہ کرم کیا کہ آج پوری دنیا میں، اقوام عالم میں پاکستان کا ستارہ روشن ہو رہا ہے اور ان شاءاللہ رہتی دنیا تک پاکستان کا ستارہ روشن رہے گا۔

جناب سپیکر! میں اس 2026-27 کے بجٹ پر بات کرتے ہوئے یہ کہنا چاہوں گا کہ جو FBR میں reforms کیے گئے، جن کی وجہ سے تقریباً 800 ارب کی recovery ہوئی۔ اور اُسی 800 ارب کی وجہ سے ہم نے relief دیا ہے، چاہے وہ salaried class ہو، salaried class کی تمام slabs میں ہم نے relief دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ IT sector میں 21 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ اس کا 25%. ہے۔ اس کے ساتھ میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ جب 2022 میں پرائم منسٹر نے پہلا بجٹ دیا تھا تب ہماری GDP growth -0.2 تھی،

آج اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی کے بعد اور PM کی قائدانہ صلاحیتوں کے بعد آج ہم 3.7 پر پہنچ چکے ہیں اور پاکستان معاشی ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور ان شاءاللہ پاکستان نے خوشحالی کی طرف اپنا سفر جاری کر دیا ہے۔

میں اس کے ساتھ اس بات پر بھی بات کرنا چاہوں گا کہ کینسر جیسے موذی مرض کے علاج کے کئی raw materials پر tax مکمل طور پر ختم کر دیا گیا ہے جس سے کینسر کی ادویات سستی ہوں اور عام آدمی کی جیب تک اُس کی رسائی ہو گی۔ میں اس بات کا بھی ذکر کرنا چاہوں گا کہ جتنا پاکستانی گورنمنٹ کے اوپر GST بڑھانے کیلئے پریشر تھا لیکن PM صاحب نے اس pressure کو face کیا اور GST نہیں بڑھائی۔ اس پورے بجٹ میں ہم نے کوئی بھی ٹیکس نہیں بڑھایا بلکہ ہم نے taxes کم کیے ہیں۔

اگر ہم exports کو دیکھیں، میرا تعلق فیصل آباد سے ہے جو ایک صنعتی شہر ہے آج یہ بات فیصل آباد کے exporters کیلئے بہت خوش آئند ہے کہ export پر جو surcharge کا tax تھا وہ ختم ہو گیا ہے اور انشاءاللہ مجھے یقین ہے کہ اس فیصلے سے فیصل آباد کے صنعتی شہر میں لوگوں کو روزگار ملے گا، فیصل آباد کی صنعت ترقی کرے گی تو پاکستان ترقی کرے گا۔ فیصل آباد نہ صرف ایک صنعتی شہر ہے بلکہ وہاں real estate کا بھی کافی عروج ہے، real estate کے کاروبار میں جو لوگ ہیں، حکومت نے ان کیلئے withholding tax بھی کم کیا ہے sale اور purchase میں، جس سے مجھے یقین ہے کہ real estate کے کاروبار کو فروغ ملے گا اور real estate کے کاروبار کے ساتھ 8 سے 10 مختلف industries linked ہیں جس سے تمام industries کو فائدہ پہنچے گا اور real estate کے کاروبار کو فروغ ملے گا۔

میں یہ بات بھی کرنا چاہوں گا کہ 2026-27 کی PSDP تقریباً ایک ٹریلین کا figure ہے، جس میں water infrastructure, energy transmission, road connectivity, digital transformation and climate resilience شامل ہیں۔ یہ تمام باتیں اور یہ بجٹ پورے پاکستان کیلئے بنایا گیا ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ پورا پاکستان اس balanced Budget سے مستفید ہو گا۔ آئندہ سال کیلئے 4% growth target رکھا گیا ہے اور ان شاءاللہ PM کی لیڈرشپ میں ہم اپنا target achieve کریں گے۔ پاکستان جو ترقی کی راہ پر گامزن ہو چکا ہے وہ مزید خوشحال ہو گا۔

میں یہاں ایک اور بات کرنا چاہوں گا، خاص طور پر revenue, FBR نے revenue target 15.26 trillion رکھا ہے اور ان شاءاللہ تعالیٰ مجھے امید ہے کہ FBR اپنا target achieve کرنے میں کامیاب ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ corporate sector میں جو ایک super tax لگا ہوا تھا اس کا بھی خاتمہ ہو گیا ہے، میں اس بجٹ کو خوش آئند قرار دیتا ہوں۔ میرا تعلق فیصل آباد سے ہے، میں دو گزارشات ضرور کرنا چاہوں گا۔ فیصل آباد کی مین موٹروے پنڈی بھٹیاں سے فیصل آباد تک خستہ حال ہو چکی ہے اور اس کو کافی repair کی ضرورت ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ اس پر کوئی action لیا جائے۔ اس کے ساتھ میں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ جو فیصل آباد کا health sector ہے، فیصل آباد کے دو بڑے ہسپتال ہیں، میری گزارش ہو گی کہ ان ہسپتالوں کو upgrade کرنے کیلئے وفاق کوئی بجٹ allocate کرے۔ فیصل آباد ایک بڑا

division ہے، پونے دو کروڑ کے قریب اس کی آبادی ہے تو میری گزارش ہو گی کہ فیصل آباد کے health sector کو promote کرنے کیلئے وفاقی حکومت اپنا role play کرے۔

اس کے ساتھ میں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ جو 9% کا addition surcharge tax ہے اس کا بھی خاتمہ ہو چکا ہے۔ آخر میں میں اس شعر کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ۔

سو بار بھی اگر نام پہ وارے گئے تیرے
کب عرضِ وطن قرض اتارے گئے تیرے
اعزاز سے بڑھ کر یہ حوالہ یہ شرف ہے
پہچان ملی تب جو پکارے گئے تیرے

پاکستان زندہ باد۔

جناب چیئرپرسن: ڈاکٹر نیلسن عظیم صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قومی صحت خدمات، ضوابط و معاونت (جناب نیلسن عظیم): میں شکر گزار ہوں سپیکر صاحب کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں بجٹ پہ، 2026-27 کے بجٹ پہ بات کروں، اس کو discuss کروں، تو میں اس موقع کے لیے آپ کا شکر گزار ہوں۔

اس سے پہلے کہ میں بجٹ کی بات کروں، میں Christian community کی طرف سے، جن کا میں نمائندہ ہوں، اور PML(N) نے مجھے ان کا نمائندہ بنا کے اس House میں بھیجا ہے، تو میں ان کی طرف سے اس سارے واقعہ کو، اس ساری کامیابی کو، جو خدا نے اس ملک کو دی ہے، اس ملک کی عوام کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

Christian community کی طرف سے یہ 78 سال میں پہلا موقع آیا ہے کہ پاکستان کا نام پوری دنیا میں عزت و احترام کے ساتھ لیا جا رہا ہے۔ پاکستان نے وہ فتح حاصل کی ہے جو پہلے کبھی ممکن نہیں تھی، اور اس کے لیے میں مبارک باد پیش کرتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں ان کی ساری محنت، ان کی ساری لگن، ان کی ساری vision کے لیے، جن میں میاں نواز شریف، میاں شہباز شریف، جو Prime Minister ہیں پاکستان کے، اور Field Marshal عاصم منیر صاحب، اور وزیر داخلہ محسن نقوی صاحب، اور Deputy Prime Minister اسحٰق ڈار صاحب شامل ہیں، جنہوں نے شب و روز محنت کی اور یہ ثابت کیا کہ ان کی سفارتکاری جو ہے، بااثر ہے۔

مشکل حالات میں، مشکل parties کے ساتھ انہوں نے negotiation کی، جن میں امریکہ کے President Donald Trump تھے، ایران کی ایک بہادر قوم کے leaders تھے۔ ان کے ساتھ negotiation ہوئی، بڑے نشیب و فراز آئے،

لیکن انہوں نے محنت کے ساتھ اور ایمانداری کے ساتھ اس میں کام کیا، اور خدا نے کامیابی دی، اور پاکستان کا نام بلند ہوا۔ جو 19 تاریخ کو، جمعے کو، ایک permanent agreement ہو رہا ہے جنگ بندی کا، ایران اور امریکہ کے درمیان، اور یہ ہم سب کے لیے عزت کا باعث ہے۔

ایک وقت تھا کہ USA کا President پاکستان کے Prime Minister کا ٹیلی فون نہیں سنتا تھا، اور آج وہ وقت ہے، وہ کامیابی ہے کہ امریکہ کا President خود Prime Minister کو ٹیلی فون کرتا ہے، اور دن میں کئی کئی بار کرتا ہے، اور discuss کرتے ہیں۔ یہ ہماری کامیابی ہے۔ اس کے لیے ہم خدا کے شکر گزار ہیں کہ خدا نے یہ طاقت، یہ vision، یہ ہمت دی، اور یہ سارا کچھ ممکن ہوا۔

میں بجٹ کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بجٹ جو ہے آسان حالات میں نہیں بنا۔ اس بجٹ کو بنانے میں بڑی محنت ہوئی، بڑی عرق ریزی ہوئی، اور اس کے لیے میں وزیر خزانہ اور ان کی ساری team کو اس مشکل کام کو کامیابی کے ساتھ کرنے کے لیے انہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اس بجٹ میں نیا tax نہیں لگایا گیا۔ اس نے موجودہ tax کم کیے۔ ہر محکمے میں، ہر field میں، اس بجٹ نے لوگوں کو relief دی۔

Employment کے حساب سے employees ان کی تنخواہیں بڑھائیں۔ 7 % تنخواہیں بڑھائیں۔ 7 % وہ لوگ جو service کر چکے ہیں اور pension پہ ہیں، ان کی pensions بڑھائیں۔ اور وہ لوگ جو minimum salary لے رہے تھے، ان کی salary 10 % بڑھائیں۔ یہ اس مشکل حالات میں، مشکل بجٹ میں، جو relief دیا گیا تنخواہ دار طبقے کو، اور اس کے بعد جو ان کے tax میں، employees کو جو چھوٹ دی گئی ہے، 6 لاکھ روپیہ کمانے والے ملازم کا zero tax ہے، اور 6 لاکھ سے 12 لاکھ تک tax 1 % ہے۔ یہ بڑا relief ہے employees کے لیے۔ یہ 7 % تنخواہ جو بڑھی ہے، یہ 7 % نہیں ہے۔ اس کو اگر calculate کریں تو یہ 15, 20 % بنتی ہے، جب اس کے سارے allowances بھی شامل کیے جائیں۔

پھر اس بجٹ میں real estate کو، جو ایک field بالکل ختم ہو گیا تھا، لوگ کاروبار نہیں کر رہے تھے، معیشت کا پہیہ نہیں چل رہا تھا، انہوں نے اس کے tax کو 2.5% سے 1.25% کیا۔ اس سے real estate کا کاروبار چلے گا۔ جب real estate کا کاروبار چلے گا تو 12 industries اس کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔ وہ 12 industries اپنا کام کریں گی، employment ہو گی، لوگوں کو روزگار ملے گا، لوگوں کے گھروں کے چولہے جلیں گے، اور پاکستان ان سب کی مدد سے ترقی کرے گا۔

پھر ایک programme ہے "اپنا گھر"۔ جب اپنا گھر بنے گا، اس میں کم آمدنی والے employees کو، عوام کو گھر ملے گا، جس میں driver بھی ہے، peon بھی ہے، مزدور بھی ہے۔ اور میری یہاں پر یہ گزارش ہے اپنی community کے لیے، کیونکہ میں ان کا نمائندہ ہوں۔ میری community اس criteria پر پوری fit آتی ہے، اس لیے میری یہاں پر گزارش یہ ہے کہ Christian community کو، minorities کو، اس میں ایک خاص quota مقرر کیا جائے، تاکہ وہ اس scheme سے، اس programme سے مستفید ہو سکیں۔ اور جو اس بجٹ میں subsidy رکھی گئی ہے، 70 ارب روپے کی subsidy ہے مختلف شکلوں میں۔

Health میں انہوں نے relief بجٹ میں دیا ہے کہ جو Cancer کی medicines ہیں، ان کا جو import tax ہے، federal excise duty ہے، وہ zero ہے۔ پھر family planning کی medicines جو ہیں، ان کے اوپر کوئی tax نہیں ہے۔ ان پر duties معاف کر دی گئی ہیں۔ زرعی آلات پر، agriculture equipment جو ہے، ان کے اوپر excise duty معاف کی گئی ہے۔ میری یہاں پر ایک گزارش ہے، recommend کرتا ہوں کہ جو tobacco industry ہے، cigarettes ہیں، ان پر tax لگایا جائے۔ ان پر tax کم ہے۔ میری advice ہے، میرا مشورہ ہے، request ہے کہ اس پر tax لگائیں، تاکہ اس tax سے Government کا revenue بڑھے، اور اس revenue سے جو غریب آدمی ہیں، ان کی مدد کی جا سکے۔ اور دوسرا tax لگنا چاہئے processed food پر، جیسے burgers ہیں، pizza ہے، دوسرے ہیں، اور energy drinks پر۔ یہ بیماریوں کے گڑھ ہیں، اور ان سے جو revenue اکٹھا ہوگا، وہ صحت پر استعمال کریں، صحت پر، hospitals پر دیں، medicine سستی کریں۔ اور اس tax سے جو ہے، لوگوں کی جانیں بچیں گی، بیماریاں کم ہوں گی، hospital پہ load کم ہوگا، اور hospital بہتر طریقے سے دوسروں کی مدد کریں گے۔

تیسری بات یہ ہے کہ population کو control کرنے کا system بنائیں، ایک project بنائیں، تاکہ population control ہوگی۔ اب یہ ہے، میں اپنی minorities کے لیے بات کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک بات ہے minorities کی تو وہ شروع سے ہی وفادار ہیں، ایماندار ہے، خصوصاً پاکستان تو Christian community کے vote سے ہی وجود میں آیا ہے۔ اور Christian community نے ہر field میں خدمت کی ہے، education میں بھی، health میں بھی، فوج میں بھی، Judiciary میں بھی، اور ان کا ایک نام ہے، اور ہم اس کو acknowledge کرتے ہیں۔ ہم Government کے شکر گزار ہیں کہ جب کبھی بھی Christian Community اور minorities پر کوئی مشکل آئی، کوئی دہشت گردی ہوئی، تو سب سے پہلے انہوں نے ہمیں تحفظ دیا، compensation دی اور ہماری عبادت گاہوں میں ہمیں آزادی کے ساتھ عبادت کرنے کے مواقع فراہم کیے ہیں۔ جو forced conversion ہوتی ہے minorities کی بچیوں کی، اس کے لیے انتظام کیا تو ہم اس کے بھی شکر گزار ہیں۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ، نیلسن صاحب۔ وائنڈ اپ کریں پلیز۔

جناب نیلسن عظیم: ایک منٹ۔ Hate speeches پر پابندی لگائی، اس کے لیے ہم شکر گزار ہیں۔ ہم demand کرتے ہیں کہ یہاں میں اتنی دیر سے بیٹھا ہوں، اتنے دن سے بیٹھا ہوں، کسی honourable MNA نے اپنے حلقے کی minorities کی بات نہیں کی، حالانکہ سارے MNAs Minorities کے ووٹ لے کے آتے ہیں اور بعض حلقوں میں minorities کے ووٹ casting vote کی حیثیت رکھتے ہیں، لیکن کسی نے نام نہیں لیا۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ minorities کے ممبران کو international وفود میں شامل کریں تاکہ internationally ایک اچھا message جائے۔ پھر Minorities کی جو عبادت گاہیں ہیں، ان کا تحفظ کیا جائے اور ان کی

development کے لیے funds جاری کیے جائیں۔ہم State کے حصہ دار ہیں، ہمیں State کا حصہ دار بنایا جائے۔ ہمارے بچوں کے talent کو، ان کے ہنر کو، ان کی education کو State کی development کے لیے استعمال کریں تاکہ State ترقی کرے۔

Religious Ministry کے ساتھ Interfaith Ministry ہے۔ Religious Ministry کے پاس اپنا اتنا کام ہے کہ وہ Interfaith کا کام نہیں کر سکتی، اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ Interfaith Ministry کو minorities کے کام کے لیے علیحدہ کیا جائے تاکہ وہ minorities کے کام کو look after کرے اور ان کو development funds بھی مہیا کرے۔ Minorities کے بچوں کو اچھے colleges میں، خاص طور پر Aitchison College میں داخل کرنے کے لیے ان کے لیے seats مقرر کی جائیں تاکہ یہ بہتر student ، بہتر انسان اور qualified بن کر پاکستان کی مدد کریں اور پاکستان کے لیے کام کریں۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ، نیلسن صاحب۔ اور بھی honourable Member نے بات کرنی ہے۔

جناب نیلسن عظیم: سر! ایک منٹ ہے۔ یہ جو 5 percent quota ہے، اس کو letter and spirit میں استعمال کریں اور یہ صرف fourth class کے لیے نہ ہو، یہ سارے grades کے لیے ہو، بھرتی سے لے کر proMotion تک اور 5 percent quota implement کریں۔ ہماری اسلام آباد میں کچی آبادیاں ہیں اور انہوں نے اسلام آباد کی بڑی خدمت کی ہے۔ اب ان کو گرانے کا پروگرام ہے۔ میری استدعاء ہے کہ اگر آپ کو وہ جگہ چاہیئے تو ان کو متبادل جگہ دے دیں تاکہ وہ کسی اور جگہ رہائش پذیر ہوں۔ وہ آپ کی خدمت کرتے ہیں اور پورے اسلام آباد کی خدمت کرتے ہیں۔

جناب چیئرپرسن: بہت شکریہ۔ شہناز سلیم صاحبہ۔

محترمہ شہناز سلیم ملک: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ، جناب چیئرمین۔ میں آج ایوان میں سال 27-2026 کے بجٹ کی بھرپور حمایت کے لیے کھڑی ہوں۔ یہ بجٹ محض ایک بجٹ نہیں ہے، اخراجات کا حساب کتاب نہیں ہے اور نہ ہی اعداد و شمار کا مجموعہ، بلکہ ایک مستحکم، خود کفیل اور خوشحال پاکستان کے روشن مستقبل کا عملی اظہار ہے۔ جناب سپیکر! میں ایک شعر پڑھوں گی:

امید کی کرنوں سے روشن ہو ہر ایک راہ
بجٹ کا یہ پیغام ترقی کی نئی چاہ

جناب سپیکر! میں صبح سے مسلسل سن رہی ہوں، بجٹ پر جو تنقید کی جاتی رہی ہے، لیکن یہ بجٹ عوام دوست بجٹ ہے جو اگلے سال کے لیے ہماری رہنمائی کرتا رہے گا۔ یہ پاکستان کی معاش ترقی، سماجی انصاف، قومی استحکام اور عوامی خوشحالی کا روڈ میپ ہے۔ دنیا اس وقت معاشی غیر یقینی صورتحال، جغرافیائی سیاسی کشیدگی اور اقتصادی چیلنجز کا سامنا کر رہی ہے، لیکن پاکستان عزم، استقامت اور امید کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ حکومتی

پالیسیوں کی بدولت معیشت استحکام کی جانب گامزن ہے۔ مہنگائی میں کمی آئی ہے، زرِ مبادلہ کے ذخائر میں بہتری آئی ہے، برآمدات میں اضافہ ہو رہا ہے اور سرمایہ کاروں کا اعتماد بحال ہو رہا ہے۔ یہ بجٹ محض آمدن اور اخراجات کا حساب نہیں ہے اور نہ اعداد و شمار کا مجموعہ ہے، بلکہ ایک مستحکم، خود کفیل اور خوشحال پاکستان کے روشن مستقبل کا عملی اظہار ہے۔

جناب سپیکر! اپریل 2022 میں میاں محمد شہباز شریف صاحب وزیر اعظم کے منصب پر فائز ہوئے۔ پاکستان کو سنگین معاشی مشکلات کا سامنا تھا۔ مہنگائی عروج پر تھی، خزانہ خالی تھا، زرِ مبادلہ شدید دباؤ کا شکار تھا۔ یہ مشکلات راتوں رات نہیں بلکہ سابقہ حکومت کے کیے گئے کمزور فیصلوں کے نتائج تھے۔ معیشت کی ادائیگیوں کا توازن شدید دباؤ میں تھا۔ جو بجٹ آج پیش کیا جا رہا ہے، یہ پانچ ستونوں پر مشتمل ہے۔ اس میں معاشی استحکام شامل ہے۔ یہ بجٹ مالیاتی نظم و ضبط کو برقرار رکھتے ہوئے اقتصادی ترقی کو فروغ دیتا ہے۔ میں اپنے تجزیے کے مطابق بتانا چاہوں گی کہ بجٹ پر تنقید ہوتی رہی ہے، لیکن میں نے اسے اپنے تجزیے کے مطابق دیکھا ہے تو اس میں کوئی ایسا شعبہ نہیں چھوڑا گیا جس کے لیے فنڈز نہ رکھے گئے ہوں۔

صنعتوں کی توسیع اور برآمدات میں اضافے کے لیے، مزید چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروبار کی حوصلہ افزائی، Digital Economy اور جدید technology کا فروغ، infrastructure اور logistics میں سرمایہ کاری شامل ہے۔ زراعت قومی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ پاکستان کی معیشت کا دار و مدار زراعت پر ہے۔ اس شعبے کے لیے بجٹ میں خصوصی اقدامات کیے گئے ہیں۔ کھاد اور معیاری بیجوں کی subsidy دی گئی ہے، جدید آبپاشی منصوبوں کا پروگرام بنایا گیا ہے، زرعی مشینری کے فروغ پر توجہ دی گئی ہے، چھوٹے کسانوں کے لیے خصوصی سہولتیں اور زرعی قرضوں میں توسیع کی گئی ہے۔ ہمارا مقصد زرعی برآمدات میں نمایاں اضافہ کرنا ہے۔ یہ tourism اور روزگار کا پروگرام ہے اور اس پر بھی کام ہونا چاہیئے۔ Railway کے لیے چالیس ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

میں یہاں کہنا چاہوں گی کہ جنیوا میں جو ceasefire کا معاہدہ ہوا ہے، جس کو پاکستان host کر رہا ہے، یہ پاکستان کا پہلا تاریخی عمل ہے جو پاکستان بننے کے بعد پہلی دفعہ دیکھنے میں آیا ہے۔ یہ تاریخی ثالثی کا عمل ہے جو ہمارے وزیر اعظم صاحب کی طرف سے ہوا ہے۔ میں وزیر اعظم صاحب کو مبارک باد بھی دیتی ہوں اور appreciate کرتی ہوں۔ ہمارے Army Chief، Air Force، Navy مبارک باد کے مستحق ہیں۔ کوئی قوم اپنی عوام میں سرمایہ کاری کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ تعلیم کے لیے نئے سکولوں اور جامعات کا قیام، digital classrooms کا فروغ، مستحق طالبات کے لیے وظائف، فنی اور پیشہ ورانہ تربیت کے پروگرام، ان تمام کے لیے بجٹ میں allocation مختص کی گئی ہے۔

صحت، ہسپتالوں اور طبّی مراکز کی توسیع، mobile ambulance، سستی اور معیاری ادویات کی فراہمی، ماں اور بچے کی صحت کے منصوبے، emergency طبّی سہولیات کی بہتری، سماجی تحفظ اور غربت کی کمی، اس پر بھی بھرپور توجہ دی گئی ہے۔ حکومت معاشرے کے کمزور طبقات کی فلاح و بہبود کے لیے پرعزم ہے۔ اس بجٹ میں سماجی تحفظ کے پروگراموں کو مزید مضبوط بنایا گیا ہے۔ مستحق خاندانوں کے لیے مالی معاونت

میں اضافہ کیا گیا ہے۔ نوجوانوں کے لیے روزگار کے مواقع پیدا کیے جا رہے ہیں۔ خواتین کی معاشی خود مختاری کے لیے خصوصی اسکیمیں متعارف کرائی گئی ہیں۔ کم آمدنی والے افراد کے لیے رہائشی سہولتوں کا بندوبست کیا گیا ہے۔

توانائی اور موسمیاتی تبدیلی سے نمٹنے کے لیے عملی طور پر کام کیا جا رہا ہے۔ پاکستان موسمیاتی تبدیلیوں سے شدید متاثر ہے اور اس بجٹ میں قابل تجدید توانائی کے لیے بھی منصوبے بنائے گئے ہیں۔ ہمارا ملک climate change کے مسائل میں گھرا ہوا ہے، اپنے ملک کو ان مشکلات سے محفوظ رکھنا ہے۔ لاکھوں اربوں کے حساب سے درخت لگانا ضروری ہے۔ شجر کاری کے کام طالب علموں کو سونپنا انتہائی بہتر رہے گا۔ بے گھر افراد کو گھر بنانے کے لیے آسان اقساط پر قرضہ جات دیے گئے ہیں۔ پانی کے تحفظ کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ جو ڈیم بننے سے پہلے روک دیے گئے تھے ان کو بنانا ضروری ہو گیا ہے۔ سیلاب سے بچاؤ کے منصوبے، Green Transport کی ترقی، یہ سب اس میں موسمیاتی معاونت کے پروگرام شامل ہیں۔

پاکستان کی تاریخی سفارتی کامیابی کا بتانا بھی ضروری ہے۔ جناب سپیکر! اقتصادی ترقی کے ساتھ ساتھ پاکستان کی سفارتی کامیابیوں کا ذکر بھی ضروری ہے۔ حالیہ دنوں میں پاکستان نے عالمی سطح پر امن کے فروغ کے لیے ایک تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان نے ایران اور امریکہ کے درمیان کشیدگی کے خاتمے اور مذاکرات کے آغاز میں ایک مثبت اور تعمیری کردار ادا کیا ہے، جس کے نتیجے میں دونوں ممالک کے درمیان امن و استحکام کے لیے ایک framework معاہدہ طے پایا ہے۔ یہ کامیابی اس بات کا ثبوت ہے کہ پاکستان ہمیشہ امن، مذاکرات اور علاقائی استحکام کا داعی رہا ہے۔ پاکستان نے ایک ذمہ دار ریاست کے طور پر دنیا کو یہ پیغام دیا ہے کہ تنازعات کا حل جنگ نہیں بلکہ سفارت کاری ہے۔ اس کامیاب سال سے نہ صرف پاکستان کا عالمی وقار بلند ہوا ہے بلکہ خطے میں تجارت، سرمایہ کاری، توانائی کے تعاون اور اقتصادی رابطوں کے نئے مواقع پیدا ہوئے ہیں۔

سیاسی اور عسکری قیادت کی ہم آہنگی اور یکسوئی کے ساتھ سفارتی حکمت عملی سے ایران امریکہ جنگ کے دوران مثبت لائحہ عمل سے نہ ہم پٹرول کے لیے لائنوں میں لگے ہیں نہ ہی امن و امان کا مسئلہ درپیش رہا ہے۔ میں appreciate کرتی ہوں وزیر اعظم صاحب کو، جناب محسن نقوی صاحب کو اور اپنے Deputy وزیر اعظم کو، ساتھ ہی اپنے Field Marshal کو کہ پوری قوم کے لیے انہوں نے اتنا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔

قومی سلامتی اور ترقی معاشی میں استحکام اور قومی سلامتی ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ حکومت وقت کی دفاعی صلاحیت کو مزید مضبوط بنایا جائے۔ سرحدی سلامتی کو یقینی بنایا جائے۔ دہشت گردی کے خلاف اقدامات جاری رکھے جائیں۔ Cyber security کو بہتر بنائیں۔ قومی اہمیت کے منصوبوں کو مکمل کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ ایک متوازن اور بہتر مستقبل کا بجٹ ہے۔ یہ بجٹ غریب اور متوسط طبقے کو سہارا دیتا ہے، کاروبار کو فروغ دیتا ہے، نوجوانوں کو بااختیار بناتا ہے، زراعت اور صنعت کو مضبوط کرتا ہے، تعلیم اور صحت میں سرمایہ کاری کرتا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔ اختر بی بی صاحبہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سرمایہ کاری بورڈ(محترمہ اختر بی بی): بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ یہ ہماری حکومت، ہماری منتخب حکومت کا تیسرا بجٹ ہے جسے اس معزز ایوان میں پیش کر دیا گیا۔ جناب چیئرمین! یہ بجٹ ایک ایسے موقع پر پیش کیا گیا ہے جہاں ایک طرف پاکستان اپنی قائدانہ صلاحیتوں اور مؤثر سفارت کاری کی بدولت دنیا کو تیسری عالمی جنگ کی تباہی سے یقینی طور پر محفوظ کر چکا ہے اور 19 جون کو پاکستان کی میزبانی میں امن معاہدے کو عملی شکل دی جائے گی۔ آج پوری دنیا Prime Minister میاں محمد شہباز شریف اور Field Marshal سید عاصم منیر کی کاوشوں کو تسلیم کر رہی ہے بلکہ دونوں کو Nobel Peace Prize کے لیے بھی نامزد کرنے کی سفارش کر رہی ہے۔ آج پاکستان پوری دنیا میں اپنے دفاعی اور سفارتی حوالے سے بہت بڑا مقام رکھتا ہے۔

جناب چیئرمین! اب 2026-27 کے بجٹ پر بات کرتے ہیں۔ بلوچستان کے مسائل بے شمار ہیں۔ اب بھی احساس محرومی کی صدائیں گونج رہی ہیں لیکن ہم پر امید ہیں Prime Minister میاں محمد شہباز شریف صاحب بلوچستان کے دیرینہ مسائل کو حل کرنے میں انتہائی سنجیدگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! N-25 کراچی سے چمن تک جو ایک خونی شاہراہ کے نام سے پکاری جاتی ہے، ہزاروں قیمتی جانوں کا نقصان road accidents کی وجہ سے ہوئے۔ پچھلے سال وزیر اعظم صاحب نے بلوچستان تشریف لا کر N-25 کا باقاعدہ افتتاح کیا اور نام خونی شاہراہ سے تبدیل کر کے Pakistan Expressway رکھا گیا، جس پر تعمیراتی کام تیزی سے جاری ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ 2026-27 کے بجٹ میں N-25 کی تعمیرات کے لیے سوا ارب روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے جس کا اہل بلوچستان دل سے شکر گزار ہے۔ جناب چیئرمین! میں بلوچستان کی بیٹی ہوں۔ میرا تعلق نصیر آباد ڈویژن سے ہے۔ سیلاب اور قدرتی آفات نے نصیر آباد ڈویژن کو بہت متاثر کیا ہے۔ نصیر آباد ڈویژن کے دو بنیادی مسائل ہیں جو کہ انتہائی اہم ہیں۔ پہلا Kachhi canal منصوبے کا ہے جس پر کام رکا ہوا ہے۔ ہمیں امید ہے اس بجٹ میں Kachhi canal منصوبے کے لیے بھی رقم مختص کر کے دوبارہ کام شروع کیا جائے گا۔ یہ ڈویژن بلوچستان کا green belt ہے اور پورے بلوچستان میں نہری نظام صرف نصیر آباد میں موجود ہے۔

جناب چیئرمین! دوسرا مسئلہ Dera Murad Jamali bypass کا ہے جس کی total length 11.7 کلومیٹر ہے، جس پر باقاعدہ کام کا آغاز 2021 میں ہوا اور تقریباً 54 کروڑ روپے خرچ بھی کیے گئے ہیں۔ اب موقع پر سوائے چند ڈمپر مٹی کے اور gravel کے کچھ نظر نہیں آتا۔ جناب چیئرمین! گزشتہ 2025-26 کے بجٹ میں بھی N-65 پر Dera Murad Jamali bypass کو نظر انداز کیا گیا اور کوئی رقم مختص نہیں کی گئی، اور بدقسمتی سے 2026-27 کے بجٹ میں بھی اس کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا۔ اس دیرینہ مسئلے کو حل کرنے کے لیے 2026-27 کے بجٹ میں اس کے لیے رقم مختص کی جائے، جس کی revised PC-I کی منظوری بھی دی گئی ہے۔ اور N-65 ایک اہم شاہراہ ہے جو سندھ کو بلوچستان سے ملاتی ہے۔ traffic کافی زیادہ ہونے کی وجہ سے ڈیرہ مراد جمالی مین سٹی میں روزانہ گھنٹوں کے حساب سے traffic jam رہتی ہے۔

جناب چیئر مین! ہم اپنے قائدین وزیر اعظم پاکستان جناب میاں محمد شہباز شریف سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ نے اپنا ایک وعدہ N-25 کراچی سے چمن Pakistan Expressway کی تعمیر کا تو پورا کر دیا، جبکہ N-65 بھی اس ملک کی ایک اہم شاہراہ ہے جس پر واقع Dera Murad Jamali bypass کے لیے 2026-27 کے بجٹ میں بھی رقم مختص کرنے کی منظوری دی جائے تاکہ اس پر دوبارہ کام شروع کیا جا سکے۔ اور ہمیں اپنی منتخب حکومت سے امید ہے کہ وہ اس دیرینہ مسئلے کے حل کے لیے مؤثر قدم اٹھائیں گے اور اس بجٹ میں اس کے لیے رقم مختص کریں گے، جس کا اہل بلوچستان، خاص کر نصیر آباد ڈویژن کے لوگ، یہ احسان ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

آخر میں، میں اپنے قائد کے لیے ایک شعر پڑھنا چاہتی ہوں:

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے

وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

شکریہ جناب سپیکر۔ پاکستان زندہ باد، پاک فوج پائندہ باد۔

جناب چیئر پرسن: جی شکریہ۔ زینب بلوچ صاحبہ، پلیز۔

محترمہ زینب محمود بلوچ: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ شکریہ جناب چیئر پرسن صاحب۔ اپنی بجٹ تقریر کے آغاز میں میں پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی۔ میں پاکستان کے معزز وزیر اعظم میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں جنہوں نے مشکل معاشی حالات میں ملک کو استحکام کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے مسلسل کاوشیں کیں اور عالمی سطح پر پاکستان کا مؤقف مؤثر انداز میں پیش کیا۔

اسی طرح فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کی قومی سلامتی، دفاع وطن اور پیشہ ورانہ قیادت کو سلام پیش کرتی ہوں۔

I rise today to support this excellent Federal Budget which reflects the government's commitment to economic stability, public welfare and sustainable growth.

مسٹر چیئر پرسن! یہ بجٹ صرف اعداد و شمار کا مجموعہ نہیں بلکہ پاکستان کے روشن مستقبل کا ایک واضح roadmap ہے۔ اس بجٹ میں ترقیاتی منصوبوں، بنیادی سہولیات، روزگار کے مواقع، سرمایہ کاری کے فروغ اور عوامی فلاح و بہبود پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ مشکل معاشی حالات کے باوجود حکومت نے ذمہ دارانہ مالی نظم و ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے عوام اور معیشت دونوں کو relief فراہم کرنے کی کوشش کی ہے۔

مسٹر چیئر پرسن! معاشی استحکام اور مضبوط خارجہ پالیسی ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ آج پاکستان نہ صرف معاشی میدان میں آگے بڑھ رہا ہے بلکہ عالمی سطح پر بھی اپنا مثبت اور موثر کردار ادا کر رہا ہے۔

مشرق وسطیٰ میں حالیہ کشیدگی امریکہ اور ایران کے درمیان جاری سفارتی رابطوں کے تناظر میں پاکستان نے ہمیشہ امن مذاکرات اور خطے کے استحکام کی حمایت کی ہے۔ Pakistan firmly believes that dialogue and diplomacy are the only way forward.

ہماری قیادت نے دنیا کو یہ واضح پیغام دیا ہے کہ جنگ نہیں بلکہ بات چیت اور باہمی احترام ہی پائیدار امن کی بنیاد ہیں۔ پاکستان کی یہی متوازن اور کامیاب خارجہ پالیسی عالمی اعتماد میں اضافے کا سبب بن رہی ہے۔ جس کے نتیجے میں سرمایہ کاری، تجارت اور معاشی تعاون کے نئے مواقع پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ وہ عوامل ہیں جو اس بجٹ کے اہداف کو کامیاب بنانے میں مددگار ثابت ہوں گے اور پاکستان کو معاشی ترقی کی نئی منازل کی طرف لے جائیں گے۔

I am confident that this Budget, together with Pakistan's growing diplomatic strength and international credibility, will contribute to a stronger economy, greater prosperity and a brighter future for our nation. Pakistan Zindabad. Thank you.

POINT OF ORDER

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔ نیلسن عظیم صاحب آپ Point of Order پہ بات کرلیں، آپ کے پاس 30 سیکنڈ ہیں، پلیز۔

جناب نیلسن عظیم: میں شکر گزار ہوں سپیکر صاحب آپ کا کہ مجھے آپ نے ٹائم دیا۔ اس میں صرف دو points پر بات کروں گا۔ ایک تو یہ کہ جو Church property پہ لوگ ناجائز جعلی کاغذات بنا کے قابض ہو جاتے ہیں ان کی کوئی روک تھام کرنا چاہیئے اور Churches کو محفوظ کرنا چاہیئے۔

دوسرا یہ ہے کہ FC College ایک بڑی قدیم درسگاہ ہے جہاں سے سب نے تعلیم حاصل کی ہے Ewing Hall انارکلی میں۔ اس پہ گورنمنٹ قبضہ کرکے اس کو demolish کر رہی ہے۔ تو اس کے لیے یہ عرض تھی کہ اس کو روکا جائے اور وہ FC College کے استعمال میں رہنا چاہیئے کیونکہ وہ ایک صدی سے زیادہ وہاں پر کالج ہے۔

Mr. Chairperson: Thank you, Nelson Sahib.

Mr. Chairperson: The House is adjourned to meet again on Thursday, the 18th June, 2026, at 11:00 A.M.

(The House was adjourned to meet again on Thursday, the 18th June, 2026, at 11:00 a.m.)